نوائے
افغان جہاد
شعبان ۱۴۴۰ھ
اپریل 2019ء
رمضان

خليفة المسلمين

سيدنا

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

کی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیج کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا۔جب وہ آگئے تو حضرت عمر رضی اللہ نے ان کو عراق کی لڑائی کا امیر بنایا اور ان کو یہ وصیت فرمائی:

اے سعد! اے قبیلۂ بنو وہیب کے سعد! تم اللہ سے اس بات سے دھوکہ میں نہ پڑجانا کہ لوگ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا" ماموں اور صحابی کہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتے بلکہ برائی کو اچھائی سے مٹاتے ہیں۔اللہ کی اطاعت کے علاوہ اللہ کا کسی سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔اللہ کے ہاں بڑے خاندان کے لوگ اور چھوٹے خاندان کے لوگ سب برابر ہیں۔اللہ ان سب کے رب ہیں اور وہ سب اس کے بندے ہیں جو عافیت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے نظر آتے ہیں ۔لیکن یہ بندے اللہ کے انعامات 'اطاعت سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت سے لے کر ہم سے جدا ہونے تک جس کام کو کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کام کو غور سے دیکھنا اور اس کی پابندی کرنا کیونکہ یہی اصل کام ہے،یہ میری تمہیں خاص نصیحت ہے۔اگر تم نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی طرف توجہ نہ دی تو تمہارے عمل ضائع ہوجائے گے اور تم خسارے والوں میں سے ہوجاؤ گے۔

میں نے تمہیں عراق کی لڑائی کا امیر بنایا ہے۔لہٰذا تم میری وصیت یاد رکھو،تم ایسے کام کے لیے آگے جارہے ہو جو سخت دشوار بھی ہے اور طبیعت کے خلاف بھی ہے۔حق پر چل کر ہی تم اس سے خلاصی پاسکتے ہو۔اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو بھلائی کا عادی بناؤ اور بھلائی کے ذریعہ ہی مدد طلب کرو۔ تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہر اچھی عادت حاصل کرنے کے لیے کوئی چیز ذریعہ بنا کرتی ہے۔ بھلائی حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ صبر ہے۔ہر مصیبت اور ہر مشکل میں ضرور صبر کرنا اس طرح تمہیں اللہ کا خوف حاصل ہوگا اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کا خوف دو باتوں سے حاصل ہوتا ہے۔ایک اللہ کی اطاعت سے ،دوسرے اس کی نافرمانی سے بچنے سے۔جس کو دنیا سے نفرت ہو اور آخرت سے محبت ہو،وہی آدمی اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور جسے دنیا سے محبت اور آخرت سے نفرت ہو وہی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور دلوں میں اللہ تعالیٰ کچھ حقیقتیں پیدا کرتے ہیں ان میں سے بعض چھپی ہوئی ہوتی ہیں اور ظاہر ۔ایک ظاہری حقیقت یہ ہے کہ حق بات کے بارے میں اس کی تعریف کرنے والا اور اسے برا کہنے والا دونوں اس کے نزدیک برابر ہوں(کہ حق بات پر چلنے سے مقصود اللہ کا راضی ہونا ہے۔لوگ چاہے برا کہیں یا تعریف کریں اس سے کوئی اثر نہ لے) اور چھپی ہوئی حقیقتیں دو نشانیوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ایک یہ کہ حکمت و معرفت کی باتیں اس کے دل سے اس کی زبان پر جاری ہونے لگیں۔دوسری یہ کہ لوگ اس سے محبت کرنے لگیں۔لہٰذا لوگوں کے محبوب بننے سے بے رغبتی اختیار نہ کرو(بلکہ اسے اپنے لیے اچھی چیز سمجھو) کیونکہ انبیاء علیہم السلام نے لوگوں کی محبت اللہ سے مانگی ہے اور اللہ تعالیٰ جب بندہ سے محبت کرتے ہیں تو لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں اور جب کسی بندے سے نفرت کرتے ہیں تو لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت پیدا فرما دیتے ہیں۔لہٰذا جو لوگ تمہارے ساتھ دن رات بیٹھتے ہیں ان کے دلوں میں تمہارے بارے میں (محبت یا نفرت کا)جو جذبہ ہے تم اللہ کے ہاں بھی اپنے لیے وہی سمجھ لو"۔

اخرجہ ابن جریر(ج3ص92)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کہ لوگ حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی گردن پر تلواریں رکھے ہوئے آئیں گے، جن سے خون ٹپک رہا ہو گا... یہ لوگ جنت کے دروازے پر جمع ہو جائیں گے، لوگ دریافت کریں گے کہ: یہ کون لوگ ہیں (جن کا حساب کتاب بھی نہیں ہوا، سیدھے جنت میں آ گئے)؟ انہیں بتایا جائے گا کہ یہ شہید ہیں جو زندہ تھے، جنہیں رزق ملتا تھا''۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۱۲، شمارہ نمبر ۴

شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ | اپریل 2019ء

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

ٹیلی گرام کے لیے:

Channel: t.me/shabaneshariyat

تبصروں اور تحریروں کے لیے @nawaiafghanjihad

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اپنے رب سے صلح کرلیجیے!!!

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر احسانات بے پایاں ہیں، اُس کی نعمتیں اس قدر ہیں کہ احاطۂ شمار میں لانا ہی ممکن نہیں اور اُسی کے فضل و رحمت اور جُود و کرم کی بدولت ہم اور آپ چل پھر رہے ہیں... لیکن انسانوں کا معاملہ بڑا ہی عجیب ہے، قرآن مجید کے الفاظ میں وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ (السباء:۱۳) "میرے بندوں میں تھوڑے ہی ہیں جو شکر گزار ہیں"... اور پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے یہی سوال کرتے ہیں کہ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ (الانفطار:۶) "اے انسان! بھلا تجھے اپنے کریم رب کے معاملے میں کس شے نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے؟"... یہی انسان ہے کہ وہ اپنے رب کی نعمتوں پر شکر کی بجائے اُس کی نافرمانیوں میں بڑھتا ہی چلا جاتا ہے، اُس کا پروردگار اُسے جتنا زیادہ نوازتا ہے، وہ طغیان و سرکشی میں اُتنا ہی زیادہ اندھا ہو جاتا ہے...

آج' انسان کی اپنے رب سے ایسی ہی بغاوتوں اور سرکشیوں سے دنیا بھر چکی ہے! کفار تو ہیں ہی اللہ تعالیٰ کے باغی اور انکاری اور اُن کے لیے كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ (المرسلات:۷۷)] فرما کر دنیاوی زندگی کی رعنائیوں اور رونقوں سے متمتع ہو کر اخروی اور دائمی خسارے کی "خوش خبریاں" اللہ تعالیٰ نے دی ہیں کہ

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ۖ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا ۖ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ (الاحقاف:۲۰)

"اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے جائیں گے (اور کہا جائے گا) کہ تم اپنی دنیا کی زندگی میں لذتیں حاصل کر چکے اور ان سے متمتع ہو چکے تو آج تم کو ذلت کا عذاب ہے (یہ) اس کی سزا (ہے) کہ تم زمین میں ناحق غرور کیا کرتے تھے اور اسکی کہ بدکرداری کرتے تھے"۔

لیکن اہل ایمان کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے اسلام اور شریعت محمدی علی صاحبھا السلام کی صورت میں دنیا و آخرت کی کامیابیوں، بھلائیوں، سرفرازیوں اور فوز و فلاح کا انتظام فرمایا ہے... آج بد قسمتی یہی ہے کہ مسلمان اپنے ہاتھوں ہی سے اس انتظام ربی کی تخریب کر کے اور اس نعمتِ الٰہی سے اعراض کا رویہ برت کر دنیا بھر میں ذلیل و رسوا ہیں... پوری دنیا میں امتِ مسلمہ پر طاری ذلت، بے چارگی، درماندگی اور بے کسی کی وجہ کہیں اور تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ امت جس حالتِ ضعف کو پہنچی ہے اور کفارِ عالم کے لیے پوری دنیا میں ترنوالہ بنی ہوئی ہے تو اس کی وجوہات و اسباب کہیں اور تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے اعمال اور افعال پر ہی ایک نظر ڈال لینا کافی ہے! بقول شاعر

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روزِ سیاہ
خود دکھایا ہے میرے گھر کے چراغاں نے مجھے

پاکستان کو "اسلام کا قلعہ" باور کروایا جاتا ہے اور اس "قلعۂ اسلام" میں اجتماعی و انفرادی سطح پر دین اور شریعت کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جا رہا ہے؟ یہاں معاشی، معاشرتی، سیاسی، تہذیبی اور انفرادی و اجتماعی سطح پر غربتِ اسلام اور اجنبیتِ اسلام کا کیا عالم ہے؟ اور ریاست کی سطح سے لے کر شخصی اور انفرادی سطح پر احکاماتِ اسلام کی کیسی گت بنائی جاتی ہے، یہ سب کے سامنے ہے! ۸ مارچ کو ہونے والے "عورت مارچ" کے مناظر نے واضح کر دیا ہے کہ اس ملک میں طبقۂ مترفین کو اسلام اور دین کے خلاف ہر طرح کی بکواس کرنے، ہفوات بکنے اور قولی سے بڑھ کر عملی اقدامات اٹھانے کی کھلی چھوٹ ہے! "عورت مارچ" کے سلوگنز اور نعروں پر صرف ایک اچٹی سی نظر ڈال کر دیکھئے اور پھر خود سے سوال کیجیے کہ یہ شریعت سے سراسر بغاوت اور کھلی دشمنی کے علاوہ اور کیا ہے؟ شریعت 'مسلمانوں کو پاکیزگی کا درس دیتی ہے، مرد و عورت کے مابین 'برابری' نہیں بلکہ ان کے درمیان عزت و احترام کے رشتوں اور نیک و پاکیزہ جذبات و احساسات پروان چڑھانے کا درس دیتی ہے، یہ خواتین کو مردوں کے "شانہ بشانہ" نہیں چلاتی بلکہ ایک عورت کو خاتونِ خانہ کی حیثیت سے گھر کی ملکہ بناتی ہے، یہ عورت و مرد کو باہم متصادم اور دست و گریباں کرنے کی بجائے مرد کو "قوام" قرار دے کر خاندان کی اکائی کا تحفظ کرتی ہے اور پھر اس خاندانی اکائی کو ادارہ

قرار دے کر اس ادارے کی تربیت کی ذمہ داری 'خاتونِ خانہ کے سپرد کرتی ہے! اسی لیے شریعت کی نظر میں تجرد کی زندگی کو پسند کیا گیا ہے نا ہی مسلمان معاشرے میں کہیں Single Parent Child کا تصور دیکھنے سننے کو ملتا ہے! لیکن یہ حیاباختہ قبیل کی "روشن خیالی" ہے جو اس سارے نظام کو تلپٹ کر کے یہاں اُن سب گندگیوں اور نجاستوں کا رواج چاہتی ہے جن میں مغرب ڈوبا ہوا ہے!

قصہ صرف "عورت مارچ" کا نہیں بلکہ معاشرے کو پوری طرح تہذیب افرنگ و شرک میں رنگ دینے کے لیے تمام جتن کیے جا رہے ہیں...نیو ایئر نائٹ پر بدقماشیوں، عیش و عشرت اور رنگین مزاجیوں کو پروان چڑھانے کی مہم کس منظم طریقے سے چلائی جاتی ہے...ویلنٹائن ڈے پر نوجوان نسل کو کھلے عام زناکاری اور بدکاری کی طرف راغب کرنے کا 'ٹرینڈ' کس تیزی سے معاشرے میں عام ہوا ہے...'کرسمس ڈے' کو سرکاری سطح پر کس طرح منایا جاتا ہے اور مروجہ اسلامی جمہوری جماعتیں بھی کرسمس کیک کاٹنے اور "مسیحی بھائیوں" کو Merry Christmas کہہ کر "محبتوں کے پھول نچھاور" کرتی نظر آتی ہیں[1]...بسنت کے نام پر ہندو تہوار کو عوامی سطح پر کیسی پذیرائی دلائی گئی اور اب دوسرے ہندو تہوار ہولی اور دیوالی وغیرہ کو کس طرح تعلیمی اداروں سمیت بقیہ معاشرے میں رائج کرنے کی کوششیں عروج پر ہیں![2]

معاملہ یہیں تک محدود نہیں ہے بلکہ ذریتِ ابلیس 'مسلمانوں کو پوری طرح بگاڑنے اور کفر و فسق کے فساد کو گھر گھر برپا کرنے کے لیے بہت ہی باریک بینی اور انتہائی منظم طور پر کام کر رہی ہے...ثقافت کے نام پر پھیلائی جانے والی کثافت نے ہماری معاشرتی اور خانگی زندگیوں کو کس قدر کثیف، گدلہ اور میلا کر دیا ہے، یہ محتاجِ بیان نہیں ہے...ڈراموں اور ٹیلی فلموں کے نتیجے میں معاشرے میں بڑھتی ہوئی جنسی ہوس ہے جس نے ۳سال کی معصوم بچی سے لے کر ہر عمر کی خاتون کی عزت و عفت کو معاشرے میں بالکل غیر محفوظ بنا دیا ہے... جنسی بھیڑیے ہیں کہ اپنی ہوس کی پیاس بجھانے کے لیے چھوٹی چھوٹی معصوم کلیوں کو مسل اور کچل دیتے ہیں لیکن جواب میں زیادہ سے زیادہ دو چار ہفتے کی خبریں، آٹھ دس دن سوشل میڈیا پر مہم، دو چار آنسو اور......بس!!! نہ کوئی مسئلہ کی جڑ کو پکڑ تا ہے اور نہ ہی کوئی اس جڑ کو کاٹنے کی فکر کرتا ہے! آج ہمارے معاشرے میں گھر گھر میں فساد اور افراتفری کا عالم ہے، خاندان کا ادارہ زبوں حالی کا شکار ہے، میاں بیوی کے درمیان رنجشیں اور رقابتیں ہیں کہ ختم ہونے کو نہیں آتیں، ساس بہو اور نند بھاوج کے جھگڑوں اور خاندانوں کے اندر بھائیوں کے مابین لڑائیوں اور فساد نے ہر فرد کے ذہنی سکون کو اکارت کر رکھا ہے...اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ (البقرۃ:۲۶۸) کو نظر انداز کیا اور فقر و فاقہ کے ڈر سے خواتین 'کہ جنہیں اسلام نے بغیر کسی اشد مجبوری اور اضطراری حالت کے فکرِ معاش کا ذمہ دار ہی نہیں بنایا اور جن کے متعلق دوٹوک حکم ہے کہ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولىٰ '(الاحزاب:۳۳) کو گھروں سے نکال کر "ورکنگ وومن" کے کردار میں ڈھال دیا تو اس کی قباحتیں اور نتائج کسی نظر سے پوشیدہ نہیں!...

ذرا دیکھیں کہ ہمارا معاشرہ جسے عموماً "مذہبی معاشرہ" کہا اور سمجھا جاتا ہے، اُس معاشرے میں اب ڈھکے چھپے طور پر نہیں بلکہ ببانگ دُہل انداز میں نوجوان لڑکیوں کو "شادی والے دن گھروں سے بھاگنے" کی ترغیب دی جاتی ہے اور ایک آن لائن ٹیکسی سروس کے جہازی سائز اشتہار میں دلہن کو دکھا کر کہا جاتا ہے کہ "شادی کے دن بھاگنا ہے تو فلاں فلاں بائیک سروس استعمال کریں"...پھر اس معاشرے میں جب ہم اپنی عفت مآب بہنوں اور بیٹیوں کے لیے حضرت عائشہ، فاطمہ و حفصہ رضی اللہ عنھن کا مثالی کردار پیش کرتے ہیں تو اس عظیم کرداروں کے مقابلے میں "ننگِ وطن و ننگ بدن"، حیاسوز کردار کی حامل اور اپنے جسم کو مختصر سے مختصر ترین لباس سے "ڈھانپنے" والیوں کو "رول ماڈل" کے طور پر یوں پیش کیا جاتا ہے کہ یوم پاکستان پر "اسلامی" "مملکتِ پاکستان کا سربراہِ ریاست اُس عورت کو پاکستان کے اعلیٰ ترین سول ایوارڈ "تمغۂ امتیاز" سے نوازتا ہے جس کی وجہ شہرت صرف اور صرف جسم کی برہنگی کی تشہیر اور "آئٹم سانگز" ہی ہیں!

اس سے بھی آگے بڑھیے! نیوزی لینڈ کی مساجد میں صلیبی کفار نے مسلمانوں کو خون سے نہلا دیا، پوری دنیا کے مسلمان سراپا غم و حزن تھے، اُن کے دل اور کلیجے غم واندوہ سے پھٹے جا رہے تھے، وہ حالتِ سوگ میں تھے، شہید ہونے والے نمازیوں میں ۹ نمازیوں کا تعلق پاکستان سے تھا جن میں سے متعدد شہر کراچی سے

---

[1] حالانکہ متقدمین و متاخرین علمائے اسلام نے ان حرکاتِ شنیعہ کو "خنزیر کاٹنے" سے تشبیہ دی ہے اور کرسمس پر مبارک باد کو اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا کہنے سے تعبیر کیا ہے [نعوذ باللہ من ذالک]

[2] اس سلسلے میں لاہور کے ایف سی کالج کے طلبہ کا ہولی والے دن سڑکوں پر غل غپاڑے اور قائداعظم یونی ورسٹی اسلام آباد میں طلبہ و طالبات کا باہم مل کر ہولی منانے اور ناچتے گاتے ہوئے ایک دوسرے کو "رنگنے" کے مناظر ذہن میں رہیں!

تعلق رکھتے تھے۔ اسی شہر کراچی میں اِس سانحہ کے ٹھیک تیسرے دن "پی ایس ایل فائنل "ہوا، یہ فائنل دیکھنے کے لیے ملک کا آرمی چیف خاص طور پر سٹیڈیم پہنچا... اس فائنل کی تقریب میں چند ہی گھنٹے قبل مسلمانوں پر بیتنے والے سانحے کا غم یوں غلط کیا گیا کہ ناچ گانے، ڈھول تاشے اور موسیقی وہلڑبازی کا منظم پروگرام پیش ہوا، جس میں گویوں، طوائفوں اور مسخروں نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا اور ملک کا آرمی چیف یہ فنی مظاہر دیکھ کر دادِ عیش دیتا رہا... اگلے دن کی اخبارات میں آئی ایس پی آر کی طرف سے نمایاں بیان لگا "دہشت گرد ہار گئے، امن جیت گیا!!"... گویا اِن کا "امن "یہی رقص و سرود، فسق وفجوراور اللہ کی ناراضی مول لینے والے کام ہی ہیں!!!

اے اہلِ پاکستان!!! وقت بہت کٹھن ہے! یقین کیجیے کہ سنبھلنے کا موقع اگر اللہ تعالیٰ عطافرمارہے ہیں اور مسلسل عطافرمارہے ہیں تو اسے اُس ذات کا حلم اور بردباری ہی سمجھئے اور اُس کے حلم اور بردباری کے ساتھ ساتھ اُس کی پکڑ اور عذاب کو بھی دھیان میں رکھیے کیونکہ

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے ان میں سے کسی ایک واقعہ کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا کہ "یہ ایک انفرادی معاملہ ہے" بلکہ ان تمام واقعات میں ہر طرح سے حکومت اور ریاست ناصرف شریک ہیں بلکہ ریاستی تعاون و تحفظ اور حکومتی ایما اور رضامندی سے ہی یہ فساق کے یہ ٹولے اپنی زہرناکیاں پھیلا رہے ہیں! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ موجودہ حکومت کے وزیر اطلاعات فواد چوہدری نے قومی اسمبلی میں شراب کی ممانعت پر پیش ہونے والے بل سے متعلق کیا کہا؟ اُس نے کہا کہ "آج شراب پر پابندی لگائیں گے تو کل یہ لوگ کہیں گے کہ غیر مسلم جزیہ دیں، ہمیں طے کرنا ہوگا کہ ہمیں ایک سول اور مہذب معاشرے کی طرف بڑھنا ہے یا دقیانوسیت کی زندگی ہی گزارنی ہے"... ملک پر کئی بار حکمرانی کرنے والے نواز شریف کے بارے میں تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ تو ہندوؤں کے بھگوان اور مسلمانوں کے خدا کو ایک ہی تصور کرتا ہے... پیپلزپارٹی بھی جو ملک پر متعدد مرتبہ حکومت کر چکی ہے' کے موجودہ شریک چیئرمین بلاول زرداری تو باقاعدہ مندروں میں جا کر بتوں کے سامنے پوجا کرتا ہے! دوسری طرف سندھ میں حالت یہ ہے کہ اسلام کی آغوش میں آنے والی ہندو خواتین تک کو اپنے پرانے مذہب میں واپس دھکیلنے کے لیے پوری ریاست ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے!!!

آپ ریاست کے خلاف ایک لفظ بولیں، آپ کا تیہ پانچہ کر دیا جائے گا اور کچھ بھی باقی نہیں بچے گا لیکن دین، اسلام اور احکاماتِ شریعت کی دھجیاں اُڑا دیں، اُن کے ساتھ مذاق، ٹھٹھہ اور استہزا اور بے توقیری کی حدیں پار کر جائیں کوئی آپ کو پوچھنے والا نہیں... اللہ کے سامنے ایسی بھی کیا سینہ زوری؟! اُس کی ذات سے ایسی بھی کیا بغاوت؟! اُس کے آگے ایسی بھی کیا جرأت؟! اُس سے ایسی بھی کیا بے خوفی؟!

اے جہاں مٹھا، تے اگلا کیں ڈٹھا، وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ، بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست اور "کھالے پی لے جی لے" کو مقصد زندگی بنانے والے ایمان والے تو نہیں ہوتے... یہ تو خالص کفار کی نشانی بتائی گئی ہے کہ... مسلمان اور مومن ایسا تو نہیں ہوتا... وہ تو ہمہ وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے عجز و نیاز کا نمونہ، اُس کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہوتا ہے اور اس کے بعد بھی وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ اُن کے قلوب اللہ کے خوف اور ڈر سے کانپ رہے ہوتے ہیں کہ نجانے قبر، حشر، نشر، وضع میزان اور پُلِ صراط جیسے خوف ناک اور بھیانک مراحل میں اُس کے ساتھ کیا ہوگا! وہ تو اپنے گھروں میں بھی بند ہوں تو ڈرتے رہتے ہیں اور "یومِ عظیم "کا خوف اُن کی نیندیں یوں اُڑائے رکھتا ہے کہ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ "ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر والوں کے درمیان بھی سہمے ہوئے رہتے تھے"۔

اے مسلمانانِ پاکستان! یہ کڑوی کسیلی باتیں، دراصل ایسی حقیقتیں ہیں جن سے کل ہمیں لازماً واسطہ پیش آنا ہے... قبر کی تاریکیوں میں کس نے داخل نہیں ہونا؟ کون ہے کہ جو جرأت کر کے کہہ سکے کہ اُسے اللہ کے حضور پیش نہیں ہونا؟ دنیا کی رنگینیاں، آسائشیں، کشاکشیں، بناوٹیں، یہ تمام ایجادات اور لہو ولعب کے سامان، اپنے رب سے بغاوت پر آمادہ کرنے والے اسبابِ راحت و عیش... سب کچھ ہی تو عارضی ہے! ادھر قبر کے کناروں تک جسد خاکی پہنچے گا اور خاک میں مل کر ساری دنیا کی راحتیں خاک ہو جائیں گی! پھر دفتر عمل میں موجود ایک ایک عمل کے بارے میں وہ حساب لے گا! وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ

سطورِ بالا میں جن "بیماریوں" کا ذکر ہوا، اصل میں تو وہ بیماریاں نہیں بلکہ علاماتِ مرض ہیں! اِن علامات کو دیکھ اور جانچ کر ہی مرض کی شدت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے... اصل مرض اس ملک میں قائم نظام اور اس نظام کو سنبھالنے والے، اس کی حفاظت کرنے والے اور اس کو چلانے والے ہیں! قرارِ دادِ مقاصد کے ایک ٹکڑے کو بنیاد بنا کر پچھلے ۷۱ سالوں سے ملکِ پاکستان میں "اسلام کے جھنڈے" گاڑے جارہے ہیں لیکن حقیقت میں یہ اسلام کا محض لیبل ہے اور اسی لیبل کی آڑ میں اللہ تعالیٰ سے ہر طرح کی بغاوت کو اس ملک میں روا رکھا گیا ہے... یہی نظام ہے جو فساق وفجار کو اللہ کے سامنے جری اور نڈر بناتا ہے... یہی ہے جو اُنہیں مالک الملک کے مقابلے میں منہ روزی سکھاتا ہے... یہی ہے جو "میرا ملک، میری مرضی" سے لے کر "میرا جسم، میری مرضی" تک کے تمام مراحل اپنی سرکردگی میں طے کرواتا ہے... یہی ہے جو سابق بالخیرات کی خصوصیات والوں اور سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ کی پکار پر لبیک کہنے والوں اور نیکیوں بھلائیوں کی طرف لپکنے والوں کو تہہ تیغ کرتا ہے، اُن کے راستے ہر طرح سے مسدود کرتا ہے اور اُن کے مقابلے میں سابقوا الی الشر والفتنہ والبغی اور سابقوا الی سخط ربکم والنار [اعاذنااللہ منھم] کی دوڑ میں شریک 'اشرار کو معاشرے میں اعلیٰ اور نمایاں ترین مقامات دیتا ہے!

یہی سرمایہ دارانہ جمہوریت اور اس کی محافظ افواج اور لشکر ہیں جو اس سرزمین پر سات عشروں سے غیر اللہ کا نظام نافذ کیے ہوئے ہیں... اسی نظام کے تحت پورے ملک کا عدالتی نظام' اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ وارفع قانون کو پس پشت ڈال کر کافروں کے وضع کردہ قوانین کی بنیاد پر چلایا جارہا ہے... اسی نظام کے زیرِ سایہ سود جیسی لعنت اور اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کھلی جنگ کی بنیاد پر پوری ملکی معیشت کو چلایا جارہا ہے... اسی نظام کی نحوستیں ہیں کہ نصابِ تعلیم اور نظام تعلیم بھی ایسا وضع کیا گیا ہے جس کے ذریعے نسلِ نو کی تربیت ہی اس انداز سے جارہی ہے کہ اُن کے ذہن وفکر میں اسلام اور دین کے خلاف تشکیک وابہام کے سوا کچھ ہوتا ہی نہیں... اسی نظام کے کرتا دھرتا پچھلی دو دہائیوں سے جاری اسلام اور صلیب کی جنگ میں عالمی کفر اور ائمۃ الکفر کے صف اول کے اتحادی ہیں اور اس "اعزاز" پر سینہ اکڑا کر فخر کرتے پائے جاتے ہیں! یہی نظام ہے جو معاشرے میں بے دینی، فحاشی، عریانی اور جنسی ہیجان کر فروغ دے رہا ہے... اسی نظام نے یہاں کے مسلمانوں کو مجبور کر رکھا ہے کہ وہ "رب چاہی زندگی" کی بجائے اللہ سے بے خوفی اور "من چاہی زندگی" کے حصول میں دن رات مگن رہیں اور یوں ہی اپنی زندگیاں اللہ سے دوری اور بغاوت کی بنیاد پر گزار کر آخرت کے دائمی خسائر کا شکار ہوتے رہیں!

اللہ تعالیٰ 'جن بستیوں پر اپنا عذاب نازل کرنے کا فیصلہ فرمالیتے ہیں اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قانون سورہ بنی اسرائیل میں بیان ہوا ہے۔ اس آیت کو دل کی آنکھوں سے ہر پاکستانی مسلمان پڑھے، اپنے حالات کو دیکھے اور جانچے... اگر انصاف پسندی اور خوف خدا سے کام لیا جائے تو اپنے حالات دیکھتے ہوئے یقیناً اس آیت کی مفصل تشریح اور اس کے تفسیری حاشیوں کو دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ سب کچھ کھلے اور بیّن طور پر سامنے آجاتا ہے، فرمایا:

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا (آیت:۱۶)

"اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ لوگوں کو (فواحش) پر مامور کر دیا، تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے، پھر اس پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو گیا اور ہم نے اسے ہلاک کر ڈالا"۔

لہٰذا اے اہلِ پاکستان! اگر دنیا وآخرت میں اپنی اور اپنی نسلوں کی فلاح وبھلائی چاہتے ہیں تو اس کے لیے معاشرے کے ایک ایک فرد پر لازم ہے کہ وہ ذاتی اور اجتماعی سطح پر اللہ تعالیٰ کے آگے سپر ڈال دے... اُس ذات کے مقابل آکر نہ پہلے کوئی اُسے عاجز کر سکا ہے اور نہ ہی آئندہ اُس ذاتِ ذوالجلال والا کرام کو عاجز کر پانے کی کسی میں ہمت اور طاقت ہے!

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۡ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (العنکبوت:۲۲)

"اور تم (اسکو) نہ زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور نہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار"

اور اگر اللہ سے مقابلہ کرنے والوں کے ہاتھ میں ہی اپنی باگ دوڑ دینی ہے تو اللہ تعالیٰ غنی عن العالمین ہے... نہ اُس نے اپنے باغیوں کی پہلے کبھی کچھ پرواہ کی اور نہ ہی آئندہ وہ اپنے نافرمانوں کو پرواہ کرنے والا ہے!

اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ (ابراہیم:۸)

”اگر تم اور جتنے اور لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ناشکری کرو تو خدا بھی بے نیاز (اور) قابل تعریف ہے“۔

اور سورہ طٰہٰ میں فرمایا:

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى Oقَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًاOقَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (طٰہٰ:۱۲۴۔۱۲۶)

”اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟ میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہئے تھا) تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تُو نے ان کو بھلا دیا اسی طرح آج ہم تجھ کو بھلا دیں گے“۔

پس اے مسلمانانِ پاکستان! دنیا و آخرت کی عافیت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مان لیجیے! اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مان لیجیے! اُس کے دین و شریعت کو اپنی زندگیوں کو مدار و محور بنا لیجیے! اُس کے باغیوں کی انفرادی و اجتماعی ہر سطح پر بغاوت اور اُن کی سرکوبی کے لیے نکلئے! اپنی انفرادی و ذاتی زندگی کے ہر ہر گوشے سے لے کر معاشرتی، سماجی، اجتماعی اور ریاستی سطح کے تمام دائروں کو اللہ کے رنگ میں رنگ دیجیے... صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً... اُس کی رحمتوں کے طلب گار بن جایئے، اُس سے بغاوتیں اور سرکشیاں روا رکھنے والوں کو اپنے سروں پر مسلط نہ رہنے دیجیے اور اللہ کا دین اپنی زندگیوں اور معاشرے میں قائم کر کے اللہ تعالیٰ سے صلح کر لیجیے کہ ابھی وقت ہے! کل وقت نہیں ہو گا اور ہم میں سے ہر ایک تمنا کرے گا کہ کاش! اللہ کے فرامین کا پاس رکھا ہوتا اور اُس کی نافرمانیوں کے راستوں سے پلٹ آئے ہوتے! لیکن اُس وقت اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں سے کلام تک نہ فرمائیں گے اور اُن سے کہہ دیا جائے گا کہ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى!!!

اے اہلِ پاکستان! رمضان المبارک کی آمد آمد ہے! اس میں اپنے رب کو منا لیجیے! یقین جانیں وہ ہم سے ناراض ہے! ہمارا پالنہار اور کریم و رحیم رب ہمارے اعمال اور دین سے روگردانیوں کے سبب خفا ہے اور یہ بھی یقین کیجیے کہ اُسے منانا چنداں مشکل کام نہیں ہے! بس اجتماعی طور پر توبۃ النصوحۃ، خالص اور پکی توبہ! ہر فرد اُس کے آگے تضرع، زاری اور گڑگڑا کر اُس کے رحم و فضل کی بھیک مانگے، اُس کے کرم کا سوال کرے، اپنے احوال درست کرنے کی سعی کرے اور خاندان اور معاشرے میں ہر سطح پر اُس کے دین کے نفاذ کا پختہ عہد کرے تو وہ عطاؤں والا ہے، بخششوں والا ہے، مغفرتوں والا ہے، خزانوں والا ہے، فضل واحسان والا ہے، جود و سخا والا ہے اور وہی ہے جس کے در سے یہ سب ملے گا، اُس کا در چھوڑ بیٹھے تو آج ہم میں سے ہر چھوٹے بڑے اور عام و خاص کی زندگی مَعِيْشَةً ضَنْكًا بن کر رہ گئی ہے اور خدانخواستہ اسی ڈگر پر رہے تو روزِ قیامت یہ دہائیاں دینی پڑیں گی کہ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ نے کیسی خوبصورت بات ارشاد فرمائی کہ ”انتہائی خراب حالت کسی بندہ کی ہو تو اس کی منتہائے تباہی اور منتہائے تخریب کو اللہ تعالیٰ کے ارادۂ تعمیر کا نقطۂ آغاز کافی ہے“۔

ایک ولی اللہ کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ بازار میں غمگین اور دل گرفتہ بیٹھے ہوئے تھے، کسی نے دریافت کیا کہ حضرت یوں غم زدہ کیوں بیٹھے ہیں؟ کہا کہ اللہ اور بندوں کے درمیان صلح کروا رہا ہوں... پوچھا کہ پھر نتیجہ کیا ہے؟ کہا کہ اللہ تعالیٰ تو مان رہے ہیں لیکن اُس کے بندے نہیں مان رہے... چند ہی دنوں بعد یہی بزرگ قبرستان میں اُسی طرح دُکھی اور افسردہ بیٹھے تھے... پوچھنے والے نے پھر پوچھا کہ حضرت یہاں کیوں دُکھی بیٹھے ہیں؟ کہا کہ اللہ اور بندوں کے درمیان صلح کروا رہا ہوں... پوچھا کہ پھر نتیجہ کیا ہے؟ کہا کہ بندے تو مان رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نہیں مان رہے!!!

سو ابھی اللہ کو منانے کا وقت ہے! اپنے رب سے صلح کر لیجیے... رمضانِ کریم کی صورت میں اس صلح کے لیے نادر اور قیمتی موقع بھی آیا ہی چاہتا ہے! اس موقع کو غنیمت جانئے اور رب کو منا لیجیے اور اُس کے حضور اپنے تمام گناہ رکھ کر بے بسی اور عجز و نیاز اختیار کر کے بس یہی فریاد کریں کہ یا اللہ!

لا ملجأ ولا منجا منك إلا إليك

نہ تو تیرے علاوہ کہیں اور پناہ ہے اور نہ ہی کہیں بھاگ کر جانے کی جگہ مگر تیری طرف

☆☆☆☆☆

علاجِ کبر

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے جس کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خطبات الاحکام میں حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ سے نقل فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَّفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ۔وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَّفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَاَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِيْرٍ (مشکوٰۃ:۴۳۴)

فرماتے ہیں مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ جو اللہ کے لیے اپنے نفس کو مٹاتا ہے جس نے اللہ کے لیے تواضع اختیار کی، اپنے نفس کو مٹایا رَفَعَهُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ اس کو بلندی دیتا ہے فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ بس وہ اپنے نفس میں حقیر ہوتا ہے تواضع کی وجہ سے اپنے دل میں تو اپنے کو چھوٹا سمجھتا ہے لیکن اس فنائیت کی برکت سے اللہ اس کو لوگوں کی نظر میں عظیم کر دیتا ہے۔ عزت دیتا ہے تمام مخلوق میں اس کی عظمت اور بڑائی ڈال دیتا ہے۔وَفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ اپنے نفس میں تو اپنے کو حقیر سمجھا مگر اس تواضع کا کیا انعام ملا؟ تمام لوگوں میں اس کو عظمت عطا ہو گئی ساری دنیا کے انسانوں میں اللہ تعالیٰ اس کو عظمت دیتے ہیں۔

وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ اور جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو گرادیتے ہیں اور جس کو خدا گرادے پوری کائنات میں اُس کو کون اٹھائے؟ جس کو اللہ ذلیل کرے اُس کو پوری کائنات میں کوئی عزت نہیں دے سکتا، کیونکہ جو بندہ اپنے کو بڑا سمجھتا ہے حقیقت میں وہ بڑا نہیں ہے۔ جس کا مادہ تخلیق باپ کی منی اور ماں کا حیض ہو وہ کیسے بڑا ہو سکتا ہے؟ اس لیے وَمَنْ تَكَبَّرَ فرمایا تکبر باب تفعّل سے ہے جس میں خاصیت تکلف کی ہوتی ہے۔ یعنی وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے بڑا نہیں ہے یہ تکلف بڑا بن رہا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اُس کو گرادیتے ہیں ذلیل کر دیتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے جب یہ صفت آتی ہے تو وہاں اس کے یہ معنی نہیں ہوں گے۔ قرآن پاک میں ہے اَلْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ۔ عزیز معنی طاقت والا، جبار کے معنی ظالم کے نہیں ہیں جیسا کہ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں بڑا ظالم ہے جابر ہے۔ جبّار کے معنی ہیں ٹوٹی ہڈی کو جوڑنے والا اور اپنے بندوں کی بگڑی بنانے والا (روح المعانی: پ۲۸، ص۶۳)۔ اَلَّذِيْ يُصْلِحُ اَحْوَالَ خَلْقِهٖ بِقُدْرَتِهِ الْقَاهِرَةَ جو اپنے بندوں کی ہر حالت کو بنانے پر قادر ہو۔ انتہائی خراب حالت کسی بندہ کی ہو تو اس کی منتہائے تباہی اور منتہائے تخریب کو اللہ تعالیٰ کے ارادۂ تعمیر کا نقطۂ آغاز کافی ہے۔ بس وہ ارادہ فرمالیں کہ مجھے اپنے اس بندہ کو سنوارنا ہے وہ اسی وقت اللہ والا بن جائے گا۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ 'تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"اس آیت مبارکہ میں متکبر کے معنی صاحبِ عظمت کے ہیں۔ اگرچہ یہ بات تفعّل سے ہے لیکن تکلف کی خاصیت جو کہ عموماً باب تفعّل کا خاصہ ہے یہاں ہرگز جائز نہیں ہوگی بلکہ یہاں نسبت اکی الماخذ ہے یعنی صاحبِ عظمت"(پ۲۸، ص۶۳)۔

اللہ تعالیٰ عظمت والے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ متکبر کا ترجمہ ہمیشہ صاحب عظمت کیا جائے گا کیونکہ بڑائی صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہے سوائے اللہ کے کوئی بڑا نہیں ہے اور جو بندہ اپنے کو بڑا بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کو گرادیں گے۔ میرے دوستو! جسے خدا گرائے اسے کون اُٹھا سکتا ہے۔ ہاتھی خدا کی ایک مخلوق ہے وہ اگر کسی انسان کو سونڈ میں لپیٹ لے اور اسے گرانا چاہے تو محمد علی کلے بھی گریں گے، رستم بھی گرے گا۔ بڑے سے بڑا پہلوان بھی گرے گا۔ جب ایک مخلوق کی طاقت کا یہ حال ہے تو حق تعالیٰ کی قدرت کا کیا عالم ہوگا! پس جس کو خدا گرائے اس کو کون اُٹھائے اور جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے اور جس اللہ نہ رکھے اس کو ساری دنیا چکھے۔ یہ آخری جملہ میرا اضافہ ہے۔ پرانا محاورہ یہ ہے کہ جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے۔ اختر نے یہ اضافہ کردیا کہ جس کو اللہ نہ رکھے ساری دنیا اس کو چکھے یعنی جس کی حفاظت خدا نہ کرے وہ ساری دنیا کے لات گھونسے کھائے گا، جہاں جائے گا ذلیل ہوگا۔ جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے، تکبر کرتا ہے، اکڑ کے چلتا ہے تو اس کی چال، اس کی رفتار، اس کی گفتار، اس کی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کا تکبر شامل ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ متکبر انسان لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔فَهُوَ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ تمام دنیا کے انسانوں میں اللہ تعالیٰ اس کو ہلکا چھوٹا اور حقیر کر دیتا ہے۔ لوگ ہر طرف سے اسے کہتے ہیں کہ بہت ہی نالائق ہے بڑا متکبر ہے، اینٹھ کے چلتا ہے۔وَفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ مگر اپنے دل میں وہ اپنے کو خوب بڑا سمجھتا ہے کہ میری عظمتوں سے لوگ واقف نہیں ہیں۔ میری عظمتوں کی لوگ قدر نہیں کرتے۔ میرے علم و عمل کو نہیں پہنچاتے۔ اس قسم کی باتیں شیطان اس کے دل میں ڈال دیتا ہے سمجھتا ہے کہ بس "ہم چنیں ما دیگرے نیست" مجھ جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ ہمارے ایک دوست کہتے تھے کہ جو کہتا ہے کہ ہم چنیں ما دیگرے نیست۔ وہ دراصل یہ دعویٰ کرتا ہے کہ "ہم چنیں "ڈنگرے" نیست" کہ مجھ جیسا کوئی ڈنگر یعنی جانور نہیں ہے۔ تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ جو شخص اپنے کو بڑا سمجھتا ہے، اللہ اس کو گرادیتا ہے۔ پس وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور اپنے دل میں کبیر ہوتا ہے۔ یعنی اپنے دل میں وہ اپنے کو بڑا سمجھتا ہے لیکن ساری دنیا کی نظروں میں حقیر اور ذلیل ہو جاتا ہے۔حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْخِنْزِيْرٍ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی نظروں میں کتے اور سور سے بھی زیادہ ذلیل کر دیتا ہے۔ ایسی خطرناک بیماری ہے یہ تکبر! اس کو سوچیے کہ یہ تو سمجھ رہا ہے کہ میں بہت بڑا ہوں، بڑی عزت والا ہوں لیکن لوگوں کی نگاہوں میں کتے اور سور سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

اس لیے متکبر کے سامنے زیادہ تواضع اور خاکسارمت دکھایئے، دل میں تو اس کی تحقیر نہ ہو بلکہ اس وقت دل میں اپنی ہی حقارت پیش نظر ہو لیکن بظاہر اس کا زیادہ اکرام نہ کیجئے کیونکہ اگر اس کا زیادہ اکرام کیا جائے گا تو اس کا مرض تکبر اور بڑھ جائے گا۔

بادشاہ تیمور لنگ جو لنگڑا تھا جب تخت شاہی پر بیٹھتا تھا تو مجبوراً ایک پیر پھیلا لیتا تھا۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ علیہ جب اس کے پاس پہنچے تو بادشاہ نے اپنی ٹانگ ان کی طرف کی ہوئی تھی وہ مجبور تھا لیکن یہ جب بیٹھے تو انہوں نے بھی اپنی ٹانگ بادشاہ کی طرف کر دی۔ تیمور نے کہا کہ میں تو معذور ہوں۔ مرا لنگ است یعنی میری ٹانگ میں لنگ ہے تو علامہ نے فرمایا کہ مرا ننگ است مجھے ننگ ہے۔ یعنی مجھے غیرت آتی ہے کہ ایک جاہل میری طرف پاؤں پھیلائے اس میں میرے علم کی توہین ہے۔ بادشاہوں کے ساتھ یہ معاملہ تھا۔ علماء ایسے مستغنی ہوتے تھے!

اور ایک بادشاہ ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بزرگ لیٹے ہوئے تھے۔ اُٹھ کے بھی نہیں بیٹھے۔ ایسے ہی لیٹے لیٹے اس ہاتھ ملالیا۔ اس بادشاہ کا خادم شیعہ تھا۔ اس نے کہا کہ یہ آپ نے پیر پھیلا کر لیٹنا کب سے سیکھ لیا۔ فرمایا کہ جب سے میں اپنا ہاتھ سمیٹ لیا تو پیر پھیلانا سیکھ لیا۔ یعنی مخلوق کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا اس لیے اس کی خوشامد اور چاپلوسی سے مستغنی ہوں۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ بیماری بہت خطرناک ہے اور اس کے علاج کے لیے خانقاہوں کی ضرورت ہے۔ بڑے بڑے علماء نے اہل اللہ سے تعلق جوڑا کہ ہمارا نفس مٹ جائے اور مٹنے سے جو پھر ان کو مقبولیت عطا ہوئی ایسی شہرت و عزت اللہ نے دی کہ قیامت تک ان کا نام زندہ رہے گا۔ تکبر سے عزت نہیں ملتی اور تکبر کا مقصد عزت حاصل کرنا ہی تو ہے لیکن اس راستہ سے خدا عزت نہیں دیتا بلکہ گردن مروڑ دیتا ہے۔ اگر کسی کو عزت ہی لینی ہے تو اپنے کو مٹائے پھر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کیسی عزت دیتا ہے لیکن یہ مٹانا عزت کے لیے نہ ہو بلکہ اللہ کے لیے ہو۔ مَنْ تَوَاضَعَ کے بعد لِلّٰہِ فرمایا اس کے بعد رَفَعَہُ اللّٰہُ ہے۔ معلوم ہوا کہ تواضع پر رفعت و عزت اس وقت ملے گی جب یہ تواضع اللہ کے لیے ہو۔ جس نے اللہ کے لیے اپنے کو گرادیا اللہ اس کو عزت دیتا ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ نعمت صوفیا کے اندر خاص ہوتی ہے کہ بزرگوں کی صحبت میں رہ کر اپنے نفس کو مٹاتے چلے جاتے ہیں۔ بہت کچھ ہوتے ہیں لیکن اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ کا شعر ہے

کچھ ہونا مرا ذلت و خواری کا سبب ہے
یہ ہے مرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں

ہم خاک نشینوں کو نہ مسند پہ بٹھاؤ
یہ عشق کی توہین ہے اعزاز نہیں ہے

ہمارے بزرگوں نے اپنے کو مٹا کر دکھایا اور ہم کو بندگی و عبدیت کا سبق دے گئے۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میرٹھ میں تشریف لے جارہے تھے۔ حضرت حکیم الامت کے خلیفہ حکیم مصطفیٰ صاحب نے دوڑ کر بھنگی سے کہا کہ میرا پیر آرہا ہے جھاڑو مت لگاؤ گرد لگ جائے گی۔ حضرت نے دیکھ لیا بہت ڈانٹا، فرمایا کہ حکیم مصطفیٰ صاحب! میں کوئی فرعون نہیں ہوں۔ وہ میونسپلٹی کا ملازم ہے۔ اپنی سرکاری ڈیوٹی پر ہے آپ کو شرعاً ہرگز جائز نہیں کہ اشرف علی کے لیے اس کو سرکاری ڈیوٹی سے منع کریں۔ وہ اپنی سرکاری ڈیوٹی کی تنخواہ لیتا ہے۔ ہمارا ہرگز حق نہیں بنتا کہ اس کے کام میں خلل ڈالیں۔ دیکھئے یہ تھے اللہ والے، سبحان اللہ! سبحان اللہ!

یہ عرفانِ محبت ہے، یہ برہانِ محبت ہے
کہ سلطانِ جہاں ہو کر بھی بے نام و نشاں رہنا

اور ایک شخص نے حضرت کو عبا پیش کیا۔ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ عبا کیا ہے؟ وہ جُبّہ جو علماء جمعہ کے دن پہنتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ارے بھائی یہ بڑے لوگوں کا لباس ہے میں نہیں پہنوں گا۔ میرا کرتا پاجامہ ہی ٹھیک ہے اس نے کہا کہ حضرت آپ بھی تو بڑے ہیں۔ فرمایا: ''میں کیا بڑا ہوں ابھی تو میرے ایک خُلق کی بھی اصلاح نہیں ہوئی''۔ یہ ہیں اللہ والے جو اپنے کو اتنا حقیر سمجھتے ہیں اور یہی ان کی بڑائی کی دلیل ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک ہندو چمار کو جو ہندوستان میں زمین داروں کی زمین پر کاشتکاری کرتے ہیں غصہ میں کچھ زیادہ بات کہہ دی پھر جا کر اس کافر سے معافی مانگی کہ قیامت کے دن کیا پتہ کیا حال ہوگا۔ زمین داروں نے کہا کہ آپ زمین داری نہیں کر سکتے یہاں تو چماروں کو ماں بہن کی گالی دی جاتی ہے، ان کو تو بے گناہ دس ڈنڈے لگاؤ تب یہ ٹھیک رہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں ایسی زمین داری نہیں کر سکتا کہ کل قیامت کے دن میرا حال بگڑ جائے۔ لوگوں نے یہاں تک ستایا کہ آخر میں حضرت نے ترکِ وطن فرمایا۔ اپنا گاؤں ہی چھوڑ دیا اور آکر اعظم گڑھ کی تحصیل پھولپور میں رہنے لگے اور جب مدرسہ قائم کیا تو حضرت کے پاس کچھ نہیں تھا۔ آٹھ دس فٹ کا ایک گڑھا کھودا اور اس میں بال و بچوں کو لے کر رہے، دوپہر کو اس کے اوپر چٹائی ڈال لیتے تھے۔ پیشاب پاخانہ کے لیے کھیت میں جاتے تھے کوئی مکان نہیں تھا۔ سوچئے کتنا مجاہدہ کیا ہوگا۔ جب ان بزرگوں کے مجاہدات سامنے آتے ہیں تو رونا آجاتا ہے۔ جب بارش ہوئی تو گڑھے میں پانی بھر گیا۔ جو نشیمن تھا وہ بھی اجڑ گیا۔ پھر قصبہ میں جا کر دو چار روز پناہ لی۔ اس طرح ابتدا ہوتی ہے۔ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ پہلے ہی روز قالین آجائے، پہلے ہی سب کچھ بن جائے... مدرسہ چٹائیوں سے شروع ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ بنوا دیتا ہے۔ اخلاص کے ساتھ ٹوٹی ہوئی چٹائیاں بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہیں اور اخلاص نہ ہو تو بڑی بڑی

عمارتیں بے کار ہیں۔ اللہ کے یہاں ان کی کوئی قیمت نہیں۔ تو ہمارے بزرگوں نے ایسے ایسے مجاہدات کیے، اپنا کو مٹایا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے کیسا نوازا۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ہمارے مولوی عبد الغنی صاحب کو ذکرُاللہ نے بالکل مٹادیا ہے۔ کوئی اِن کو دیکھے تو پہچان نہیں سکتا کہ یہ عالم بھی ہیں۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ صوفیا کی یہی ادا خاص ہے کہ وہ اپنے نفس کو مٹاتے ہیں، بہت کچھ ہوتے ہوئے بھی اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے۔ جیسا کہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں

؎ یہ فیضانِ محبت ہے یہ احسانِ محبت ہے

سراپا داستاں ہوتے ہوئے بے داستاں رہنا

قیامت ہے ترے عاشق کا مجبورِ بیاں رہنا

زباں رکھتے ہوئے بھی اللہ اللہ بے زباں رہنا

کیا شعر ہے سبحان اللہ! فرمایا

؎ نہیں رہتے ہیں ہم کیوں، چاہیے ہم کو جہاں رہنا

کوئی رہنے میں رہنا ہے یہاں رہنا، وہاں رہنا

ہوٹل میں چائے پی لی، اخبار پڑھ لیا۔ یہاں بیٹھ گئے، وہاں بیٹھ گئے۔ یہ تو زندگی ضائع کرنا ہے۔ ارے! رہنا وہ ہے جو اللہ کے ساتھ رہنا ہو، ہر وقت باخدا رہنا ہو۔ خدائے تعالیٰ کے ساتھ ہماری جان اور ہمارا دل چپکا رہے۔ کسی وقت ان سے غفلت نہ ہو۔ یہ شعر میں نے لندن کے ایک مہمان حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ کے برادرِ نسبتی ڈاکٹر محمود شاہ کو سنایا جو ہردوئی آئے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ دو گھنٹے کے وعظ کا جو اثر ہوتا ہے اس شعر نے مجھ پر وہ اثر کیا ہے

؎ نہیں رہتے ہیں ہم کیوں، چاہیے ہم کو جہاں رہنا

کوئی رہنے میں رہنا ہے یہاں رہنا وہاں رہنا

جہاں رہنے کا کیا مطلب ہے؟ یعنی اللہ والا بن کر رہو، جو سانس خدا کی یاد میں گذر جائے اسی کو زندگی سمجھو۔ میرا ایک شعر ہے

؎ وہ مرے لمحات جو گذرے خدا کی یاد میں

بس وہی لمحات میری زیست کا حاصل رہے

جو سانس اللہ کی یاد میں گزر جائے وہی زندگی کا حاصل اور نچوڑ ہے ورنہ سب ختم، باقی ساری چیزیں فانی ہیں۔ یہ بڑی بڑی وزارتیں، کمشنریاں، یہ بڑے بڑے تاج و سلطنت... جب قبر کے نیچے جنازہ اُترے گا تب اِن کی حقیقت کھلے گی۔ تب پتہ چلے گا کہ ساتھ کیا لے کر آئے۔ وہی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سلاطین مغلیہ کو خطاب کرتا ہے۔ یہ تھے اللہ والے جو بادشاہوں کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ فرماتے ہیں

؎ دلے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش

اے تخت و تاج کے مالکان! اے سلطنتِ مغلیہ کے وارثو! سن لو کہ ولی اللہ محدث دہلوی سینہ میں ایک دل رکھتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے جواہر پارے اور موتی چھپے ہوئے ہیں۔

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

ولی اللہ جو سلطنت رکھتا ہے اس کے مقابلہ میں تمہاری کیا سلطنت ہے۔ آسمان کے نیچے مجھ سے بڑا رئیس اور مجھ سے بڑا سلطنت والا کوئی ہو تو آئے۔

دہلی کی جامع مسجد میں سلاطین مغلیہ کے سامنے یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔ دوستو! غریبوں کو ہم خطاب کرلیں یہ بات کچھ مشکل نہیں۔ لیکن ایک مولوی منبر پر بیٹھ کر بادشاہوں کو اس طرح سے خطاب کرے یہ بات اس وقت نصیب ہوتی ہے جب کوئی دولت سینہ میں ہوتی ہے۔ جس کے سامنے بادشاہوں کے تخت و تاج ہیچ نظر آتے ہیں، تب یہ توفیقِ خطابت ہوتی ہے۔

حاصل اس شعر کا یہ ہے کہ مرنے کے بعد تمہارے تخت و تاج کہیں ہوں گے، تمہارے سر کے بال کہیں ہوں گے، کان کہیں ہوگے، جسم کہیں ہوگا۔ دنیا والوں کی کمائی دنیا ہی میں کام آتی ہے حالانکہ پردیس کی کمائی وطن میں کھائی جاتی ہے۔ دنیا کے پردیس سے نیک اعمال کی کرنسی وطنِ آخرت بھجوادی جائے۔ اصل کمائی یہ ہے۔ باقی سب فکر چھوڑ دو کہ بچوں کا کیا ہوگا۔ بچوں کی فکر میں اتنا غمگین مت ہو جاؤ کہ اللہ کی یاد میں اور اللہ والوں کی صحبت میں کم بیٹھو، اس لیے کہ اگر اللہ کو منظور نہیں ہے تو ہماری کمائی نیلام ہو جائے گی اور بچے مقروض کے مقروض رہیں گے۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ بہت سے لوگ بچوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے لیکن وہ بچے اپنی نالائقی اور نافرمانی کی وجہ سے شراب و کباب اور بدمعاشیوں کی وجہ سے ایسی بلا میں مبتلا ہوئے کہ جو کچھ ان کے پاس تھا سب ختم ہو گیا۔ باپ کی محنت والی کمائی مفت میں گنوائی۔ اس لیے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اولاد کا غم مت کرو، اپنے اللہ کو راضی کرو اور اولاد کو نیک بنانے کی کوشش کرو۔ اگر یہ نیک ہوں گے تو اللہ خود ان کی مدد کرے گا اور اگر نافرمان ہوں گے تو تمہاری کمائی ان کے کچھ کام نہ آئے گی اور بُرے مصرف میں جائے گی اور اگر تم محنت کرکے اللہ والے بن گئے تو تمہاری نیکیوں سے تمہاری اولاد پر بھی رحمت ہوگی۔ مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور نے فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا

اور وہ دیوار جو دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے خزانہ چھپا ہوا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیا کہ یہ دیوار سیدھی کردو کہیں گر نہ جائے۔

فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا

پس آپ کے ربّ نے ارادہ کیا کہ یہ دیوار اس وقت تک قائم رہے جب تک یہ بچے بالغ نہ ہو جائیں اور اپنا خزانہ نہ لے لیں۔

دیکھئے! یہ رعایت ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ غیب سے ان یتیم بچوں کی مدد کر رہا ہے۔ تو فرماتے ہیں کہ میں نے ان بچوں کی مدد کیوں کی۔ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا کیونکہ ان کا باپ نیک تھا اور باپ کون سا تھا۔ كَانَ الْاَبُ السَّابِعُ (روح المعانی: ج ۱۶، ص ۱۳) ساتواں باپ تھا! اللہ تعالیٰ ایسے کریم باوفا ہیں کہ جو اُن کا بن جائے اس کی سات پشت تک رحمت نازل فرماتے ہیں۔ اس لیے دوستو! سب سے مبارک مسلمان وہ ہے جو اپنے اللہ کو راضی کرلے اور ہر وقت اس غم اور فکر میں مبتلا رہے کہ سر سے پیر تک میرا کوئی شعبۂ حیات اللہ کی نافرمانی میں نہ ہو۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ تکبر کا مرض اتنا خطرناک مرض ہے کہ ایک شخص تہجد پڑھتا ہے، اشراق پڑھتا ہے، تبلیغ میں چلّے لگاتا ہے، بخاری شریف پڑھاتا ہے مگر جب مرا تو دل میں تکبر لے کر گیا۔ قیامت کے دن اس کا کیا حال ہو گا۔ وہ حدیث سن لیجئے۔ مسلم شریف کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (صحيح مسلم: ج ۱، ص ۶۵)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہو گا۔ یعنی جس کے دل میں ذرّہ کے برابر بھی بڑائی ہو گی ایسا شخص جنت میں نہ جائے گا۔

یہ وہ زبردست ایٹم بم ہے کہ سو برس کا تہجد، سو برس کی زکوٰۃ، سو برس کے حج اور عمرے، سو برس کی نفلیں اور تلاوت، سو برس کی عبادت، ساری زندگی کے اعمال کو ہیروشیما کر دیتا ہے۔ جیسے ایٹم بم کا وہ ذرّہ جس نے جاپان کے ہیروشیما کو تباہ کیا تھا۔ یہ تکبر کا ذرّہ تمام عبادات کو ضائع کر دیتا ہے۔ یہ ایسا ایٹم بم ہے کہ سارے اعمال ضائع!

اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل نہیں فرمائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ شخص جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا جب کہ اس کی خوشبو میلوں دُور تک جائے گی۔ اتنا خطرناک مرض ہے۔

کیوں صاحب اگر معلوم ہو جائے کہ ہمارے گھر میں بم رکھا ہوا ہے تو آپ کیا کرتے ہیں؟ بم کو ناکارہ کرنے کے لیے آپ کس سے مدد لیتے ہیں؟ پولیس کے اس دستہ کا کیا نام ہے؟ بم ڈسپوزل اسکواڈ! آپ تھانہ میں فون کرتے ہیں۔ ایس پی کو فون کرتے ہیں کہ ہمارے گھر میں بم ہے لہٰذا جلدی سے بم ڈسپوزل اسکواڈ یعنی بم کو ناکارہ کرنے والا پولیس کا دستہ جلدی بھیجئے۔ تو آپ بم ڈسپوزل اسکواڈ کو کیوں تلاش کرتے ہیں، اس لیے کہ اس کے پاس ایسے اسلحے اور ہتھیار ہوتے ہیں جس سے اس کو ناکارہ کر دیتے ہیں۔

اب یہ بتائیے کہ جس کے دل میں تکبر کا بم رکھا ہوا ہے اس کو کیا کرنا چاہیے؟ دل سے تکبر کے بم کو نکالنے والا دستہ کون ہے؟ اہل اللہ، مشائخ اور بزرگانِ دین ہیں۔ ان کو تلاش کیجئے۔ ان کو اپنا دل دکھائیے۔ اپنے کو پیش تو کیجئے کہ کہیں ہمارے دل میں یہ بم تو چھپا ہوا نہیں ہے۔ اگر ہو گا تو وہ نکال دیں گے۔ ان کے پاس اس کے علاج اور ترکیبیں ہیں جن پر عمل کرنے سے دل پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بصیرت عطا فرماتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی تھانہ بھون کی خانقاہ میں کوئی داخل ہوتا ہے تو پہلی نظر جب اس پر پڑتی ہے اس کی سب بیماری سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہ علم غیب نہیں، تجربہ ہے۔ عالم الغیب تو صرف خدائے تعالیٰ کی ذات ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اس کی چال سے اور چہرے سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں فلاں بیماری ہے۔ ارے بھائی! اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ حکیم لوگ بھی بتا دیتے ہیں آنکھ پیلی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ اس کو یرقان ہے۔ چہرہ زیادہ لال ہے تو سمجھ جاتے ہیں کہ اس کو فالج گرنے والا ہے، بہت زیادہ خون بڑھ گیا ہے، ہائی بلڈ پریشر والا مریض چہرہ سے پہچان لیا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بدنگاہی کر کے ایک شخص آیا تھا، دیکھتے ہیں فرمایا:

مَابَالُ اَقْوَامٍ يَتَرَشَّحُ اَعْيُنِهِمُ الزِّنَا

"کیا حال ہے ایسی قوم کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے"۔

تو سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسے سمجھ لیا۔ ہر گناہ کا اثر اس کی آنکھوں پر، چہرہ پر، اس کی چال پر پڑتا ہے اور تکبر والے کی تو چال ہی عجیب ہوتی ہے۔ اُس کی چال ہی سے آپ سمجھ لیں گے کہ یہ شخص متکبر ہے۔ اور اللہ والوں کی کیا شان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا

"میرے خاص بندے زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں"۔

اپنے کو ذلیل کر کے، مٹا کر، ان کی چال بتاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے دبے جا رہے ہیں اور متکبر کی چال بتاتی ہے کہ اس کے دل میں بڑائی ہے، اکڑ کے چلتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے متکبرو! تم اتنی زور سے زمین پر پاؤں رکھتے ہو لیکن تم زمین کو پھاڑ نہیں سکتے ہو اور نہ پہاڑ سے زیادہ لمبے ہو سکتے ہو جو گردن تان کر چل رہے ہو۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا

"زمین پر اتراتا ہوا مت چل کیونکہ تو زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور بے وقوف ہے جو اتنی گردن تان رہا ہے تو پہاڑوں کی لمبائی کو نہیں پہنچ سکتا"۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

تقویٰ اور پرہیز گاری

شیخ ڈاکٹر عبد اللہ عزام شہیدؒ

پس پرہیز گاری کے مراحل میں سب سے پہلا مرحلہ یہ ہے کہ: برائیوں سے دور رہا جائے، مباحات اور شبہات کے ان علاقوں سے دور رہا جائے جہاں جابجا بارودی سرنگیں بچھی ہیں، اور جو اُن سے بچ گیا تو پس اُس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ انسان نجاست والی جگہ پر کیسے اپنے کپڑوں کو بول و براز اور نجاستوں سے بچاتا ہے؟ پس آپ کا دین محفوظ ہو گیا، آپ کی عزت محفوظ ہو گئی، آپ کا دل محفوظ ہو گیا، اور پاک صاف ہو گیا، دل کو پرہیز گاری کے علاوہ اور کوئی چیز صاف نہیں کر سکتی! اس کو مشتبہ باتوں اور خواہشات سے بس تقویٰ ہی پاک کر سکتا ہے... اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ انسان دین کا پیشوا بن جائے اور اس کا کلام متقین میں شمار کیا جائے الا یہ کہ وہ خواہشات اور شبہات سے بچتا ہو۔

صبر اور یقین شبہات اور نفسانی خواہشات کا علاج ہے:

شبہات سے بچنے کا علاج یقین میں ہے اور خواہشات سے بچاؤ کا طریقہ صبر ہے۔ صبر اور یقین کے ذریعے انسان متقین کا امام بن جاتا ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ (السجدۃ: ۲۴)

"اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے"۔

یقین کو لازمی تھام لو کیونکہ وہ شبہات کو دور کرتا ہے، ایسی بات نہ کرو جس کی صحت کا یقین نہ ہو، اور جس بات کی صحت کا یقین ہو وہ بھی تب ہی کرو جب اس میں خیر ہو، اور جب کسی کام کے اچھے یا برے ہونے میں شبہ ہو تو پھر شک والی چیز کو چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کرو جس میں شک نہ ہو... اور شبہات کو ترک کر دو یہاں تک کہ تقویٰ میں امامت کے مقام تک پہنچ جاؤ۔

تقویٰ کا تعلق نیکیوں سے ہے، ان کو کثرت سے کیا جائے اور ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ پرہیز گاری کا تعلق ایمان سے بھی ہے، کیونکہ جب بھی اعمالِ صالحہ میں اضافہ ہوتا ہے ایمان بھی مضبوط ہوتا ہے اور اس بات پر تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ ایمان وہ ہے جو دل میں موجزن ہو جائے، زبان سے اس کا اظہار ہو، اعضائے جسمانی سے ان پر عمل ہو، اطاعت اس کی مضبوطی میں اضافہ کرتی ہے اور گناہوں سے اس میں کمی آجاتی ہے۔ اسی لیے جب کبھی انسان شبہات اور خواہشات میں پڑ جاتا ہے تو اس کی برائیاں زیادہ ہو جاتی ہیں، اور یہ برائیاں دل کا نور بجھا دیتی ہیں۔ جیسا کہ امام مالک نے امام شافعی (رحمہما اللہ جمیعاً) سے پہلی ملاقات میں کہا تھا:

"اے بیٹے! میں دیکھتا ہوں کہ اللہ نے تمہارے دل میں نور ڈالا ہے، پس اس کو گناہوں کے اندھیرے سے نہ بجھانا"۔

اور اللہ عز و جل کا فرمان ہے:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (المطففین: ۱۴)

"ہرگز نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے"۔

'ران' سے مراد وہ سیاہ غلاف ہے جو سیاہ نکتوں کے جمع ہونے کی وجہ سے دل پر آجاتا ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ "جب بھی انسان کوئی برا کام کرتا ہے اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے۔ اور پھر توبہ نہ کرنے کے نتیجے میں یہ سیاہی بڑھتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ پورے دل پر ایک سیاہ غلاف چڑھ جاتا ہے"۔ یہی 'الران' ہے، اور دل ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے (کالکوز مجخیاً) اوندھے کوزے کی طرح جس میں کوئی خیر نہیں ٹھہر سکتی۔ ایک ایسے برتن کی طرح جو اُلٹا ہو، کیا اس میں پانی ٹھہر سکے گا؟ یہی حال اس دل کا ہے جس پر زنگ چڑھا ہو، جب گناہ بڑھ جاتے ہیں تو اس میں ذرا بھی نور نہیں رہتا، ذرا بھی نہیں! نہ ہی کوئی اچھائی، نہ بھلائی، نہ نیکی، نہ حکمت اور نہ ہی کوئی علم اور وہ شیطان کے لیے خالی ہو جاتا ہے کہ وہ اس میں آکر اپنے بیج بوتا رہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کی پرہیز گاری:

روایات میں سلف کے بارے میں ان کی پرہیز گاری اور تقویٰ کے حوالے سے ایسی باتیں ملتی ہیں کہ آج کی عقلِ بیمار ان کو ماننے سے انکار کر دیتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امام نووی شام میں پیدا ہوئے، وہیں رہے اور وہیں ان کی وفات ہوئی، لیکن انہوں نے کبھی وہاں کا کوئی پھل نہیں چکھا، اور جب ان سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا:

"یہاں کچھ باغ وقف کیے گئے تھے جنہیں ضائع کر دیا گیا ہے، اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں وقف کیا گیا مال نہ کھالوں!"۔

ان کے اسی تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر علم کے اتنے دروازے کھولے۔ امام نوویؒ سے اس طرح کی بہت سی باتیں نقل کی گئی ہیں؛ یہ کہ وہ کئی مرتبہ تیل بچانے کے لیے چراغ بجھا دیتے تھے اور اپنے ہاتھ میں موم بتی پکڑ کر اس سے روشنی کرتے تھے تاکہ لکھ سکیں۔ انہوں نے ایسی ایسی کتابیں لکھیں ہیں جن کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ ان کتابوں میں سے بعض اسلامی جامعات میں ڈاکٹریٹ، ماسٹرز، اور اعلیٰ سطح کی تعلیم میں پڑھائی جاتی ہیں، اور مشکل سے ایک سال میں ان کے کچھ صفحات ہی پڑھے جاتے ہیں۔

تقویٰ سے انسان کو دل کی مضبوطی اور عزت کی میراث حاصل ہوتی ہے، جب ظاہر بیبرس نے یہ فتویٰ طلب کیا کہ وہ اسلحہ خریدنے کے لیے مال جمع کرے تو شام کے تمام علما نے فتویٰ دے دیا سوائے امام نوویؒ کے، اس پر وہ برہم ہوا اور کہا:

”میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے دشمنوں کو روکوں اور مسلمانوں کے علاقوں کی حفاظت کروں لیکن تم مجھے اسلحہ کی خریداری کے لیے فتویٰ نہیں دے رہے؟“

انہوں نے کہا:

”تم ہمارے پاس اس حال میں آئے تھے کہ ایک غلام تھے، مملوک تھے جس کے پاس دنیا کا کچھ سامان نہ تھا، اور آج میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے پاس غلام اور حفاظتی پہرے دار ہیں، محل اور جائیدادیں ہیں، یہ سب تمہارا مال تو نہیں ہے، اگر تم یہ سب بیچ دو اور اس کے بعد اسلحہ کی خریداری کے لیے فتویٰ مانگو تب میں فتویٰ دوں گا کہ ہاں تم مسلمانوں سے مال جمع کر سکتے ہو“۔

اس نے کہا کہ شام سے نکل جاؤ، پس وہ شام سے نوی کی طرف نکل پڑے، اس پر علمائے شام ظاہر بیبرس کے پاس آئے اور اس سے کہا:

”ہم محی الدین النووی سے مستغنی نہیں ہو سکتے!“

اس نے کہا: انہیں واپس بلالو۔

وہ لوگ نوی میں حوران کے علاقے میں گئے اور ان سے کہا:

”آپ واپس آجایئے، ظاہر نے آپ سے نرمی کی ہے کہ آپ شام واپس آجایئے“۔

انہوں نے کہا:

”اللہ کی قسم! جب تک ظاہر وہاں موجود ہے میں ہر گر وہاں داخل نہ ہوں گا!“

عزت!...بلندی!...یہ چوٹی! وہ کون سی چیز ہے جس نے اِن دلوں کو ایسے مواقع پر جمائے رکھا؟ وہ کون سی چیز ہے جس نے ان نفوس کو اِس دنیاوی تحفظ سے ماورا کر دیا؟ وہ کون سی چیز ہے جس نے ان نفوس کو ان چوٹیوں کی اونچائی تک پہنچا دیا؟ یہ پرہیز گاری ہے! جو باذن اللہ، عزت اور قوت پیدا کرتی ہے!

تقویٰ سے معمور دل نڈر ہوتا ہے، دلیر ہوتا ہے، قوی ہوتا ہے اور زبردست ہوتا ہے! اس کے برعکس شبہات اور خواہشات کے تابع لوگوں کے دل کمزور ہوتے ہیں، بیمار ہوتے ہیں، سڑک پر چلنے والے پولیس والے سے بھی کانپتے ہیں، خیال کرتے ہیں کہ وہ ان کی نگرانی کر رہا ہے اور ان کے خلاف مقدمہ درج کر دے گا۔ جبکہ عظیم دلوں کے مالک لوگ، وہ جن کے سینے کھلے ہوتے ہیں، ان جانوں کے مالک لوگ جن کی نشو و نما حلال پر، تقویٰ پر ہوئی ہوتی ہے، یہ ہیں وہ دل جو عزیمت والے، قوی ہوتے ہیں...اور شیر کی مانند بننے کے لیے ضروری ہے کہ اس طرح شجاعت والے دل ہوں...اللہ تعالیٰ نے امام نووی رحمہ اللہ کی قسم کو پورا کیا، کچھ ہی مہینے گزرے کہ بیبرس کا فوت ہو گیا اور امام نوویؒ شام لوٹ آئے۔

تمہارے گھروں سے تقویٰ نکل چکا ہے:

بشر الحافیؒ کی بہن امام احمد کے پاس آئی اور ان سے کہا:

”اے امام! کیا میں ظالمین کے چراغ کی روشنی میں سوت کات لوں؟ آج کل کے بڑے اور امیر لوگ بڑے بڑے چراغ اور شمعیں اپنے گھروں میں روشن کرتے ہیں جن سے ان کے آس پاس کا علاقہ بھی روشن ہو جاتا ہے...تو میں اس لیے آئی ہوں کہ آپ سے دریافت کروں کیا میرے لیے یہ جائز ہے کہ بنائی کروں اور ایسی روشنی میں سوت کاتوں؟“

امام احمد نے پوچھا:

”یہ کہاں سے آئی ہے“۔

انہیں بتایا گیا: یہ بشر الحافی کی بہن ہے۔ کہا:

”کیا تمہارے گھروں سے تقویٰ نکل چکا ہے؟“

یہ وہ قلیل مثالی نفوس ہیں جنہوں نے اسلام کی حفاظت کی۔

لالچ کا علاج تقویٰ ہے:

حسن بصری رحمہ اللہ کو بہت تعجب ہوا جب انہوں نے ایک غلام سے پوچھا: ”اے غلام دین کو قوت دینے والی چیز کون سی ہے؟“ کہا: ”تقویٰ“ اور پوچھا: ”دین کو ہلاک کرنے والی شے کون سی ہے؟“ کہا: ”لالچ!“۔

لالچ نے کتنے لوگوں کا دین تباہ کر دیا ہے اور کتنی ہی خواہشات ضائع ہو چکی ہیں جن کو امت نے چاہا اور ان کے حصول کے لیے تگ و دو کی اور کتنے ہی داعی دنیا اور اس کی لالچ کے پیچھے ضائع ہو گئے، تاریخ کے دھارے پر اسلام کی حفاظت سوائے پرہیز گار صالحین، زہد سے معمور متقین کے کسی نے نہیں کی۔ آپ کو انسان کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب اس کے ساتھ کوئی کام (کاروبار) کرتے ہیں، آپ کو درہم و دینار کے ساتھ اس کے معاملے سے اس کے تقویٰ کا پتہ چل جاتا ہے۔ وہ آدمی کیسے اپنے اس حقیر، معمولی، مختصر سے منصب کی حفاظت کرے گا جو کہ دنیا میں بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتا، تو آخرت کے مقابلے میں اس کی کیا حیثیت ہو گی! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی کو سمندر میں ڈالے اور پھر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹی ہے“ (مسلم)۔

سمندر کے پانی سے انگلی پر کیالگا رہ جاتا ہے؟! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

"دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ "(بخاری)۔

اور جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ بھلا کتنی ہو گی؟ اور جنت میں جانے والا سب سے آخری انسان، صحیح مسلم کی روایت کے مطابق، اس کو اس زمین سے دُگنی جگہ ملے گی، اور مسند احمد کی روایت میں اس دنیا جیسی دس دنیاؤں کے برابر جگہ ملے گی!

پس اللہ سے ڈرو! اور اپنے دلوں پر توجہ دو، اور جس چیز میں شک ہو اس کو چھوڑ کر بغیر شک والی چیز کو اختیار کر لو، تمہارے منہ میں جو کچھ جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اس سے ہوشیار رہو، اور سب سے اہم چیزیں جو تمہیں بچائیں گی وہ منہ اور شرم گاہ ہیں، ان کی حفاظت کرو تو جنت میں داخل ہو جاؤ گے، صحیح حدیث میں آتا ہے:

"جو مجھے اس چیز کی ضمانت دے گا جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان اور جو اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا"۔

اپنے منہ کو حرام چیزوں کے داخل ہونے سے، شبہات کے اندر جانے سے اور نکلنے والے کلام سے بچائے رکھو، اور اپنی شرم گاہ کو زنا سے بچائے رکھو تو تمہارا رب تمہیں جنت میں داخل کر دے گا اور ہم اللہ سے امید کرتے ہیں کہ ہمیں جنت سے محروم نہ رکھے!

اس زمین پر بہت سے نیکوکار گزر چکے ہیں، اور اب بھی بہت سے نیکوکار بستے ہیں، مگر اصحابِ ورع کہاں ہیں؟ اصحاب الورع کہاں ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جو طمع سے چھٹکارا حاصل کر چکے ہیں، جو دنیا پر نچھاور ہونے سے اپنے آپ کو دور کر چکے ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جو شبہات اور خواہشاتِ انسانی کی حدود پر رک جاتے ہیں؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم کہا کرتے تھے:

"ہم حرام کے خوف سے نوے حصے حلال بھی چھوڑ دیتے تھے"۔ اپنے اور حلال امور کے درمیان فاصلہ پیدا کریں، اپنے اور حرام امور کے درمیان فاصلہ پیدا کریں، حلال سے اتنا فاصلہ پیدا کریں کہ اپنے دین اور عزت کو بچالیں اور اپنے دل کو محفوظ کر لیں۔

جہاد کے دوران میں مجموعات میں جب بھی اصحابِ تقویٰ زیادہ ہوتے ہیں ان میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ نکھر کر سامنے آتے ہیں، اور جب کبھی مجموعات میں ان کی تعداد کم ہوتی ہے تو وہ بجھ جاتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں۔

سواے میرے بھائی! ہوشیار رہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مقام پر پہنچا کر بہت احسان کیا ہے، اور ہم اللہ سے امید کرتے ہیں کہ وہ آپ کو رباط کے اجر سے محروم نہیں رکھے گا، اور آپ کو جہاد کے اجر سے محروم نہیں رکھے گا، اپنے نفس کی طرف سے ہوشیار رہو... اپنے دل کی طرف سے ہوشیار رہو... مال و جاہ کے بھیڑیوں سے بچتے رہو، مرتبے کی خواہش کا بھیڑیا، چاہے وہ کسی بھی جگہ ہو، اور مال کی محبت کا بھیڑیا... کیونکہ یہ تمہارے دین کے لیے دو بھوکے بھیڑیوں سے بھی زیادہ مہلک ہیں جو اندھیری رات میں کسی ریوڑ میں گھس جاتے ہیں۔

"کسی شخص کے مرتبے اور مال کی حرص اس کے دین کے لیے دو بھوکے بھیڑیوں کے بھیڑوں کے ریوڑ میں گھس جانے سے بھی زیادہ باعثِ فساد ہیں"۔

ہاں، یہاں بھی متقی لوگ موجود ہیں لیکن بہت تھوڑے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ ہزاروں، بلکہ کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں، لیکن اگر کوئی ایک درہم جو ان کا نہ ہو یا اس کے بارے میں ان کو شبہ ہو کہ وہ ان کا نہیں ہے تو وہ اس سے بچتے ہیں کہ اس میں سے کچھ بھی ان کے پیٹوں میں جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ جہاد پر لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں لیکن اپنے اوپر اور اپنے اہل و عیال پر قطرہ قطرہ خرچ کرتے ہیں حالانکہ وہ مال انہی کا ہے، اور انہی کی محنت کی کمائی ہے، لیکن وہ چاہتے ہیں کہ اپنے اوپر سختی برداشت کریں...

میں ایک بھائی کو جانتا ہوں جو کسی ادارے کے نمائندہ تھے۔ ان کی زوجہ ان سے کچھ ضرورت کی اشیا وغیرہ طلب کرتی تھیں تو وہ کہتے: ہمیں اس کی ضرورت نہیں، اور ہم جائز چیزوں میں بھی زیادہ وسعت نہیں اختیار کرنا چاہتے۔ وہ شخص روزانہ اپنی نمائندگی کے عوض افغان جہاد کے لیے ہزار ریال دیتا تھا، جب ان کی بیوی کی طلب بڑھ گئی تو اس نے ان سے کہا: آپ ہمارا ویسا ہی حساب کتاب رکھیے جیسا آپ افغانیوں کا رکھتے ہیں، اور ہمارے ساتھ ویسا ہی معاملہ روا رکھیں جیسا آپ افغانیوں کے ساتھ رکھتے ہیں، اور ہمیں بھی کچھ دیجیے کہ ہم بھی افغانیوں میں سے ہی ہیں، پس ہم پر صدقہ کیجیے جیسے آپ ان پر صدقہ کرتے ہیں... یہ نفس کے معاملے میں پرہیز گاری ہے، اسی لیے جب انہوں نے ملک چھوڑا تو ہر دل میں ان کے لیے جگہ تھی، اور انہوں نے کسی جگہ قدم نہیں رکھا الا یہ کہ، الحمدللہ، انہوں نے وہاں خیر چھوڑا، اور ان میں یہ تبدیلی مہاجرین اور مجاہدین کی نسبت سے پیدا ہوئی، اللہ کے فضل سے۔

اے میرے بھائیو! اپنے نفس کی جانب توجہ دو، اپنے دلوں کو ٹٹولو، خواہشات اور شبہات سے ہوشیار رہو یہاں تک کہ تقویٰ میں امامت کے مقام تک پہنچ جاؤ، اور یہ بہت آسان ہے، اس کا ستون اور منبع یہ ہے کہ "جس چیز میں شک ہو اسے چھوڑ کر بغیر شک والی چیز کو اختیار کر لو" اور "انسان کے اچھے اسلام کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے سے لایعنی چیز کو چھوڑ دے"۔ سنو زیادہ اور بولو کم، جائز امور میں بھی زیادتی سے کام نہ لو، اور جہاں تک ہو سکے ضروریات پر اکتفا کرو، اور جو مال آپ کے ہاتھ میں ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو... اور پھر دیکھو اللہ کیسے تم پر خیر کی برسات نازل کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين محمد وعلى آله وصحبه وذريته اجمعين، اما بعد:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمانِ مبارک حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

جو مسلم شریف میں بھی اور احادیث کی دیگر کتب میں بھی مروی ہے، آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

ان قلوب بنى آدم كلها بين اصبعين من اصابع الرحمن كقلب واحد يصرفه كيف يشاء

"بلاشبہ تمام بنی آدم، تمام انسانوں کے قلوب' اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں، ایک دل کی مانند"۔

يصرفه كيف يشاء

"اللہ تعالیٰ جیسے چاہتے ہیں اُس دل کو پھیر دیتے ہیں"۔

یعنی یہ سارے دل ایک ہی دل کی مانند اللہ کے ہاتھ میں ہیں، اللہ تعالیٰ جیسے چاہتے ہیں دل کو پھیر دیتے ہیں اور یہ فرما کر راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا على طاعتك

"اے اللہ دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے"۔

پیارے بھائیو! ہم جس طرح اپنی دنیا کی ہر ضرورت کے لیے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، اسی طرح ہم دین کے معاملے میں، ہدایت پر قائم رہنے کے معاملے میں، ہدایت پر چلنے کے معاملے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے محتاج ہیں۔ ہماری آخرت کی کامیابی بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

> ہم جس طرح اپنی دنیا کی ہر ضرورت کے لیے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، اسی طرح ہم دین کے معاملے میں، ہدایت پر قائم رہنے کے معاملے میں، ہدایت پر چلنے کے معاملے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے محتاج ہیں۔ ہماری آخرت کی کامیابی بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

ہدایت ایک ایسی چیز ہے جو بس اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور شریک نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی فرمایا کہ

انك لا تهدى من احببت

"آپ جس کو چاہیں اُس کو ہدایت نہیں دے سکتے"۔

ولكن الله يهدى من يشاء

"بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں"۔

تو ہدایت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ شیخ ابو الولید فلسطینی حفظہ اللہ اپنی کتاب میں یہ بات لکھتے ہیں کہ ہدایت کی تین اقسام ہیں۔

پہلی ہے هداية البيان والدلالة: هداية البيان والدلالة سے مراد آپ کہتے ہیں کہ حق بات کے بیان کرنے کے معنی میں ہدایت۔ یعنی حق اور باطل میں تفریق کر دینا، نیکیوں کی پہچان کروا دینا، گناہوں سے خبردار کر دینا… یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے کتب بھیجیں اور اُن کتب اور وحی کے ذریعے سے بیان فرما دیا کہ ہدایت کا رستہ کون سا ہے اور گمراہی کا رستہ کون سا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چوری کو، ڈاکے کو، بدکاری کو، شراب پینے کو، ان برائیوں کو برا کہہ کر ہم تک پہنچا دیا اور بیان فرما دیا کہ یہ چیزیں برائی ہیں۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نماز کا حکم دیا، روزے کا حکم دیا، زکوٰۃ کا حکم فرمایا، حج کا حکم فرمایا، خیرات کا حکم فرمایا… نیکیوں کا یہ رستہ دکھلا دیا، نیکیوں کی پہچان کروا دی، نیکیوں کا بتلا دیا تو یہ ہدایت کی ایک قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہ دیتے، وہ رسول اور انبیاء علیہم السلام کو نہ بھیجتے تو ہمیں سرے سے پہچان ہی نہ ہوتی، جانوروں کی سی زندگیاں ہوتیں، پتہ ہی نہ ہوتا کہ اچھائی کیا ہے اور برائی کیا ہے؟ یہ پہلی قسم ہے ہدایت کی جو اللہ کے ہاتھ میں ہے خالصتاً۔ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بیان فرما دیں اپنے انبیاء اور رسولوں کے ذریعے سے کہ ہدایت کیا ہے اور گمراہی کیا ہے؟

دوسری قسم ہے هداية المعرفة والتوفيق: نیکی اور برائی کا علم میں آجانا ایک بات ہے لیکن اس پر پھر ایمان ہو جانا، اس کی معرفت حاصل ہو جانا اور پھر اُس پر عمل کی توفیق مل جانا… یہ ہدایت کی دوسری قسم ہے۔ بعض اوقات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ساری آیات انسان کی نگاہوں سے گزر رہی ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُن کے فہم کی توفیق نہیں دیتے۔ اللہ اُس پر عمل کی توفیق نہیں دیتے۔

تو اِن معنوں میں بھی ہدایت، توفیق ملنے کے معنیٰ میں اور اُس کی حقیقت اور گہرائی سمجھنے کے معاملہ میں، یہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس کے لیے صرف عربی آنا کافی نہیں ہوتا، صرف قرآن کو پڑھ لینا کافی نہیں ہوتا۔

ابھی کچھ دن قبل تحفۃ العلماء میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا یہ فرمان پڑھا کہ صرف عربیت سے دین کا فہم حاصل نہیں ہو جاتا اور تنہا عربیت سے عمل کی توفیق نہیں مل جاتی۔ ورنہ ابوجہل عربیت میں ماہر تھا اور شعر وشاعری کی ساری رموز و اوقاف سے واقف تھا۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُس کے سینے کے اندر وہ معرفت نہیں اتاری اور توفیق نہیں دی عمل کی۔

یہ تو هداية المعرفة والتوفيق یہ دوسری قسم ہے ہدایت کی۔ معرفت اور توفیق نصیب ہو جانا یہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اور تیسری قسم جو ہے وہ هداية الثبات حتیٰ الممات: کہ موت تک پھر اُس حق کے اوپر قائم رہنے کی ہدایت مل جانا۔ یہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے! بعض اوقات انسان تک وہ آیات پہنچ بھی جاتی ہیں، وہ اُن کی معرفت بھی حاصل کر لیتا ہے، اُس کے اوپر عمل بھی شروع کر لیتا ہے لیکن اُس پر استقامت نہیں دکھا پاتا۔ پوری زندگی کی استقامت تو دور کی بات بعض اوقات تو انسان چند دن اور چند مہینے، چند ہفتے، چند سال، زندگی کا کچھ حصہ بھی اُس کے اوپر قائم نہیں رہ پاتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو محروم کر دیں، پوری زندگی میں نہیں صرف کسی خاص عبادت کے معاملے میں محروم کر دیں، اُس پر قائم رہنے کی ہدایت ہم سے چھین لیں، تو انسان ساری کوشش کے باوجود بھی نہیں کر پا رہا ہوتا۔

کبھی اللہ تعالیٰ تلاوت کی توفیق چھین لیں، کبھی اللہ تعالیٰ اذکار کی توفیق چھین لیں، کبھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نمازوں کو خشوع وخضوع سے ادا کرنے کی توفیق چھین لیں... تو یہ ہدایت خاص اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ انسان زبردستی نہیں کر سکتا، چھین کر نہیں لے سکتا، یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے!

پیارے بھائیو! یہ تینوں قسم کی ہدایت، کہ انسان تک وہ حق پہنچانا، باطل کی پہچان کروانا، پھر اُس کی معرفت اور اُس پر عمل کی توفیق نصیب ہو جانا پھر اُس پر موت تک قائم رہنا... ان تینوں معنوں میں ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے!

تو اس حدیث میں اس طرح سے آتا ہے کہ "دل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں پھیر دیتے ہیں"... یہ ڈرنے کا مقام ہے! اور اللہ تعالیٰ کا یہ خوف ہر لمحے طاری ہونا چاہیے دل کے اوپر کہ اللہ تعالیٰ دل کو کسی بھی وقت کسی بھی سمت میں پھیر سکتے ہیں۔

ہمارے بس میں کچھ بھی نہیں ہے! تو کیا ایسا نہیں ہوا کہ بعض لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے، بظاہر ایمان بھی لے کر آئے، لیکن پھر ارتداد کا رستہ اختیار کر لیا۔ تو یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کس کو اُس رستے کے اوپر چلنے اور پھر چلتے رہنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ تو ڈرتے رہنا چاہیے اس چیز سے! جیسا کہ روایات میں آتا ہے اسلام سمٹ کر صرف مدینہ تک رہ گیا! آپ جانتے ہیں کہ پورے کے پورے قبیلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے۔ اکثریت وہ دین سے واپس پھر گئی۔

تو یہ ہدایت پر قائم رہنے کی توفیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ اگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں مانگتے ہیں اور مطمئن نہیں ہوتے کہ ایمان آیا تو بس یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آ گیا، دوبارہ کبھی نہیں چھِن سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دعائیں مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتے ہیں

صرف قلوبنا علی طاعتک

"ہمارے دلوں کو اطاعت کی طرف پھیر دے"۔

تو ہم کیسے مستغنی ہو سکتے ہیں؟ ہم کیسے یہ گارنٹی دے سکتے ہیں اور خود ہی سے فرض کر سکتے ہیں کہ بس اب چل پڑے تو دوبارہ کبھی چھنے گی نہیں۔ تو اللہ سے ڈرتے ہوئے یہ سفر کٹے اور یہ یقین ہو کہ میں اپنی قوت سے، اپنی کوشش سے، میں اپنی کسی خوبی کے سبب سے، اپنے کسی بھی بس کی وجہ سے، اپنے سے منسوب کسی بھی خیر کی وجہ سے میں اس رستے کے اوپر نہیں ہوں...

ایمان کے رستے کے اوپر، جہاد کے رستے کے اوپر، نیکیوں کے رستے کے اوپر... اگر ہوں، جتنا بھی ہوں، کمزوریوں سمیت جتنا بھی ہوں تو یہ اللہ کی دَین ہے اور اللہ تعالیٰ لمحہ لمحہ اپنی ہدایت دیتے رہیں تبھی یہ سفر کٹے گا، موت تک اور آخری غرغرے تک! ورنہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ذرا بھی رُخ پھیرا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ یقین بھی ہمارے دلوں میں راسخ فرما دیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ہدایت کی طرف اور اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دیں اور اُس پر جمے رہنے کی توفیق بخشیں۔ آمین

سبحنک اللهم وبحمدک نستغفرک ونتوب الیک

☆☆☆☆☆

روزہ اور اس کے روحانی ثمرات

امام ابن قیم رحمہ اللہ

روزہ سے مقصود یہ ہے کہ نفس کو اس حد تک قابو کیا جائے کہ خواہشات کی تکمیل سے رُکنے کی تربیت پائے اور یہ کہ لذت کی وہ بہت سی صورتیں جو اس کے منہ کو لگ چکی ہوں، ایک اعلیٰ مقصد کی لگن میں اس سے چھڑوا دی جائیں۔ اس کے حیوانی قویٰ کو قابو میں لایا جائے اور اس کی شہوانی توانائی کو اعتدال سکھایا جائے۔ نفس کی چاہت کو مادی مطالب سے پھیر کر ایک اعلیٰ و پاکیزہ رُخ دیا جائے۔ اس میں وہ سلیقہ پیدا کیا جائے کہ یہ کسی اور جہان کی جستجو کر سکے جہاں لطف کی کوئی انتہا نہیں اور جہاں نعمتوں اور آسائشوں کا کوئی اندازہ نہیں اور جہاں عیش کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ تاکہ یہ ان خوبیوں سے آراستہ ہو سکے جو دائمی زندگی پانے کا ایک مناسب ترین مقدمہ بن سکیں...

روزے سے مقصود یہ ہے کہ نہ تو دنیا کی بھوک پیاس کی اس نفس میں کچھ خاص وقعت رہے اور نہ یہاں کا کھانا پینا ہی کچھ اس کا منتہائے سعی رہے... تاکہ یہ احساس کی وہ صلاحیت بھی پالے جس کی بدولت اس کو اندازہ رہنے لگے کہ ایک بھوکے مفلس کے کلیجے پہ کیا گزرتی ہے اور مسکین کے دل کی کیا حالت ہوا کرتی ہے۔

روزہ سے مقصود یہ ہے کہ جسم میں شیطان کی بھاگ دوڑ کے لیے راستے تنگ کر دیے جائیں اور کھانے پینے کی راہ سے شیطان کو یہاں جو گزر گاہیں میسر آتی ہیں وہاں اس کا گزر دشوار کر دیا جائے... قوائے جسم کی آزادی ذرا محدود کر کے، اور بدن کا جوش ذرا کم کر کے، روح کو معبود کے راستے میں تحریک دی جائے...

پس یہ متقیوں کے لیے ایک زور آور مہار ہے اور مجاہدوں کے لیے ایک زبردست ڈھال ہے۔ یہ نیکو کاروں کی ریاضت ہے اور خدا کا قرب پانے والوں کے لیے محنت کا ایک بڑا میدان!

اور دیکھو سارے اعمال میں سے اس کو 'اللہ کی خاطر' ہونے کی ایک خاص نسبت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ روزہ دار کچھ بھی نہیں کر تا بس اپنی خواہش اور اپنی شہوت کو اور اپنے کھانے اور پینے کو معبود کی خاطر چھوڑ لیتا ہے۔ پس یہ محبوباتِ نفس کو خدا کی محبت میں بھلا دینا ہے اور نفس کی لذتوں کو خدا کی خوشنودی پر وار دینا۔ گویا یہ نفس کا ایک محبوب سے پھیر کر ایک دوسرے محبوب کو اختیار کر لینا ہے۔ پس یہ روزہ محبوب کا ایک شعوری اور ہمہ وقتی تعین ہے۔ بندے اور خدا کے مابین ایک 'سِرّ' ہے۔ یہ ایک ایسا 'راز' ہے جو بندے کو معلوم ہے یا پھر اللہ کو! لوگ زیادہ سے زیادہ دیکھ سکتے ہیں تو یہ کہ یہ بندہ اپنا کھانا پینا اور دیگر مفطرات کو چھوڑ کر بیٹھا ہے۔ مگر دل کی وہ حالت جو اس سے اس کا یہ کھانا پینا اور اس کی یہ شہوت و خواہش چھڑوائے بیٹھی ہے اور معبود کی طلب میں جائز خواہشِ نفس کو قربان کروا رہی ہے، صرف اللہ کو معلوم ہے۔ اس کی کوئی اور کیونکر خبر پا سکتا ہے... روزہ کی اصل حقیقت سمجھو بس یہی ہے!

انسان کے ظاہر و باطن کو بدل کر رکھ دینے میں روزے کی عجیب تاثیر دیکھی گئی۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ جسم کے فاسد مادے اس ریاضت سے دُھل جاتے ہیں بلکہ روح کے ناگوار جوانب بھی اس عبادت سے خوب صاف ہوتے ہیں۔ قلب اور جوارح کے صحت پانے میں روزہ کی تاثیر دیدنی ہے۔ نفس کے وہ حصے جو خواہشات و شہوات کے زیر آب آ چکے ہوتے ہیں، وہ اس عمل کے نتیجے میں بخوبی واگزار کرا لیے جاتے ہیں اور بندگی کو اس سرزمین پر پیر جما کر چلنے میں خوب مدد ملتی ہے۔ دل میں تقویٰ کی راہ ہموار کرنے میں 'روزہ' کو عبادات کے مابین ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرۃ:۱۳۰)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے فرض کیے جاتے ہیں جیسا کہ تم سے پہلوں پر فرض کیے گئے، شاید کہ تم تقویٰ پاؤ"۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصوم جنة

"روزہ ڈھال ہے"۔

علاوہ ازیں جنسی خواہش کو قابو میں لانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ تجویز فرمایا۔ غرض عقل اور فطرت کو نفس کی اصلاح میں روزہ کی اس غیر معمولی تاثیر کا جو مشاہدہ کرنے کا ملتا ہے اس کے پیش نظر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ نے اس عبادت کو انسانوں کے لیے مشروع ٹھہرا دیا... پس یہ اس کی رحمت ہے اور ان پر اس کا ایک احسان اور برائی سے ان کا ایک زبردست تحفظ۔

'روزہ' پس یہ ہوا کہ وہ حلال لذتیں بھی جو نفس کے منہ کو لگ چکی ہوں اور وہ جائز آسائشیں بھی جن کا یہ نفس عادی ہو چکا ہو... اس سے دور کر دی جائیں اور کچھ عرصہ اس پر یہ حالت گزرے اور اس کیفیت میں اس کو خدا کی جانب متوجہ کرایا جائے تاکہ یہ بندگی کے کچھ خاص پاکیزہ معانی ازبر کرے اور پورا ایک ماہ یہ اسی حالت میں صبح سے شام کر دیا کرے...

منہ کو لگ چکی یہ لذتیں اور آسائشیں چھڑا دینا چونکہ آسان کام نہ تھا لہٰذا اس کی فرضیت نازل ہونے سے خاصی دیر تک رکی رہی۔ یہ فرض ہجرت کے بھی کچھ دیر بعد نازل ہوا۔ نفوس کے اندر جب توحید گہری اُتر چکی اور پھر 'نماز' نے ان موحد نفوس کو ایک بندگانہ صورت دے دی اور قرآن سے حکم لینے پر کچھ تربیت پالی تب بتدریج ان کو بندگی کی اس صورت کی جانب لایا گیا۔

☆☆☆☆☆

رمضان المبارک کے انوار و انعامات

حضرت ڈاکٹر عبد الحیٔ عارفی نور اللہ مرقدہ

حصولِ رضا کا موقع:

یہ شعبان کا آخری جمعہ ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہفتے کے بعد ماہِ مبارک رمضان شریف کا آغاز ہو رہا ہے۔ کاش! ہم کو اپنے ایمان کی عظمت، قدر و منزلت ہوتی تو اس ماہ مبارک کی سعادتوں سے بہرور ہونے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے کہ ہمارے ضعفِ ایمان اور ناکارہ اعمال کو از سر نو قوی اور کامل بنانے کے لیے رمضان المبارک کے چند گنتی کے دن عطا فرمائے ہیں۔ اس لیے ان کو غنیمت سمجھ کر ہمیں بڑے ذوق و شوق کے ساتھ ان ایام معدودہ کی قدر کرنی چاہیے۔ یوں تو اللہ جل شانہ نے ہماری دنیا و آخرت کے سرمائے کے لیے ہم کو چند فرائض و حقوقِ واجبہ کا مکلف بنایا ہے مگر اس ماہِ مبارک میں چند نوافل و مستحبات کے اضافے کے ساتھ ہم کو زیادہ سے زیادہ حلاوتِ ایمانی اور اعمال کی پاکیزگی اور اپنے حصولِ رضا کا موقع عطا فرمایا ہے۔ اس کی قدر کرو اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھاؤ اور اس کے شروع ہونے سے پہلے اپنے ظاہری و باطنی اعضا کو خوب توبہ، استغفار سے پاک وصاف کر لو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر اس لیے یہ احسان و انعام فرمایا کہ ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے فائز المرام ہونے پر خوش ہو جائیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس اعلان کا مصداق بنیں:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

احتیاط اہتمام:

اس لیے ہمارے ذمے بھی شرافتِ نفس کا تقاضا یہی ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ اور اپنے آقائے نامدار نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے حتی الامکان کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔ اس لیے ہم اس وقت عہد کر لیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس ماہِ مبارک کے تمام لمحات، شب و روز اسی احتیاط اور اہتمام میں گزاریں گے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ ہیں۔ اس کے لیے ابھی چند روز باقی ہیں، ہم ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں۔ احتیاط اس بات کی کہ تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے بچیں گے اور اہتمام اس بات کا کہ زیادہ نیک کام کریں گے اور عبادات و طاعات میں مشغول رہیں گے۔

یوں تو سب دن اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، ہر وقت اور ہر آن انہی کی مشیت کار فرما ہے اور ہماری تمام عبادات و طاعات انہی کے لیے ہیں اور وہی ہم کو دنیا و آخرت میں اس کا صلہ مرحمت فرمائیں گے مگر امتیازِ نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا لامتناہی احسانِ خصوصی یہ ہے کہ فرمایا: ''یہ مہینہ میرا ہے اور اس کا صلہ میں خود دوں گا''۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو صلہ اور اجر اس ماہ کے اعمال کا ہو گا وہ بے حد و حساب ہو گا۔ اور یہ بے حد وحساب ہونا اللہ تعالیٰ علیم و خبیر کے علم میں ہے۔ اس احسان شناسی کے جذبے کو قوی کرنے کے لیے توکلاً علی اللہ ہم کو بھی عزم بالجزم کر لینا چاہیے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم جو کچھ بھی کریں گے وہ للہ رب العالمین ہے، ان شاء اللہ ہم خود مشاہدہ کریں گے۔

اعلانِ رحمت:

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا کس قدر بڑا احسان ہے کہ اپنے گناہ گار غفلت زدہ بندوں کو پہلے ہی متنبہ کر دیا کہ جیسے ہی رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو تم اپنے عمر بھر کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف کرا لو تاکہ تم کو مربی حقیقی سے صحیح و قوی تعلق پیدا ہو جائے اور اگر تم نے ہماری مغفرتِ واسعہ و رحمتِ کاملہ کی قدر نہ کی تو پھر تمہاری تباہی و بربادی میں کوئی کسر باقی نہ رہے گی۔ اب اس اعلانِ رحمت پر کون ایسا بدنصیب بندہ ہے جو اس کے بعد محروم رہنا چاہے گا۔ اس لیے ہم سب لوگ یقیناً بڑے خوش نصیب ہیں کہ رمضان المبارک کا مہینہ اپنی زندگی میں پا رہے ہیں اب تمام جذباتِ عبدیت کے ساتھ اور قوی ندامت کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں اور اس ماہِ مبارک کے تمام برکات، انوار و تجلیات الٰہیہ سے مالا مال ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کی زیادہ سے زیادہ توفیق ہم سب کو عطا فرمائے، آمین۔

جی بھر کر دو دن تین دن چار پانچ دن اپنے تمام گناہ عمر بھر کے جتنے یاد اور تصور میں آسکیں اور جہاں جہاں نفس شیطان سے مغلوب رہے ہیں۔ چاہے وہ دل کا گناہ ہو، آنکھ زبان کا یا کان کا، سب ندامتِ قلب کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں پیش کر دو اور کہو کہ اب وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ یااللہ! ہم کو معاف فرما دیجیے، یااللہ! ہم سے غفلت و نادانی کی وجہ سے نفس و شیطان کی شرارت سے عمداً و سہواً جو بھی گناہ کبیرہ و صغیرہ صادر ہو چکے ہیں جو ہمارے دنیا و آخرت کے لیے انتہائی تباہ کن ہیں اور جن کی شامت اعمال کا خمیازہ ہم ہر روز بھگت رہے ہیں، اپنی مغفرت کاملہ اور رحمت واسعہ سے سب معاف فرما دیجیے۔ ہم انتہائی ندامت قلب کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں منت سماجت کے ساتھ دستِ بدعا اور سربسجود ہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

ہر وہ بات جو قابل مواخذہ ہو معاف فرما دیجیے۔ دنیا میں، قبر میں، دوزخ میں، حشر میں، پل صراط پر، جہاں بھی مواخذہ ہو سکتا ہے سب معاف فرما دیجیے اور یااللہ! آپ جتنی زندگی عطا فرمائیں گے، وہ حیات طیبہ ہو، اعمالِ صالحہ کے ساتھ۔ یااللہ! ہمارے ایمان کو مضبوط اور قوی فرما دیجیے۔ ان شاء اللہ حسب وعدۂ الٰہی ہماری یہ دعا ضرور قبول ہو گی۔

گزشتہ معاصی کے بارے میں تنبیہ:

اب خبردار! اپنی گزشتہ غفلتوں اور کوتاہیوں کو اہمیت نہ دینا، زیادہ تکرار نہ کرنا، مایوس و ناامید نہ ہونا۔ جب ان کا وعدہ ہے تو سب ان شاء اللہ معاف ہو جائے گا۔ لیکن ہاں! چند گناہ

ایسے ہیں جن کی معافی مشکل ہے۔ مسلمان مشرک تو ہوتا نہیں لیکن کبھی کبھی یہ ممکن ہے کہ پریشان ہو کر عالم اسباب کی کسی قوت کو موثر سمجھ لیا ہو۔ دنیا، وسائل و ذرائع کے سامنے اس طرح جھک گئے ہوں جس طرح ایک مومن کو جھکنا نہیں چاہیے۔ تو یا اللہ! آپ یہ سب لغزشیں بھی معاف کر دیجیے۔ بس اب مغفرتِ کاملہ ہو گئی، اب ان کی رحمتِ واسعہ طلب کرو۔ اسی طرح ایک ناقابل معافی گناہِ کبیرہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے کھوٹ اور کینہ ہو، کینہ رکھنے والے کے متعلق حدیث ہے کہ یہ ایسا شخص ہے، جو شب قدر کی تجلیات، مغفرت اور قبولیت دعا سے محروم رہے گا۔ عالمِ تعلقات میں اپنے اہل و عیال، عزیز و اقارب، دوست احباب سب پر ایک نظر ڈالو اور دیکھو کہ ان میں کسی کی طرف سے دل میں کسی قسم کا کھوٹ، کینہ اور غصہ تو نہیں ہے، کسی کی حق تلفی تو نہیں ہوئی ہے، کسی کو ہماری ذات سے تکلیف تو نہیں پہنچی ہے، اللہ پاک اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک ان کی مخلوق ہم سے راضی نہیں ہو جاتی۔ دیکھو! اگر تم اس معاملے میں حق بجانب اور دوسرا باطل پر ہے تو پھر جب تم اللہ پاک سے مغفرت چاہتے ہو تو اس کو معاف کر دو اور اگر تمہاری زیادتی ہو تو اس سے جا کر معافی مانگ لو، اس میں کوئی شرم کی بات نہیں۔ اگر بالمشافہ ہمت نہ ہو تو ایک تحریر لکھ کر اس کے پاس بھیج دو کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے، اس میں اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ دلوں کو صاف رکھنا چاہیے، اس لیے ہم اور آپ بھی آپس میں دل صاف کر لیں اور ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔

اس کے بعد ان سے بدخواہی نہ کرو، نہ دل میں انتقام لینے کا خیال کرو۔ اپنی بیوی بچوں پر بھی نظر ڈالو کہ ان میں سے کوئی تم سے ناراض تو نہیں! یعنی ان کے ساتھ کوئی بے جا تشدد یا زیادتی تو نہیں کی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں، بلکہ خوش اسلوبی سے ایسا برتاؤ کرو جس سے وہ خوش ہو جائیں، اسی طرح بھائی بہن، عزیز و اقارب۔ غرض کسی سے کسی قسم کی بھی رنجش ہے تو تم ان کو معاف کر دو اس لیے کہ تم بھی آخر اللہ میاں سے معافی چاہتے ہو!

غیر ضروری مشاغل کا ضرر:

لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرو۔ لغو باتیں کرنے سے عبادت کا نور جاتا رہتا ہے۔ لغو باتیں کیا ہیں؟ جیسے فضول قصے، کسی کا بے فائدہ ذکر، سیاسی امور پر بحث یا خاندان کی باتیں اگر شروع ہو جائیں تو اس میں غیبت ہونے کا امکان ضروری ہو تا ہے۔ پھر اخبار بینی یا کوئی اور بے کار مشغلہ ان سب سے بچتے رہو، صرف تیس دن گنتی کے ہیں اگر کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو کلام پاک پڑھو، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو اور دینی کتاب کا مطالعہ کرو۔

عبادات رمضان:

رمضان شریف میں دو عبادتیں سب سے بڑی ہیں کہ ایک تو کثرت سے نمازیں پڑھنا، اس میں تراویح کی نماز بھی شامل ہے، اس کے علاوہ تہجد کی چند رکعات ہو جاتی ہیں۔ پھر اشراق، چاشت اور اوابین کا خاص طور پر اہتمام ہونا چاہیے۔ دوسرے تلاوتِ کلام پاک کی کثرت جتنی بھی توفیق ہو۔

کلام پاک پڑھنے سے کئی فائدے نصیب ہو جاتے ہیں۔ تین چار عبادتیں اس میں شریک ہوتی ہیں اور بہت باعث برکت ہیں، یعنی دل میں عقیدت، عظمت و محبت اور یہ خیال کر کے پڑھنے سے کہ اللہ پاک سے ہم کلامی کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، یہ دل کی عبادت ہے، زبان بھی تکلم کرتی ہے، یہ زبان کی عبادت ہے، کان سنتے جاتے ہیں، اور آنکھیں کلامِ الٰہی کی عبادت کے نقوش کی زیارت کرتی ہیں اور ان تمام اعضا کو عبادات میں جداگانہ ثواب ملتا ہے۔ ان اعضا کا اس سے زیادہ اور کیا صحیح مصرف ہو سکتا ہے اور یہ سعادتیں ہی نہیں بلکہ ان میں تجلیاتِ الٰہی مضمر ہیں۔ نور حاصل ہوتا ہے اور نور کے معنی روشنی کے نہیں بلکہ طمانیتِ قلب کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قرب و رضا کے ہیں۔

جب تلاوت سے تکان ہونے لگے تو بند کر دیں اور پھر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کلمہ طیبہ کا ورد رکھیں۔ دس پندرہ مرتبہ لا الہ الا اللہ تو ایک بار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رہیں۔ ان متبرک ایام میں اگر ذکر اللہ کی عادت ہو گئی تو پھر ان شاء اللہ ہمیشہ اس میں آسانی ہو گی۔

اسی طرح درود شریف کی بھی کثرت رکھیے۔ ان محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی بدولت ہمیں یہ دین و دنیا کی نعمتیں مل رہی ہیں۔ استغفار جی بھر کر تو کر چکے پھر بھی جب یاد آ جائیں چند بار کر لیا کریں۔ ماضی کے پیچھے زیادہ نہ پڑیے اور مستقبل کو سوچئے، مستقبل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعات و عبادات میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارے۔ اس طرح ایک مومن روزے دار کی ساری ساعتیں عبادت میں ہی گزرتی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔

اگر تم کسی دفتر میں کام کرتے ہو تو تہیہ کر لو کہ تمہارے ہاتھ سے، زبان سے، قلم سے خدا کی مخلوق کو کوئی پریشانی نہ ہو۔ کسی کو دھوکہ نہ دو، کسی ناجائز غرض سے کسی کا کام نہ روکو، کوئی بات شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اگر تم تاجر ہو تو صداقت و امانت سے کام کرو، کسی قسم کے لالچ یا نفع سے کام نہ کرو جس سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے یا تمہارا معاملہ کسی کو ایذا کا سبب بن جائے۔

آنکھیں گناہوں کا سرچشمہ ہیں۔ ان کو نیچا رکھیں، بدنگاہی صرف کسی پر بُری نظر ڈالنا ہی نہیں بلکہ کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھنا، حسد کی نظر یا برائی کی نظر سے دیکھنا بھی آنکھوں کا گناہ ہے۔

روزے کی تائید:

روزے داروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ بات بات پر غصہ آتا ہے۔ گھر کے اندر یا گھر کے باہر کہیں بھی، سو یہ بات اچھی نہیں ہے۔ روزہ تو بندگی و شائستگی پیدا کرتا ہے۔ عجز و نیاز پیدا کرتا ہے۔ پھر یہ روزے کا بہانہ لے کر بات بات پر غصہ اور لڑنا جھگڑنا

کیسا؟روزہ درماندگی کی چیز ہے۔اس میں تواضع پیدا ہونا چاہیے۔جُھک جانا چاہیے۔جُھک جانے میں بڑی فضیلت ہے۔ تیس دن تکیہ کر لیجیے،اس میں نفس کا بڑا مجاہدہ ہوتا ہے،جو تمام عمر کام آتا ہے۔یہ عادت بڑی نعمت ہے جو اِن دنوں بڑی آسانی سے ہاتھ آتی ہے۔ رمضان کی راتیں عبادتوں میں گزارنے سے دن میں بھی سچائی اور دیانت سے کام کی عادت ہو جاتی ہے۔اس کا اہتمام کریں کہ مسجدوں میں باجماعت نمازیں ادا کریں۔

بڑے کام کی بات:

اور اگر توفیق و فرصت مل جائے تو بڑے کام کی بات بتارہا ہوں،تجربہ کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ نماز عصر کے بعد مسجد میں بیٹھے رہیں اور اعتکاف کی نیت کر لیں۔قرآن شریف پڑھیں،تسبیحات پڑھیں اور غروبِ آفتاب سے پہلے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبرپڑھتے رہیں اور قریب روزہ کھولنے کے خوب اللہ پاک سے مناجات کریں اور اپنے حالات و معاملات پیش کریں،دنیا کی دعائیں مانگیں،آخرت کی دعائیں مانگیں۔

اکثر دین دار خواتین اس بات کی شکایت کرتی ہیں کہ ان کا روزہ افطار کرنے سے قبل عصر اور مغرب کے درمیان تسبیحات پڑھنے یا دعائیں کرنے کا موقع نہیں ملتا کیونکہ یہ وقت ان کا باورچی خانے میں صرف ہو جاتا ہے،کھانا تیار کرنے میں مشغول رہتی ہیں۔مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ وقت بھی عبادت میں گزرتا ہے۔روزہ رکھتے ہوئے وہ کھانا تیار کرنے کی مشقت گوارا کرتی ہیں جو اچھا خاصا مجاہدہ ہے۔پھر روزہ داروں کے افطار اور کھانے کا انتظام کرتی ہیں،جس میں ثواب ہی ثواب ہے اور وہ جن عبادات میں مشغول ہونے کی تمنا کرتی ہیں،یہ ان کی تمنا خود ایک نیک عمل ہے جس پر بھی ان شاء اللہ ثواب ملے گا۔پھر یہ ممکن ہے کہ غروب آفتاب سے آدھ گھنٹہ قبل انتظامات سے فارغ ہونے کا اہتمام کر لیں تو پھر ان کو بھی یکسوئی کے ساتھ رجوع الی اللہ ہونے کا موقع مل سکتا ہے اور نہ بھی ملے تو ثواب ان شاء اللہ ضرور مل جائے گا۔لیکن شرط یہ ہے کہ وہ شریعت و سنت کے مطابق اپنی زندگی بنائیں۔

عبادتِ مالی:

اس ماہِ مبارک میں ہر عملِ نیک کا ستر گنا ثواب ملتا ہے۔چنانچہ جہاں اور عبادات وغیرہ ہیں وہاں اس ماہِ مابرک میں صدقہ وخیرات خوب کرنا چاہیے۔اپنی حیثیت کے مطابق جس قدر ممکن ہو یہ سعادت بھی حاصل کرے۔یہ بھی خوب سمجھ لیجیے کہ اس ماہِ مبارک میں جس طرح نیک اعمال کا بے حدوحساب اجروثواب ہے،اسی طرح ہر گناہ کا مواخذہ عذاب بھی شدید ہے۔العیاذ باللہ

اپنے مرحوم اعزا،آباؤاجداداوراحباب کے لیے ایصال ثواب کرنا بھی بڑے ثواب کا کام ہے اور بہترین صدقہ ہے۔میں اپنے ذوق اور قلبی تقاضے سے ایک بات کہتا ہوں جس کا جی چاہے عمل کرے یا نہ کرے۔ہم پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد والدین کے حقوق واجب فرمائے ہیں،انہوں نے ہمیں پالا پرورش کیا،دعائیں کی،راحت پہنچائی اور جب تک تم بالغ نہیں ہوئے تمہارے کفیل رہے اور جب تم بالغ ہوئے تو تم نے ان کی کیا خدمت کی ہوگی؟تو دیکھو جتنا سرمایہ ہے اپنے زندگی بھر کے اعمالِ حسنہ کا اور طاعاتِ نافلہ کا سب نذر کر دو اپنے والدین کو،ان کا بہت بڑا حق ہے۔کیونکہ والدین کو اللہ تعالیٰ نے مظہرِ ربوبیت بنایا ہے۔اس عمل خیر کا ثواب تمہیں بھی اتنا ہی ملے گا جتنا دے رہو ہے۔بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ یہ تمہارا ایثار ہے اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔میں تو اپنی ساری عمر کی تمام عبادات وطاعات نافلہ اور اعمال خیر اپنے والدین کی روح پر بخش دیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اب بھی حق ادا نہیں ہوا۔اللہ تعالیٰ اپنی رحمت واسعہ سے قبول فرمالیں۔اپنی عبادات نافلہ کا ثواب احیاواموات دونوں کو منتقل کیا جاسکتا ہے۔

عبادات اور رمضان کا حاصل:

اس ماہِ مبارک میں لیلۃ القدر ہے،لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟کلام پاک میں ہے کہ تم کیا جانو لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ہزار مہینوں سے بہتر رات ہے۔کہاں پاؤ گے ہزار مہینے جہاں خیر ہو ،اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر انعام ہے اور انہی کے خزانہ لامتناہی میں اس خیر کا سرمایہ ہے۔رمضان شریف کے مہینے میں ہر دن تو شب قدر کے انتظار ہی میں ہے۔

ہر شب،شب قدر است گر قدر بدانی:

اس انتظار اور اس کے اہتمام میں وہی ثواب ہر روز ملے گا جو شب قدر میں ہے۔اگر شب قدر ۲۷ رمضان کو ہے تو جو روزہ پہلے رکھا وہ شب قدر ہی کی جانب تو ایک قدم ہے،اسی طرح دوسرا روزہ رکھا،تیسرا روزہ رکھا تو یہ سارے شب قدر سے قریب ہونے کا ذریعہ ہیں یا نہیں؟!جس طرح مسجد میں جانے پر ہر قدم پر ثواب ملے گا بشرطیکہ ہم اس کے حریص ہوں۔اب ہم لوگوں کی ایک ایک رات شب قدر ہے اور اس کی قدر کرنی چاہیے۔

شب قدر کے متعلق یہ بات بھی ہے کہ اس کا وقت غروبِ آفتاب سے طلوعِ فجر تک رہتا ہے۔اس لیے اس کا ضرور اہتمام رکھنا چاہیے ۔جس قدر ممکن ہو نوافل وتسبیحات اور دعاؤں میں کچھ اضافہ ہی کر دینا چاہیے۔ساری رات جاگنے کی بھی ضرورت نہیں جس قدر تحمل ہو بہت ہے۔اللہ پاک نے فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے تو یہ ایک ذریعہ ہے،اپنے بندوں کو اپنا بنانے کا۔اب ہم لوگ بھی اس محبت کا حق ادا کریں اور یہ امید رکھیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارا تعلق اللہ میاں سے قوی ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆

رمضان المبارک کا استقبال... قرنِ اول میں!

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

میرے دوستو! تمہیں نیا رمضان مبارک! اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر پاک و بابرکت سلام! تمہاری یہ فرمائش گویا میرے دل کی خواہش ہے... پتہ نہیں کیوں خود میرا جی کچھ بات کرنے کو چاہ رہا تھا، اور ایک تقاضا تھا جو مجھے بات کرنے پر مجبور کر رہا تھا، اور میں محسوس کرتا ہوں کہ تمہارے تجویز کردہ عنوان سے بہتر اور محبوب عنوانِ گفتگو میرے لیے اور کوئی ہو نہیں سکتا۔

سنہ ہجری کے دوسرے سال میں میرا آنا، پہلے سالوں سے یکسر مختلف تھا، پہلے میں سال کے دوسرے مہینوں کی طرح ایک مہینہ تھا، اپنے دوسرے بھائیوں اور رفیقوں سے کسی قسم کا امتیاز مجھے حاصل نہیں تھا، نہ کوئی خاص بات میرے اندر تھی، نہ کسی پیغام کا میں حامل تھا، اور نہ دین کے ارکان سے کوئی رکن مجھ سے متعلق تھا رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم پر مجھے حسد 'استغفر اللہ' رشک ہوتا تھا، کیوں کہ یہ اشھرحرم (محترم مہینے) تھے، اور ان میں سے ذی الحجہ پر مجھے ایک اور خاص وجہ سے رشک آتا تھا، وہ یہ کہ وہ حج کا مہینہ تھا۔ مجھے وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ مجھے کبھی اتنا بڑا اعزاز بخشا جائے گا، اور روزہ جیسا اہم اور مقدس پیغام کا مجھے حامل بنایا جائے گا، لیکن یہ روزہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اور وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ بہر حال، اب سنئے!

مسلمانوں نے شعبان سے میرا انتظار کرنا شروع کیا، انہوں نے شعبان کا بھی ایک مقدمۃ الجیش اور میرے مبشر کی طرح استقبال کیا، شعبان ہی میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور خطبہ دیتے ہیں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ!قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌرَمَضانَ،شَهْرٌعَظِيمٌ ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ ، شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ، جَعَلَ اللهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً،وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا ، مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدَّى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ ، وَمَنْ اَدَّى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدَّى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ ، وَہُوَ شَہْرُ الصَّبْرِ ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ اَلْجَنَّةُ ، وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ ، وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ(رواه السيوطى)

"اے لوگو! رمضان کا مہینہ تم پر سایہ فگن ہو رہا ہے، بڑا عظیم الشان مہینہ ہے، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کیے ہیں، اور رات کے قیام (تراویح) کو نفلی عبادت ٹھہرایا ہے۔ جو شخص اس ماہ میں ایک نفلی نیکی کرے گا، اس کا ثواب اور دنوں کے فرض کے برابر ہو گا، اور جو کوئی ایک فرض ادا کرے گا، اس کا ثواب اور دنوں کے ستر فرضوں کے برابر ہو گا، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ غم خواری اور غم گساری کا مہینہ ہے، اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے"۔

تمام لوگ میرا چاند دیکھنے کے لیے بلند ٹیلوں اور مکانوں پر چڑھ گئے، غروب آفتاب کے بعد مدینہ میں کوئی شخص ایسا نظر نہ آتا تھا، جو آسمان کی طرف نظر اٹھائے میری جستجو نہ کر رہا ہو، ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ سب سے پہلے وہ میری آمد کا مژدہ سنائے۔

پروردگارِ عالم نے ارادہ فرمایا کہ مجھے اب مزید تاخیر نہ ہو، لہٰذا اس کی طرف سے حکم طلوع ہوا، اور مدینہ کے اس سرے سے اس سرے تک ایک مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ لوگوں کی زبانوں پر ایک نغمۂ مسرت جاری ہوا:

هِلَالَ رُشْدٍ وَخَيْرٍ،اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى!

سامعین کرام! مجھے اس کہنے میں معاف رکھیں کہ ابتدائے اسلام میں لوگوں کو میری آمد سے جو مسرت ہوتی تھی، حالانکہ میں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، صبر و جہاد کا مہینہ تھا، وہ اس مسرت سے بڑھ کر ہوتی تھی جو آج عید کا چاند دیکھ کر ہوتی ہے۔ میں اس کے اسباب میں نہیں جاؤں گا، کیونکہ یہ ایک طویل بات ہے، اور ویسے بھی آپ کو کڑوی لگے گی۔

(میری آمد سے) مدینہ کے لوگوں میں ایک نئی زندگی اور ایک نیا نشاطِ عبادت ابھر آیا، یہ لوگ عشا کے بعد ایک ایک، دو دو اور ٹکڑیاں ٹکڑیاں ہو کر نوافل میں مشغول ہو گئے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور نمازیں پڑھتے، یہاں تک کہ جب رات آخر ہوئی اور سحر قریب ہوئی، تو رات کی باسی روٹی یا کھجور اور پانی میں سے، جس کو جو میسر آیا، اس نے اس سے سحری کھائی، پھر مساجد کی راہ لی اور نماز فجر ادا کی۔

یہی وہ مقام ہے، جہاں وہ لوگ آج کل کے روزہ داروں سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ آج اگر آپ میں سے کوئی، رات کو تھوڑی دیر عبادت کر لیتا ہے، اور پھر روزہ کی نیت کر لیتا ہے، تو وہ اپنا حق سمجھتا ہے کہ دن میں جتنا چاہے سوئے، چنانچہ آج شہر میں بہت کم لوگ ایسے روزہ دار میں گے جو سوتے یا اونگھتے نظر نہ آتے ہوں، رات کو خواہ کتنا ہی تھوڑا قیام کریں مگر اس کے بدلے میں دن کا ایک خاصا حصہ ضرور نیند کی نذر کر دیا جاتا ہے۔

اس کے برعکس صحابہ و تابعین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا حال یہ تھا کہ رات کا قیام، ان کے دن کے نشاط میں کوئی فرق نہیں ڈالتا تھا، وہ رمضان میں عبادت بھی کرتے تھے اور مشقتِ حیات بھی برداشت کرتے تھے، اور کبھی تو روزے کی حالت میں بھی جہاد کرتے تھے، ان کے زمانہ میں رمضان اشیا کی طبائع نہیں بدلتا تھا اور نہ دن کو رات بناتا تھا۔ وہ اُلٹا ان میں قوت اور نشاط بڑھا دیتا تھا اور کوئی وہ نیکی، جس کو لوگ پہلے سے کرتے تھے،

رمضان کی آمد سے منقطع نہیں ہوتی تھی، میں آکر اہلِ مدینہ کے اخلاق میں کوئی فرق نہیں پاتا تھا۔ مثلاً انہوں نے مسلمان ہونے کے بعد سے غیبت، فحش کلامی اور بدگوئی سے زندگی بھر کا روزہ رکھ لیا تھا، تو وہ روزوں میں بھی پاک زبان، پاک نفس اور پاک باطن رہتے تھے۔ ہاں! اگر فرق ہوتا تھا تو یہ ہوتا تھا کہ وہ ان دنوں میں جائز غصے کو بھی ضبط کرتے تھے، اگر ان میں سے کسی کو کوئی شخص گالی دیتا یا لڑنے کی باتیں کرتا تو اس کا جواب یہ ہوتا کہ:

"میں روزہ دار ہوں"۔

میری آمد پر وہ لوگ نیکی اور غم خواری کے بے حد حریص ہوگئے، یوں سمجھئے کہ ہوا سے مقابلہ کرتے تھے، ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ تھا:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجودبالخيرمن الريح المرسلة(رواه بخاری)

"جب رمضان آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امورِ خیر میں آندھی سے بھی زیادہ تیز رفتار ہوجاتے تھے"۔

روزہ دار کو افطار کرانے، غلاموں کو آزاد کروانے، ستم سیدوں کی امداد کرنے اور بھوکوں کو کھانا کھلانے میں ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے، چنانچہ اسی وجہ سے فقرا و مساکین میری آمد کے منتظر رہتے تھے۔

لوگوں نے اپنے مشاغل میں روزہ گزارا، لیکن اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوئے، اور نہ بیع و تجارت نے ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور جماعتوں کی حاضری سے غافل کیا، شام کو گھر لوٹے اور ذکر و تلاوت میں مشغول ہوگئے۔ مساجد کا حال اس وقت یہ ہوجاتا تھا کہ اگر تم جاؤ تو ذکر کی بھنبھناہٹ کے سوا کوئی آواز نہ سن پاؤ۔

آفتاب غروب ہو، موذن نے اذان دی اور میں نے دیکھا کہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوہارے اور کچھ پانی سے افطار فرمایا، پھر اس پر اتنا شکر کہ انواع و اقسام کی افطاریوں پر بھی لوگوں کو یہ مقام شکر نصیب نہیں ہوسکتا، سنئے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَ ابتَلَتِ العُرُوقُ وَ ثَبَتِ الاَجرُ اِنْ شَا اللّٰهُ

"تشنگی دور ہوئی، رگیں تر ہوئیں، اور اللہ نے چاہا تو اجر واجب ہوگیا"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اسی طرح چند کھجوروں اور پانی کے چند گھونٹوں سے روزہ کھولا، اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی، پھر نماز پڑھی، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا، صرف بقدر ضرورت کھالیا، نہ اس میں اسراف ہوتا تھا اور نہ ناک تک پیٹ بھرتا تھا۔

مہینہ بھر ان کا یہی معمول رہتا تھا، نہ اس میں کوئی فرق آتا تھا اور نہ وہ اس سے اکتاتے اور برداشتہ خاطر ہوتے، بلکہ ہر دن نشاط کی ایک نئی کیفیت پیدا ہوتی، اور عبادت و نیکی کی حرص بڑھتی تھی، گویا روزوں سے ان کی روح کو غذا ملتی تھی، اور مہینے کے آخر میں ان کی قوت اور ان کا نشاط پہلے سے بھی بڑھا ہوا نظر آتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک مسلسل نشاط اور ذوق عمل سے مخمور رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جب آخری عشرہ آتا، تو بالکل ہی کمر کس لیتے تھے، رات عبادت میں گزارتے اور اہل خانہ کو بھی جگاتے اور پھر اعتکاف فرمالیتے تھے۔

میں جب اس دورِ سعادت کے روزہ داروں کا بعد کے روزہ داروں سے مقابلہ کرتا ہوں تو صورت و شکل میں تو کوئی فرق نظر نہیں آتا، بلکہ بعض بعد والے زیادہ نفل پڑھتے اور زیادہ وقت تلاوت کرتے نظر آتے ہیں، مگر خشوع و اخلاص اور ایمان و احتساب کی کیفیات میں کھلا فرق محسوس کرتا ہوں، اگر سابقین کی ایک رکعت کا وزن کیا جائے، تو بعد والوں کی بہت سی رکعتوں پر بھاری نکلے گی، کہ وہ اپنے ایمان و احتساب میں بھاری تھے۔

اور دوسرا فرق، جو میں بتلا سکتا ہوں، یہ ہے کہ ان پر روزہ اپنے بہت گہرے اخلاقی اور نفسیاتی اثرات چھوڑ کر جاتا تھا، یوں کہیے کہ ان کی طبیعتوں پر روزہ کی ایک نہ مٹنے والی چھاپ پڑجاتی تھی، اور اگلے سال جب میں پھر لوٹ کر آتا، تو ان میں وہی عفت، وہی تقویٰ، وہی صدق و امانت، وہی رقت، وہی کریم النفسی، وہی حرص، اطاعت، وہی لذاتِ نفس سے نفرت، وہی آخرت کی فکر اور وہی دنیا سے بے رغبتی پاتا۔ الغرض ہر دوسری مرتبہ، وہ مجھے پہلے سے زیادہ پاک باطن و صاف دل ملتے تھے۔

قصہ مختصر! جب میرا وقت ختم ہوگیا اور روانگی کا دن آیا تو انہوں نے مجھے ایک بہت ہی پیارے دوست کی طرح رخصت کیا۔ آنسو کسی طرح تھمتے نہ تھے، اور آہیں قرار پاتی نہ تھیں، لبوں پر یہ دعا تھی کہ خدایا! یہ ملاقات آخری نہ ہو! یہ دن اس کے بعد بھی بار بار آئیں، یہ ہے خیر القرون میں میرے استقبال کی ایک ہلکی سی تصویر!

[آل انڈیا ریڈیو سے نشر کی گئی ایک عربی تقریر کا ترجمہ، جس میں حضرت مولانا نے اپنی بات رمضان کی زبان سے کہی تھی اور سامعین کو رمضان کا مخاطب بنایا تھا، تاکہ ایک مخصوص تاثر پیدا ہوسکے۔ تقریر کا وہ ابتدائی حصہ، جس میں سامعین کی طرف سے رمضان سے، قرن اول میں اپنے استقبال کا حال بیان کرنے کی فرمائش کی گئی تھی]

☆☆☆☆☆

ماہِ رمضان کی فضیلت

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

ارشادِ خداوندی ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرۃ:۱۸۵)

”ماہِ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا، جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لیے (ذریعہ) ہدایت ہے اور واضح الدلالت ہے، من جملہ ان کتب کے جو (ذریعہ) ہدایت (بھی) ہیں اور (حق و باطل میں) فیصلہ کرنے والی (بھی) ہیں۔ سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس (ماہ) میں روزہ رکھنا چاہئے، اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دُوسرے ایام کا (اتنا ہی) شمار (کر کے ان میں روزہ رکھنا (اس پر واجب) ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ (احکام میں) آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ (احکام و قوانین مقرر کرنے میں) دُشواری منظور نہیں، اور تاکہ تم لوگ (ایام ادا یا قضا کی) شمار کی تکمیل کر لیا کرو (کہ ثواب میں کمی نہ رہے) لہٰذا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (و ثنا) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو (ایک ایسا) طریقہ بتلادیا (جس سے تم برکات و ثمراتِ رمضان سے محروم نہ رہو گے) اور (عذر سے خاص رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اس لیے دے دی) تاکہ تم لوگ (اس نعمتِ آسانی پر اللہ کا) شکر ادا کیا کرو“۔(ترجمہ حضرت تھانوی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں (اور ایک روایت میں ہے کہ: جنت کے دروازے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ: رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں)، اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، اور شیاطین پابندِ سلاسل کر دیے جاتے ہیں“۔(بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تم پر رمضان کا مبارک مہینہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کا روزہ فرض کیا ہے، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور سرکش شیطان قید کر دیے جاتے ہیں، اس میں اللہ کی (جانب سے) ایک ایسی رات (رکھی گئی) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس کی خیر سے محروم رہا، وہ محروم ہی رہا“۔(احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، پس اس کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا، اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، پس اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رہتا، اور ایک منادی کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے کہ: اے خیر کے تلاش کرنے والے! آگے آ، اور اے شر کے تلاش کرنے والے! رُک جا۔ اور اللہ کی طرف سے بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کر دیا جاتا ہے، اور یہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے“۔(احمد)

ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”رمضان کی خاطر جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے، سال کے سرے سے اگلے سال تک، پس جب رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے (جو) جنت کے پتوں سے (نکل کر) جنت کی حوروں پر (سے گزرتی ہے) تو وہ کہتی ہیں: اے ہمارے رَبّ! اپنے بندوں میں سے ہمارے ایسے شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں“۔(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے خود سنا ہے کہ:

”یہ رمضان آچکا ہے، اس میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، اور شیاطین کو طوق پہنادیے جاتے ہیں، ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو رمضان کا مہینہ پائے اور پھر اس کی بخشش نہ ہو“۔(رواہ الطبرانی)

روزے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے ایمان کے جذبے سے اور طلبِ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے گزشتہ گناہوں کی بخشش ہو گئی۔" (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(نیک) عمل جو آدمی کرتا ہے تو (اس کے لیے عام قانون یہ ہے کہ) نیکی دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مگر روزہ اس (قانون) سے مستثنیٰ ہے (کہ اس کا ثواب ان اندازوں سے عطا نہیں کیا جاتا) کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کا (بے حد و حساب) بدلہ دوں گا، (اور روزے کے میرے لیے ہونے کا سبب یہ ہے کہ) وہ اپنی خواہش اور کھانے (پینے) کو محض میری (رضا) کی خاطر چھوڑتا ہے، روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت اِفطار کے وقت ہوتی ہے، اور دُوسری فرحت اپنے رَبّ سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو (جو خلوِ معدہ کی وجہ سے آتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک (وعنبر) سے زیادہ خوشبودار ہے .... الخ"۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کرتے ہیں (یعنی قیامت کے دن کریں گے)، روزہ کہتا ہے: اے رَبّ! میں نے اس کو دن بھر کھانے پینے سے اور دیگر خواہشات سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے۔ اور قرآن کہتا ہے کہ: میں نے اس کو رات کی نیند سے محروم رکھا (کہ رات کی نماز میں قرآن کی تلاوت کرتا تھا) لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے، چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے"۔ (بیہقی شعب الایمان، مشکوٰۃ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے:

"رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے، اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا"۔ (رواہ الطبرانی فی اوسط)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"رمضان کے ہر دن رات میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت سے لوگ (دوزخ سے) آزاد کیے جاتے ہیں، ہر مسلمان کی دن رات میں ایک دُعا قبول ہوتی ہے"۔ (البزار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تین شخصوں کی دُعا رَدّ نہیں ہوتی، روزہ دار کی، یہاں تک کہ اِفطار کرے، حاکمِ عادل کی، اور مظلوم کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں سے اُوپر اُٹھا لیتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور رَبّ تعالیٰ فرماتے ہیں: میری عزّت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا، خواہ کچھ مدّت کے بعد کروں"۔ (احمد، ترمذی)

عبداللہ بن ابی ملیکہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"روزہ دار کی دُعا اِفطار کے وقت رَدّ نہیں ہوتی"۔

اور حضرت عبداللہ اِفطار کے وقت یہ دُعا کرتے تھے:

اللّٰهم انی اسئلك برحمتك التی وسعت كل شیء ان تغفرلی۔ (بیہقی، ترغیب)

"اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی اس رحمت کے طفیل جو ہر چیز پر حاوی ہے، کہ میری بخشش فرما دیجیے"۔

رمضان کا آخری عشرہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں ایسی عبادت و محنت کرتے تھے جو دُوسرے اوقات میں نہیں ہوتی تھی۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لنگی مضبوط باندھ لیتے (یعنی کمر ہمت چست باندھ لیتے) خود بھی شب بیدار رہتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی بیدار رکھتے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

لیلۃ القدر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک یہ مہینہ تم پر آیا ہے، اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہا، وہ ہر خیر سے محروم رہا، اور اس کی خیر سے کوئی شخص محروم نہیں رہے گا، سوائے بدقسمت اور حرماں نصیب کے"۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو!" (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب لیلۃ القدر آتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں، اور ہر بندہ جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو (اس میں تلاوت، تسبیح و تہلیل اور نوافل سب شامل ہیں، الغرض کسی طریقے سے ذکر و عبادت میں مشغول ہو) اس کے لیے دُعائے رحمت کرتے ہیں“۔ (بیہقی)

لیلۃ القدر کی دُعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ فرمایئے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو کیا پڑھوں؟ فرمایا: یہ دُعا پڑھا کرو:

اللّٰھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی (احمد، ترمذی، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ)

”اے اللہ! آپ بہت ہی معاف کرنے والے ہیں، معافی کو پسند فرماتے ہیں، پس مجھ کو بھی معاف کر دیجئے“۔

رمضان کے چار عمل:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

”رمضان مبارک میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو، دو باتیں تو ایسی ہیں کہ تم ان کے ذریعہ اپنے ربّ کو راضی کروگے، اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان سے بے نیاز نہیں ہوسکتے، پہلی دو باتیں جن کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کو راضی کروگے، یہ ہیں: ”لا الٰہ الا اللہ“ کی گواہی دینا اور اِستغفار کرنا، اور وہ دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں، یہ ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے پناہ مانگو“۔ (ابنِ خزیمہ)

تراویح:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس نے ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے پہلے گناہ بخش دیے گئے، اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا، ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے گئے، اور جس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا، ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے، اس کے پہلے گناہ بخش دیے گئے“۔

اِعتکاف:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے رمضان میں (آخری) دس دن کا اِعتکاف کیا، اس کو دو حج اور دو عمرے کا ثواب ہوگا“۔ (بیہقی، ترغیب)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر ایک دن کا بھی اِعتکاف کیا، اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی تین خندقیں بنادیں گے کہ ہر خندق کا فاصلہ مشرق و مغرب سے زیادہ ہوگا“۔ (طبرانی اوسط، بیہقی، حاکم، ترغیب)

روزہ اِفطار کرانا:

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”جس نے روزہ دار کا روزہ اِفطار کرایا یا کسی غازی کو سامانِ جہاد دیا، اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا“۔ (بیہقی شعب الایمان، بغوی شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

رمضان میں قرآنِ کریم کا دور اور جود و سخاوت:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جود و سخا میں تمام انسانوں سے بڑھ کر تھے، اور رمضان المبارک میں جب کہ جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تھے، آپ کی سخاوت بہت ہی بڑھ جاتی تھی، جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ کے پاس آتے تھے، پس آپ سے قرآنِ کریم کا دور کرتے تھے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیاضی و سخاوت اور نفع رسانی میں بادِ رحمت سے بھی بڑھ کر ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری)

روزے کے درجات:

حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ: روزے کے تین درجے ہیں:

۱: عام۔ ۲: خاص۔ ۳: خاص الخاص۔ عام روزہ تو یہی ہے کہ شکم اور شرم گاہ کے تقاضوں سے پرہیز کرے، جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ اور خاص روزہ یہ ہے کہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضا کو گناہوں سے بچائے، یہ صالحین کا روزہ ہے، اور اس میں چھ باتوں کا اہتمام لازم ہے:

اوّل:... آنکھ کی حفاظت، کہ آنکھ کو ہر مذموم و مکروہ اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی چیز سے بچائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"نظر، شیطان کے تیروں میں سے ایک زہر میں بجھا ہوا تیر ہے، پس جس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے نظرِ بد کو ترک کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان نصیب فرمائیں گے کہ اس کی حلاوت (شیرینی) اپنے دِل میں محسوس کرے گا"۔ (رواہ الحاکم)

دوم:... زبان کی حفاظت، کہ بیہودہ گوئی، جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم اور لڑائی جھگڑے سے اسے محفوظ رکھے، اسے خاموشی کا پابند بنائے اور ذکر و تلاوت میں مشغول رکھے، یہ زبان کا روزہ ہے۔ سفیان ثوری کا قول ہے کہ: غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مجاہد کہتے ہیں کہ: غیبت اور جھوٹ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"روزہ ڈھال ہے، پس جب تم میں کسی کا روزہ ہو تو نہ کوئی بیہودہ بات کرے، نہ جہالت کا کوئی کام کرے، اور اگر اس سے کوئی شخص لڑے جھگڑے یا اسے گالی دے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے"۔ (صحاح)

سوم:... کان کی حفاظت، کہ حرام اور مکروہ چیزوں کے سننے سے پرہیز رکھے، کیونکہ جو بات زبان سے کہنا حرام ہے، اس کا سننا بھی حرام ہے۔

چہارم:... بقیہ اعضا کی حفاظت، کہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضا کو حرام اور مکروہ کاموں سے محفوظ رکھے، اور اِفطار کے وقت پیٹ میں کوئی مشتبہ چیز نہ ڈالے، کیونکہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ دن بھر تو حلال سے روزہ رکھا اور شام کو حرام چیز سے روزہ کھولا۔

پنجم:... اِفطار کے وقت حلال کھانا بھی اس قدر نہ کھائے کہ ناک تک آجائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں، جس کو آدمی بھرے۔" (رواہ احمد والترمذی و ابن ماجہ والحاکم من حدیث مقدام بن معد یکرب)

اور جب شام کو دن بھر کی ساری کسر پوری کر لی تو روزہ سے شیطان کو مغلوب کرنے اور نفس کی شہوانی قوّت توڑنے کا مقصد کیونکر حاصل ہو گا؟

ششم:... اِفطار کے وقت اس کی حالت خوف و رجا کے درمیان مضطرب رہے کہ نہ معلوم اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوا یا مردُود؟ پہلی صورت میں یہ شخص مقرّبِ بارگاہ بن گیا، اور دُوسری صورت میں مطرود و مردُود ہوا، یہی کیفیت ہر عبادت کے بعد ہونی چاہیے۔

اور خاص الخاص روزہ یہ ہے کہ دُنیوی افکار سے قلب کا روزہ ہو، اور ماسوا اللہ سے اس کو بالکل ہی روک دیا جائے، البتہ جو دُنیا کہ دین کے لیے مقصود ہو وہ تو دُنیا ہی نہیں، بلکہ توشۂ آخرت ہے۔ بہر حال ذکرِ الٰہی اور فکرِ آخرت کو چھوڑ کر دیگر اُمور میں قلب کے مشغول ہونے سے یہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اربابِ قلوب کا قول ہے کہ دن کے وقت کاروبار کی اس واسطے فکر کرنا کہ شام کو اِفطاری مہیا ہو جائے، یہ بھی ایک درجے کی خطا ہے، گویا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رزقِ موعود پر اس شخص کو وثوق اور اعتماد نہیں، یہ انبیاء، صدیقین اور مقربین کا روزہ ہے۔

(احیاء العلوم ج:۲ ص:۱۶۸، ۱۶۹ ملخصاً)

روزے میں کوتاہیاں:

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے "اصلاح انقلاب" میں تفصیل سے ان کوتاہیوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو روزے کے بارے میں کی جاتی ہیں، اس کتاب کا مطالعہ کر کے ان تمام کوتاہیوں کی اصلاح کرنی چاہیے، یہاں بھی اس کے ایک دو اقتباس نقل کیے جاتے ہیں، راقم الحروف کے سامنے مولانا عبد الباری ندوی کی "جامع المجددین" ہے، ذیل کے اقتباسات اسی سے منتخب کیے گئے ہیں:

"بہت سے لوگ بلا کسی قوی عذر کے روزہ نہیں رکھتے، ان میں سے بعض تو محض کم ہمتی کی وجہ سے نہیں رکھتے، ایسے ہی ایک شخص کو، جس نے عمر بھر روزہ نہ رکھا تھا اور سمجھتا تھا کہ پورا نہ کر سکے گا، کہا گیا کہ تم بطور امتحان ہی رکھ کر دیکھ لو، چنانچہ رکھا اور پورا ہو گیا، پھر اس کی ہمت بندھ گئی اور رکھنے لگا۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ رکھ کر بھی نہ دیکھا تھا اور پختہ یقین کر بیٹھا تھا کہ کبھی رکھا ہی نہ جاوے گا۔ یہ لوگ سوچ کر دیکھیں کہ اگر طبیب کہہ دے کہ آج دن بھر نہ کچھ کھاؤ نہ پیو، ورنہ فلاں مہلک مرض ہو جائے گا، تو اس نے ایک ہی دن کے لیے کہا، یہ دو دن نہ کھاوے گا، کہ احتیاط اسی میں ہے۔ افسوس! خدا تعالیٰ صرف دن دن کا کھانا چھڑاویں اور کھانے پینے سے عذابِ مہلک کی وعید فرمائیں اور ان کے قول کی طبیب کے برابر بھی وقعت نہ ہو؟ انا للہ! بعضوں کی یہ بے وقعتی اس بدعقیدگی تک پہنچ جاتی ہے کہ روزہ کی ضرورت ہی کا طرح طرح سے انکار کرنے لگتے ہیں، مثلاً: روزہ قوّتِ بہیمیہ کے توڑنے یا تہذیبِ نفس کے لیے ہے، اور ہم علم کی بدولت یہ تہذیب حاصل کر چکے ہیں۔ اور بعضے تہذیب سے بھی گزر کر گستاخی اور تمسخر کے کلمات کہتے ہیں، مثلاً: "روزہ وہ شخص رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو" یا "بھائی ہم سے بھوکا نہیں مرا جاتا" سو یہ دونوں فریق بوجہ

انکارِ فرضیتِ صوم، زُمرۂ کفار میں داخل ہیں، اور پہلے فریق کا قول محض ''ایمان شکن'' ہے، اور دُوسرے کا ''ایمان شکن'' بھی اور ''دِل شکن'' بھی...

اور بعض بلا عذر تو روزہ ترک نہیں کرتے، مگر اس کی تمیز نہیں کرتے کہ یہ عذر شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ ادنیٰ بہانے سے اِفطار کر دیتے ہیں، مثلاً: خواہ ایک ہی منزل کا سفر ہو، روزہ اِفطار کر دیا، کچھ محنت مزدوری کا کام ہوا، روزہ چھوڑ دیا۔ ایک طرح سے یہ بلا عذر روزہ توڑنے والوں سے بھی زیادہ قابلِ مذمت ہیں، کیونکہ یہ لوگ اپنے کو معذور جان کر بے گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ شرعاً معذور نہیں اس لیے گناہگار ہوں گے''۔

''بعضے لوگوں کا اِفطار تو عذرِ شرعی سے ہوتا ہے، مگر ان سے یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ بعض اوقات اس عذر کے رفع ہونے کے وقت کسی قدر دن باقی ہوتا ہے، اور شرعاً بقیہ دن میں اِمساک، یعنی کھانے پینے سے بند رہنا واجب ہوتا ہے، مگر وہ اس کی پروا نہیں کرتے، مثلاً: سفر شرعی سے ظہر کے وقت واپس آ گیا، یا عورت حیض سے ظہر کے وقت پاک ہو گئی، تو ان کو شام تک کھانا پینا نہ چاہیے۔ علاج اس کا مسائل واَحکام کی تعلیم و تعلّم ہے۔

بعض لوگ خود تو روزہ رکھتے ہیں، لیکن بچوں سے (باوجود ان کے روزہ رکھنے کے قابل ہونے کے) نہیں رکھواتے۔ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ عدم بلوغ میں بچوں پر روزہ رکھنا تو واجب نہیں، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے اولیا پر بھی رکھوانا واجب نہ ہو، جس طرح نماز کے لیے باوجود عدم بلوغ کے ان کو تاکید کرنا بلکہ مارنا ضروری ہے، اسی طرح روزے کے لیے بھی... اتنا فرق ہے کہ نماز میں عمر کی قید ہے اور روزہ میں تحمل پر مدار ہے (کہ بچہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو)، اور راز اس میں یہ ہے کہ کسی کام کا دفعتاً پابند ہونا دُشوار ہوتا ہے، تو اگر بالغ ہونے کے بعد ہی تمام اَحکام شروع ہوں تو ایک بارگی زیادہ بوجھ پڑ جائے گا، اس لیے شریعت کی رحمت ہے کہ پہلے ہی سے آہستہ آہستہ سب اَحکام کا خُوگر بنانے کا قانون مقرّر کیا۔

بعض لوگ نفسِ روزہ میں تو اِفراط و تفریط نہیں کرتے، لیکن روزہ محض صورت کا نام سمجھ کر صبح سے شام تک صرف جوفین (پیٹ اور شرم گاہ) کو بند رکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ حالانکہ روزے کی نفسِ صورت کے مقصود ہونے کے ساتھ اور بھی حکمتیں ہیں، جن کی طرف قرآن مجید میں اشارہ بلکہ صراحت ہے کہ: ''لعلکم تتقون'' ان سب کو نظر انداز کر کے اپنے صوم کو ''جسدِ بے رُوح'' بنا لیتے ہیں۔ خلاصہ ان حکمتوں کا معاصی و منہیات سے بچنا ہے، سو ظاہر ہے کہ اکثر لوگ روزہ میں بھی معاصی سے نہیں بچتے، اگر غیبت کی عادت تھی، تو وہ بدستور رہتی ہے، اگر بدنگاہی کے خوگر تھے، وہ نہیں چھوڑتے، اگر حقوق العباد کی کوتاہیوں میں مبتلا تھے، ان کی صفائی نہیں کرتے، بلکہ بعض کے معاصی تو غالباً بڑھ جاتے ہیں، کہیں دوستوں میں جا بیٹھے کہ روزہ بہلے گا، اور باتیں شروع کیں، جن میں زیادہ حصہ غیبت کا ہو گا، یا چوسر، گنجفہ، تاش، ہارمونیم، گراموفون لے بیٹھے اور دن پورا کر دیا۔ بھلا اس روزے کا کوئی معتدبہ حاصل کیا؟ اتنی بات عقل سے سمجھ میں نہیں آتی کہ کھانا پینا، جو فی نفسہ مباح ہے، جب روزے میں وہ حرام ہو گیا، تو غیبت وغیرہ دُوسرے معاصی، جو فی نفسہ بھی حرام ہیں، وہ روزے میں کس قدر سخت حرام ہوں گے! حدیث میں ہے کہ:

''جو شخص بدگفتاری و بدکرداری نہ چھوڑے، خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔''

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بالکل روزہ ہی نہ ہو گا، لہٰذا رکھنے ہی سے کیا فائدہ؟ روزہ تو ہو جائے گا، لیکن ادنیٰ درجے کا۔ جیسے اندھا، لنگڑا، کانا، گنجا، اپاہج آدمی، آدمی تو ہوتا ہے، مگر ناقص۔ لہٰذا روزہ نہ رکھنا اس سے بھی اشد ہے، کیونکہ ذات کا سلب، صفات کے سلب سے سخت تر ہے۔''

پھر حضرت نے روزے کو خراب کرنے والے گناہوں (غیبت وغیرہ) سے بچنے کی تدبیر بھی بتلائی جو صرف تین باتوں پر مشتمل ہے، اور ان پر عمل کرنا بہت ہی آسان ہے:

''خلق سے بلا ضرورت تنہا اور یکسو رہنا، کسی اچھے شغل مثلاً: تلاوت وغیرہ میں لگے رہنا اور نفس کو سمجھانا، یعنی وقتاً فوقتاً یہ دھیان کرتے رہنا کہ ذرا سی لذّت کے لیے صبح سے شام تک کی مشقت کو کیوں ضائع کیا جائے؟ اور تجربہ ہے کہ نفس پھسلانے سے بہت کام کرتا ہے، سو نفس کو یوں پھسلاوے کہ ایک مہینے کے لیے تو ان باتوں کی پابندی کر لے، پھر دیکھا جائے گا۔ پھر یہ بھی تجربہ ہے کہ جس طرز پر آدمی ایک مدّت رہ چکا ہو، وہ آسان ہو جاتا ہے، بالخصوص اہلِ باطن کو رمضان میں یہ حالت زیادہ مدرک ہوتی ہے کہ اس مہینے میں جو اعمالِ صالحہ کیے ہوتے ہیں سال بھر ان کی توفیق رہتی ہے''۔

☆☆☆☆☆

رمضان المبارک کے آداب

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید نوراللہ مرقدہ'

یہ مہینہ پھر کہاں!

میرے بزرگو اور دوستو! دن بھی آتے رہیں گے اور راتیں بھی آتی رہیں گی۔ مہینے بھی آتے رہیں گے لیکن یہ مہینہ پھر نہیں آئے گا۔ یہ مہینہ نیکیوں کا موسم بہار ہے، عبادت و مغفرت کا سالانہ جشن ہے، نہ معلوم پھر میسر آئے یا کہ نہیں۔ ہمارے کتنے ہی جاننے والے گزشتہ سال ہمارے اندر موجود تھے، اور آج نہیں ہیں اور جو آج موجود ہیں نہ معلوم ان میں سے کتنے اگلے سال نہیں ہوں گے۔ پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ صحت اور فرصت کے لمحات جو ہمیں آج میسر ہیں وہ اگلے سال میسر نہ ہو! خدارا اس مہینے کی عظمت پہچانئے، ان لمحات کی قدر کیجیے، یہ وہ مہینہ ہے جس میں شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں، یہ وہ مہینہ ہے جس میں ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں جنت آراستہ کی جاتی ہے، روزانہ بے شمار لوگوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ دیا جاتا ہے، عبادت کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے، دعائیں قبول ہوتی ہیں، اللہ کا منادی پکار پکار کر کہتا ہے: اے نیکی کرنے والے آگے بڑھ جلدی کر، اور اے گناہ کرنے والے رک جا، باز آ جا، یہ گناہوں کا مہینہ نہیں، یہ تو توبہ اور مغفرت کا مہینہ ہے، ارے ظالم! لوگ اپنی گردنیں جہنم سے آزاد کرا رہے ہیں تو کیوں محروم رہتا ہے؟ اپنے مالک و خالق کے سامنے جھک جا اور دامن پھیلا کر درخواست کر:

اللھم اعتق رقابنا من النار و رقاب اٰبائنا و امھاتنا و ازواجنا و اولادنا واقاربنا وجمیع المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات اللھم اعتقھم جمیعا اللھم اعتق رقابھم من النیران

"اے اللہ! ہماری گردنوں کو جہنم کی آگ سے آزادی عطا فرما نیز ہمارے والدین آباؤاجداد، ہماری بیویوں، اولاد، عزیزو اقارب اور تمام مسلمان اور مومن مردوں اور عورتوں کو بھی اے اللہ! آزاد فرما دے، اے اللہ! انہیں جہنم کی آگ سے بچا لے"

مختصر دعا مانگنی ہو تو یہ دعا مانگو

اللھم انا نسئلك الجنة ونعوذبك من النار

"اے اللہ! ہم آپ سے جنت کی درخواست کرتے ہیں اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں"۔

رمضان کی عظمت پہچاننے والے:

جن لوگوں نے رمضان کی عظمت کو پہچان لیا تھا اور روزوں کی فضیلت کو جان لیا تھا، وہ رمضان المبارک کا ایسے انتظار کرتے تھے، جیسے کسی انتہائی قریبی اور معزز مہمان کا انتظار کیا جاتا ہے۔ مشہور تابعی معلی بن الفضل رحمہ اللہ رمضان المبارک کے بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اشتیاق انتظار کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

کانو یدعون اللہ ستة اشھران یبلغھم رمضان ثم یدعونه ستة اشھران یتقبله منھم

"چھ ماہ تک وہ یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہمیں رمضان تک پہنچا پھر بقیہ چھ ماہ تک وہ یہ دعا کرتے کہ اے اللہ ہمارے صوم و صلوۃ کو قبول فرما"۔

خود رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رجب کا چاند دیکھتے تو یہ دعا فرماتے:

اللھم بارك لنا فی رجب و شعبان وبلغنا رمضان

"اے اللہ! ہمیں رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا"۔

جب شعبان کا مہینہ آتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتیاق کا یہ عالم ہوتا کہ آپ شعبان ہی میں روزے رکھنا شروع فرما دیتے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قریب قریب شعبان کا پورا مہینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے اور جب رمضان المبارک کا مہینہ آ جاتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و تلاوت اور جود و سخا کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔

تلامذہ کا حال:

جب استاد کا یہ عمل اور یہ انداز تھا تو اس باکمال استاد کے سعادت مند تلامذہ کیوں پیچھے رہتے! وہ رمضان المبارک کا حق ادا کرتے تھے، راتوں کو قیام اور دن کو صیام ان کا دستور تھا، حالتِ سفر میں اگرچہ روزہ رکھنا فرض نہیں لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس حالت میں بھی سخت تکلیف برداشت کر کے روزہ رکھ لیتے تھے۔ اگر کبھی غلطی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے روزہ ٹوٹ جاتا تو ان پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا۔ ایک صحابی روزہ توڑ بیٹھے تو بال نوچتے ہوئے اور سینہ کوبی کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے "میں تو ہلاک ہو گیا"۔ صحابہ کرام صرف خود ہی روزے نہیں رکھتے تھے بلکہ اپنے بچوں سے بھی روزے رکھواتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی بدمست کو بازار میں کھاتے ہوئے دیکھا تو اسے سزا دی اور فرمایا:

"ہمارے بچے بھی روزہ رکھتے ہیں اور تمہارا یہ حال ہے!"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف فرض روزے ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ نفلی روزے بھی رکھتے تھے۔ حضرت زید بن سہل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلسل چالیس سال روزے رکھے اور عید کے علاوہ کسی دن کا روزہ نہیں چھوڑا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ ہر مہینے صرف تین دن روزہ رکھا کرو، لیکن انہوں نے اصرار کیا کہ مجھ سے اس سے زیادہ روزے رکھنے کی طاقت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صوم داؤدی کی اجازت دے دی یعنی ایک دن کا ناغہ دے کر دوسرے دن کا روزہ رکھو!

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اس حقیقت کو پالیا تھا کہ لذت صرف پیٹ بھر کر کھانے ہی میں نہیں بلکہ اسے خالی رکھنے میں بھی ہے۔ مزہ صرف ٹھنڈے مشروبات کے پینے ہی میں نہیں بلکہ پیاس کی تلخی برداشت کرنے میں بھی ہے۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ بے شمار لوگ ایسے ہیں جنہیں مرغن غذاؤں اور رنگا رنگ مشروبات میں وہ مزہ نہیں آتا جو اللہ والوں کو بھوکا اور پیاسا رہنے میں آتا ہے۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو ریشم و کمخواب کے بستر پر کروٹیں بدلتے ہوئے رات گزار دیتے ہیں اور انہیں نیند تو کیا اونگھ بھی نصیب نہیں ہوتی اور کتنے ہی ایسے خدا شناس ہیں جو سنگ ریزوں کے فرش پر لیٹ کر اپنی نیند پوری کر لیتے ہیں۔ کتنے ہی دولت وثروت میں ڈوبے ہوئے لوگ ہیں جو سنگ مرمر سے بنے ہوئے وسیع وعریض محلات میں بے چین رہتے ہیں اور کتنے ہی فقر آشنا اہلُ اللہ ہیں جو خس پوش جھونپڑیوں میں سکون اور راحت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

یاد رکھئے! راحت اور چیز اور اسبابِ راحت اور چیز ہیں! ضروری نہیں کہ جو راحت کے اسباب جمع کرلے اُسے راحت بھی حاصل ہو جائے! حقیقی راحت دولت سے نہیں، محلات سے نہیں، گاڑیوں سے نہیں، کارخانوں سے نہیں، خوردونوش کے سامان کی فراوانی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

جس بندے کی نظر اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہوتی ہے وہ اس کی راہ میں بھوکا اور پیاسا رہتا ہے تو اسے سکون ملتا ہے، وہ اس کی راہ میں مال لُٹاتا ہے تو اسے خوشی حاصل ہوتی ہے، وہ جان کی بازی لگاتا ہے تو اس کا دل مطمئن ہوتا ہے، وہ سب کچھ گنوا کے بھی کہتا ہے:

فزت و رب الکعبة

رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا!

اور سچی بات تو یہ ہے کہ کسی عمل میں کچھ نہیں رکھا ہے، نہ نماز میں کچھ رکھا ہے نہ روزے میں کچھ رکھا ہے، نہ جہاد میں کچھ رکھا ہے، نہ صدقہ وخیرات میں کچھ رکھا ہے، نہ حج وعمرہ میں کچھ رکھا ہے، نہ تبلیغ وتدریس میں کچھ رکھا ہے، جو کچھ ہے وہ مالکِ حقیقی کی رضا میں ہے۔ ایسی نمازیں ایسے روزے ایسے صدقات اور ایسے عمرے جن سے اس مالک کی رضا حاصل نہ ہو وہ کسی کام کے نہیں! حضرت ذکی کیفی مرحوم ومغفور کیا خوب فرما گئے ہیں

؎ عشق تسلیم ووفا کے سوا کچھ بھی نہیں

وہ وفا سے خوش نہ ہوں تو پھر وفا کچھ بھی نہیں

اور غالبؔ نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے

؎ نہ تو ہجر ہی اچھا نہ وصال اچھا ہے

یار جس حال میں رکھے وہی حال اچھا ہے

روزہ رکھنے والے دوست یاد رکھیں کہ ہم سے کوئی ایسا عمل نہ ہو جائے جو ہماری صبح سے شام تک کی بھوک پیاس کو غارت کر دے اور ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی بجائے ان کو ناراض کر بیٹھیں

؎ میرے محبوب میری ایسی وفا سے توبہ

جو ترے دل کی کدورت کا سبب بن جائے

روزہ کے آداب:

ظاہر ہے ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ اس کا دن کو بھوکا پیاسا رہنا اور راتوں کا قیام ضائع ہو جائے اور ماہِ مبارک اس کے لیے عطا کی بجائے حرمان کا سبب بن جائے۔ اگر ہم واقعی یہ چاہتے ہیں تو روزہ کے آداب کا اہتمام کرنا ہو گا۔ اگر ہم ان آداب کا اہتمام کرتے ہوئے روزے رکھیں گے تو ان شاء اللہ یہ روزے قیامت کے دن ہماری شفاعت کریں گے اور ہم "باب الریان" سے جنت میں داخل ہوں گے۔ علما اور مشائخ نے روزے کے چھ آداب بیان فرمائے ہیں:

نگاہ کی حفاظت:

روزے کا سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ نگاہ کی حفاظت کی جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے"۔

یہ تیز جا کے سیدھا دل پر لگتا ہے اور دل کو زہرناک کر دیتا ہے، دل میں تقویٰ اور ایمان کا نور اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک نگاہ کی حفاظت نہ کی جائے اور جب اللہ تعالیٰ کے خوف سے نگاہ کی حفاظت کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ دل میں ایسا ایمانی نور نصیب فرماتے ہیں، جس کی حلاوت اور لذت دل میں محسوس ہوتی ہے۔

زبان کی حفاظت:

روزے کا دوسرا ادب زبان کی حفاظت ہے، زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت بھی ہے اور امانت بھی، زبان کا صحیح استعمال ہمیں جنت میں لے جا سکتا ہے اور اس کا غلط استعمال جہنم

میں لے جانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ ترمذی شریف میں حدیث ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لوگوں کو جہنم میں چہروں کے بل ان کی زبانوں کی کرتوتیں ہی لے کر جائیں گی"۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نجات کا کیا طریقہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تین کام کر لو تم جنت میں داخل ہونے کے حق دار ہو جاؤ گے! ایک تو یہ کہ اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ دوسرے کہ یہ اپنا زیادہ وقت گھر میں گزارو (اِدھر اُدھر بازاروں میں بھی فضول نہ گھومو)۔ تیسرے یہ کہ اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

زبان کی حفاظت تو ہر حال میں ضروری ہے لیکن روزے کی حالت میں اس کی حفاظت اور بھی زیادہ ضروری ہے، اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ نے روزہ دار کو خاص طور پر فحش بات یا جہالت کی بات کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ اگر دوسرا لڑائی جھگڑے کی بات کرے بھی تو تم نہ کرو اور اس سے کہہ دو کہ میرا روزہ ہے، میں تمہاری لغویات کا جواب نہیں دے سکتا۔ خاص طور پر روزہ کی حالت میں غیبت اور جھوٹ سے بچنا بہت ضروری ہے۔ بعض علما کے نزدیک تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

کان کی حفاظت:

روزے کا تیسرا ادب کان کی حفاظت ہے۔ یاد رکھئے! جن چیزوں اور باتوں کا زبان سے نکالنا ناجائز ہے، ان کا سننا بھی ناجائز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔ کتنے ہی لوگوں کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ روزہ تو رکھ لیتے ہیں، پھر روزہ گزارنے کے لیے گانے سنتے ہیں، فلمیں اور ڈرامے دیکھتے ہیں۔ گویا کانوں اور آنکھوں کے راستے گناہوں کی غلاظت اپنے دل کے برتن میں اتارتے ہیں، بتلایئے ایسے روزے سے کیا حاصل ہوا؟ اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہم روزہ گزارنے کے لیے ایسا کرتے ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ واقعی ایسے لوگوں کا روزہ گزر جاتا ہے۔ جیسے لوگ کہتے ہیں فلاں گزر گیا یعنی مر گیا، تو ایسے ہی ان لوگوں کا روزہ بھی گزر جاتا ہے۔ کتنے خسارے کی بات ہے کہ دن بھر بھوکے پیاسے بھی رہے لیکن حاصل بھی کچھ نہ ہوا۔

تمام اعضا کی حفاظت:

روزے کا چوتھا ادب یہ ہے کہ زبان، کان اور آنکھ کے علاوہ باقی اعضا کی بھی گناہ سے حفاظت کرے۔ یہ جو اعضاء اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیے ہیں، یہ اعمال پیدا کرنے کی مشینیں ہیں! آنکھ عمل پیدا کرنے کی مشین ہے، زبان عمل پیدا کرنے کی مشین ہے، کان عمل پیدا کرنے کی مشین ہے، ہاتھ عمل پیدا کرنے کی مشین ہے، پاؤں عمل پیدا کرنے کی مشین ہے، ہماری مرضی ہے کہ ہم ان مشینوں سے اللہ تعالیٰ کی رضا والے عمل پیدا کریں یا اُس کی ناراضی والے عمل پیدا کریں۔

ہاتھوں سے کسی پر ظلم نہ کرے کسی کی چیز نہ چرائے، پیروں سے گناہ کی جگہ اور گناہ کی طرف چل کر نہ جائے، پیٹ میں حرام غذا نہ جانے دے، حرام کی مثال زہر کی سی ہے، زہر جسم کے لیے خطرہ ہے اور حرام غذا روح کے لیے خطرہ ہے۔ حرام کھانے سے دل میں کثافت پیدا ہوتی ہے، دل تاریک ہو جاتا ہے اور حرام سے جو جسم پلتا ہے اس پر جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ کم از کم رمضان المبارک میں اس بات کا اہتمام کر لیجیے کہ حرام کا ایک لقمہ بھی ہمارے پیٹ میں نہ جانے پائے، شاید اس ماہِ مقدس کی برکت سے ہمیں سال کے باقی گیارہ مہینوں میں بھی حلال روزی پر قناعت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

زیادہ نہ کھائے:

روزے کا پانچواں ادب یہ ہے کہ اگرچہ مال حلال ہو پھر بھی بہت زیادہ نہ کھائے بلکہ جب کچھ بھوک باقی ہو تو کھانا چھوڑ دے۔

صوفیا، رمضان کے علاوہ عام دنوں میں چار چیزوں کا مجاہدہ کراتے ہیں: ۱۔ تقلیلِ طعام (کم کھانا) ۲۔ تقلیلِ کلام (کم بولنا) ۳۔ تقلیلِ منام (کم سونا) ۴۔ تقلیلُ الاختلاط مع الانام (لوگوں سے کم ملنا)۔

صوفیائے کرام اپنے مریدین کو کم کھانے پر بڑے بڑے مجاہدے کرایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ فاقہ کشی کی نوبت آجاتی تھی۔ لیکن حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہ زمانہ اس قسم کے مجاہدوں کا نہیں، اب تو لوگ ویسے ہی کمزور ہیں۔ اگر کھانا کم کر دیں گے تو کئی بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

آج کے دور میں انسان ایک بات کی پابندی کر لے تو تقلیلِ طعام کا مقصد حاصل ہو جائے گا، وہ یہ کہ جب کھانا کھانے بیٹھے تو ایک مرحلہ ایسا آئے گا جب دل میں تردد پیدا ہو گا کہ اب مزید کچھ کھاؤں یا نہ کھاؤں، پس جب یہ تردد پیدا ہو جائے تو اس وقت کھانا چھوڑ دے تو تقلیلِ طعام کا منشا پورا ہو جائے گا۔

مگر یاد رکھیے کہ تقلیلِ طعام سے مسلمان کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہیے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے ضمن میں صحت کی درستی اور وزن اعتدال پر رہنے کا مقصد بھی خود بخود حاصل ہو جائے گا۔ جب عام حالات میں تقلیلِ طعام پر زور دیا جاتا ہے تو رمضان المبارک میں تو اس کا اور بھی زیادہ اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ روزہ سے مقصود قوت شہوانیہ اور بہیمیہ کا کم کرنا اور قوتِ نورانیہ اور ملکوتیہ کا بڑھانا ہے، مگر ہمارے ہاں تو جناب حال یہ ہے کہ رمضان میں لوگ جتنا کھاتے ہیں شاید غیر رمضان میں نہ کھاتے ہوں۔ افطاری

میں اتنا کچھ کھالیتے ہیں کہ پھر نمازِ عشاء اور قیام اللیل کی ہمت نہیں ہوتی اور اگر بالفرض نماز کے لیے کھڑے بھی ہو جائیں تو نماز میں اونگھتے رہتے ہیں۔

سحری میں اتنا کھاتے ہیں کہ نمازِ فجر کا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے اور پھر کمال یہ کہ اتنا کھانے کے بعد پھر سو بھی جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بخارات دماغ کو چڑھ جاتے ہیں، چنانچہ جب سو کر اٹھتے ہیں تو دماغ کے بوجھل ہو جانے کی وجہ سے کسی کام ک قابل نہیں رہتے۔ ایک جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کے لیے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے، اگر کوئی شخص بالکل کھانے پر تُل جائے تو اس سے زیادہ نہیں کہ ایک تہائی (پیٹ) کھانے کے لیے رکھے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی خالی رکھے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نوراللہ مرقدہٗ پورے رمضان المبارک میں دیکھا ہے کہ افطار و سحر دونوں وقت کی مقدار تقریباً ڈیڑھ چپاتی سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ کوئی خادم عرض بھی کرتا تو فرماتے کہ بھوک نہیں ہوتی، دوستوں کے خیال سے بیٹھ جاتا ہوں۔ اور اس سے بڑھ کر حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سنا ہے کہ کئی کئی دن مسلسل ایسے گزر جاتے تھے کہ تمام شب کی مقدار سحر وافطار بے دودھ کی چائے کے چند فنجان کے سوا کچھ نہ ہوتی تھی، ایک مرتبہ حضرت کے مخلص خادم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ نے لجاجت سے عرض کیا کہ ضعف بہت ہو جائے گا حضرت کچھ تناول ہی نہیں فرماتے تو حضرت نے فرمایا کہ الحمدللہ جنگ کا لطف حاصل ہو رہا ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا پیارا شعر ہے، فرماتے ہیں:

ندانند تن پروراں آگہی — کہ پر معدہ باشد زحکمت تہی

پیٹ بھر کر کھانے والوں کو اس بات کی خبر نہیں کہ بھرا ہوا معدہ حکمت سے خالی ہوتا ہے۔

خوف و رجا:

روزے کا بلکہ ہر عبادت کا ایک اہم ادب یہ ہے کہ انسان قبولیت کی امید رکھے مگر ڈرتا بھی رہے کہ شاید میرا قیام وصیام اور صدقہ وخیرات قبول بھی ہوا ہے یا نہیں، کیونکہ قیامت کے دن بہت سے ایسے لوگوں کو بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا جو بظاہر دنیا میں بڑی عبادت کرتے تھے مگر دل میں اخلاص نہ تھا، اللہ تعالیٰ کی رضا پیشِ نظر نہ تھی بلکہ نمود و نمائش اور ریاکاری کا جذبہ دل میں بیٹھا ہوا تھا۔ صاحبِ ایمان کا شیوہ ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ نیکی کرتا ہے، قبولیت کی امید بھی رکھتا ہے مگر ڈرتا بھی رہتا ہے کہ کہیں میری محنت ضائع نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں خرچ کرنے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

والذین یوتون ما اٰتوو قلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم راجعون

"اور جو لوگ دیتے رہتے ہیں جو کچھ دیتے رہتے ہیں اور ان کے دل اس سے ڈرتے رہتے ہیں کہ انہیں پروردگار کے پاس جانا ہے"۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں کی نشانی بتائی ہے کہ میرے راستے میں خرچ بھی کرتے ہیں اور ڈرتے بھی ہیں کہ ایک دن اللہ کے حضور پیش ہونا ہے، معلوم نہیں وہاں قبول ہوتا بھی ہے یا نہیں ہوتا اور اصل چیز تو میرے دوستو! قبولیت ہے! چھوٹا سا عمل ہو لیکن ان کی بارگاہ میں قبول ہو جائے تو ہمارے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ اور بہت بڑا عمل ہو لیکن وہاں قبول نہ ہو تو کس کام کا؟

عمل کرنے کے بعد اکڑنا، اِترانا اور جتلانا عمل کو باطل کر دیتا ہے اور عمل کرنے کے بعد ڈرتے رہنا، مزید عاجزی اختیار کرنا، اسے قبولیت کے قریب کر دیتا ہے۔

کوشش اور دعا:

آیئے ہم بھی کوشش کریں اور دعا بھی کریں کہ ہمارا رمضان المبارک ان آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے گزر جائے اور یہی دو چیزیں اہم ہیں یعنی کوشش اور دعا۔

خالی خولی دعا بھی کافی نہیں اور نری کوشش بھی کافی نہیں بلکہ دونوں چیزوں کی ضرورت ہے۔ اپنی سی کوشش بھی کرتے ہیں کہ کم از کم اس مہینے میں ہم حلال روزی پر اکتفا کر لیں، حرام کے قریب نہ جائیں، گناہوں کو یکسر چھوڑ دیں۔ آنکھ، کان، زبان کی حفاظت کر لیں، غیبت، جھوٹ اور بہتان تراشی سے باز آجائیں۔ اپنے نفس کو بہلائیں کہ میاں صرف ایک مہینے کی بات ہے، ایک مہینہ اللہ کی رضا کے مطابق گزار لو، اگر آپ اپنے نفس کو بہلانے اور گناہوں سے باز رکھنے میں کامیاب ہو گئے تو ان شاءاللہ سال کے بقیہ گیارہ مہینے بھی اسی طرح گزارنے کی توفیق مل جائے گی۔ کوشش کے ساتھ دعا بھی کرتے رہیں کہ اے اللہ! میں کمزور ہوں، چاہتا ہوں کہ ماہِ مقدس تیری رضا کے مطابق گزر جائے مگر میرا چاہنا کس کام کا، جب تک تو نہ چاہے! بس اپنے فضل و کرم سے اس مبارک مہینے کو اس طریقے سے گزارنے کی توفیق عطا فرمادے کہ مجھے تیری رضا حاصل ہو جائے، میں جہنم سے بچ جاؤں اور جنت میں داخل ہونے کا حق دار بن جاؤں۔

میرے بھائیو! آخری گزارش یہ ہے کہ اگر کسی کو اس طریقے سے رمضان المبارک گزارنے کی توفیق حاصل ہو جائے تو حیًّا ومیتًا اس گناہ گار کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ کیونکہ میں آپ کی دعاؤں کا بہت زیادہ محتاج ہوں، دامن نیک اعمال سے خالی ہے اور آخرت کا سفر بڑا مشکل ہے۔ جب مخصوص اوقات میں اپنے لیے دعا کریں تو اس ناقص انسان کے لیے بھی دعا کر دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس احسان کا بدلہ ضرور دے گا۔

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا مختصر سوانحی خاکہ

مصدر: امارتِ اسلامیہ کی اردو ویب سائٹ

پیدائش اور نسب:

ملا محمد عمر مجاہد کے والد کا نام مولوی غلام نبی، دادا کا نام مولوی محمد رسول اور پر دادا کا نام مولوی باز محمد تھا۔ ہجری شمسی سال ۱۳۳۹ بمطابق ۱۹۶۰ء عیسوی افغانستان، صوبہ قندہار، ضلع خاکریز کے گاوں چاہ ہمت کے ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ امیر المومنین کے والد مرحوم مولوی غلام نبی صاحب بھی یہیں خاکریز میں پیدا ہوئے تھے اور اسی علاقے میں مختلف حلقہ ہائے دروس میں دینی تعلیم حاصل کی تھی۔ اسی علاقے میں دینی علوم کی تدریس اور وعظ ونصیحت کے باعث لوگوں میں ایک علمی اور سماجی شخصیت کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ ملا محمد عمر مجاہد کی پیدائش کے دو سال بعد ان کے والد ضلع خاکریز سے قندہار ہی کے ضلع ڈنڈ نودی گاوں منتقل ہوگئے اور آخر تک وہیں پر لوگوں کی دینی تعلیم وتربیت میں مصروف رہے۔ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اپنے والد کی وفات کے بعد اپنے خاندان کے ساتھ قندہار ضلع ڈنڈ سے اروزگان ضلع دہراود بھیجے گئے جہاں اپنے چچاوں مولوی محمد انور اور مولوی محمد جمعہ کی زیر سرپرستی ان کی زندگی کے ابتدائی مراحل طے ہونے لگے۔

تعلیم:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ آٹھ سال کی عمر میں دینی علوم کے حصول کے لیے اروزگان ضلع دہراود کے شہر کہنہ کے علاقے میں ابتدائی دینی علوم کے ایک مدرسے میں داخل ہوئے۔ مدرسے کے سرپرست ملا محمد عمر مجاہد کے چچا مولوی محمد جمعہ صاحب ہی تھا۔ ملا محمد عمر مجاہدنے بھی اپنی ابتدائی تعلیم انہیں سے ہی حاصل کی۔ ملا محمد عمر مجاہد کے دونوں چچاؤں اور خصوصا مولوی محمد انور نے ان کی دینی تربیت میں خاص کردار ادا کیا۔ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اپنی ابتدائی اور متوسط سطح کی تعلیم اسی مدرسے میں حاصل کی۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں افغانستان میں مروجہ اعلی دینی علوم کے حصول کا آغاز کیا۔ مگر اعلی دینی علوم کے حصول کے مرحلے پر ۱۹۷۸ء کو افغانستان میں کمیونسٹوں کو اقتدار ملنے کے باعث ان کے حصول علم کا سلسلہ ادھورا رہ گیا۔

خاندان:

قبیلے کے لحاظ سے ملا محمد عمر مجاہد کا تعلق پشتون قبیلے ھوتک کی شاخ تومزی سے تھا۔ ھوتک پشتون قبیلے کی ایک بڑی شاخ ہے۔ معاصر افغانستان کی تاریخ میں معروف اسلامی شخصیت حاجی میرویس خان ھوتک کے جیسے اسلام پسند، مدبر، قومی اور جہادی رہنما کا تعلق بھی اسی قبیلے سے تھا۔ عظیم فاتح حاجی میرویس خان ھوتک رحمہ اللہ جسے افغان عوام احترام سے میرویس نیکہ کے قابل فخر نام سے یاد کرتے ہیں انہوں نے ۱۸۸۰ء میں افغانستان کو صفوی ظالموں سے آزادی دلائی اور افغانوں کے لیے ایک آزاد اور خود مختار اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا خاندان پیشے کے اعتبار سے ہمیشہ علماء اور دینی مدارس کے مدرسین رہے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالی کے دین کی خدمت، شرعی علوم کی تدریس اور مسلمانوں کی دینی اور فکری تربیت کے لیے وقف رکھی۔ اسی لیے انہیں اپنے علاقے میں بھرپور مقبولیت حاصل رہی۔ اور روحانی اعتبار سے معاشرے کی سب سے باوقار اور اجتماعی حیثیت رکھنے والی شخصیات رہیں۔ اس طرح کے علمی اور روحانی ماحول میں ملا محمد عمر کی پیدائش اور پھر علمی وفکری تربیت کرنے والے افراد کی مسلسل نگرانی میں ان کی نشو نمانے انہیں جہادی اور فکری لحاظ سے یہ صلاحیت بخشی کہ افغان معاشرے کے دیگر افراد میں سے ایک مخلص مجاہد، جان پرسوز، بااحساس اسلامی اور قومی شخصیت کے طور پر نمایاں ہو کر ابھرتے۔ اور اپنے جہادی اور اصلاحی کوششوں کے ذریعے اپنے معاشرے کو کرپشن، ظلم اور بے انصافی سے پاک کرتے اور اس ملک کو جو شکست وریخت کے دہلیز پر تھا اسے بچاتے۔ ملا محمد عمر مجاہد کا خاندان، بھائی اور چچا سب مجاہدین رہے ہیں۔ اور اب تک ان کی خاندان کے چار افراد شہید ہوچکے ہیں۔ افغانستان پر امریکی جارحیت کے پہلے روز ۷/ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو ملا محمد عمر کے چچا ملا محمد حنفی وہ پہلے شخص تھے جو امریکی جارحیت پسندوں کی بے رحمانہ بمباری میں شہید ہوگئے۔

جہادی اور تحریکی زندگی:

ملا محمد عمر مجاہد اپنی زندگی کے تیسرے عشرے میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ افغانستان میں کمیونسٹوں نے فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار حاصل کیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ اب ملا محمد عمر کی طرح ملک کے دیگر نوجوانوں کو بھی اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھنا مشکل ہوگیا۔ کیوں کہ ملحد کمیونسٹوں کا پہلا مقابلہ پورے ملک کی سطح پر علماء اور طلبہ سے تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ملا محمد عمر مجاہد نے بھی ضروری سمجھا کہ اپنی دینی تعلیم ادھوری چھوڑ کر اپنی شرعی ذمہ داری نبھانے کے لیے مدرسہ چھوڑ کر جہادی محاذ کا رخ کریں۔

یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنا جہادی سلسلہ اروزگان ضلع دہراوود میں حرکت انقلاب اسلامی کی تنظیم میں شروع کیا۔ اس ضلع میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد وہ صوبہ اروزگان کی سطح پر ایک معروف جہادی رہنما کی حیثیت سے ابھرے۔ انہوں نے اس صوبے کے مختلف حصوں میں کمیونسٹوں کے خلاف متعدد عسکری کارروائیوں میں فعال کردار ادا کیا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی اس جہادی شہرت اور جہادی کارروائیوں میں قابل ذکر کردار کی وجہ سے وہ مجاہدین میں اتنے مقبول اور پہچانے جانے لگے کہ ضلع دہراوود میں جب مختلف

علاقوں کے مجاہدین نے دشمن کے خلاف وسیع پیمانے پر گروپ حملوں کا منصوبہ بنایا تو تمام جہادی محاذوں سے آئے ہوئے مجاہدین کا مرکزی گروپ کمانڈر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ ہی کو متعین کیا گیا۔ ان کارروائیوں میں بھی انہوں نے بھرپور کامیابی دکھائی۔ انہیں جنگوں میں وہ پہلی مرتبہ زخمی ہوئے۔ انہوں نے تین سال سے زیادہ عرصہ اپنے علاقے کے مجاہدین کے ساتھ روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف آمنے سامنے جنگوں میں شرکت کی۔

ملا محمد عمر کے محاذ کے ساتھی اور قائدین کہتے ہیں کہ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اخوند اس وقت یعنی جہاد کے آغاز میں باوجود اس کے کہ کم عمر تھے۔ مگر ہر طرح کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی صلاحیت اور استعداد رکھتے تھے اور بہت اچھی صحت اور طاقت کے مالک تھے۔

اس کے بعد ۱۹۸۳ء میں اپنے جہادی ساتھیوں کے ساتھ جہادی سرگرمیوں کی نئی صف بندی اور تنظیم سازی کے لیے قندہار کے ضلع میوند گئے اور وہاں حرکت انقلاب اسلامی کے مشہور جہادی کمانڈر فیض اللہ اخندزادہ کے محاذ پر روسی جارحیت پسندوں اور ان کے کمیونسٹ کٹھ پتلیوں کے خلاف مسلح جہاد جاری رکھا۔ قندہار میں بھی بے شمار جہادی کارروائیوں میں انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ فوجی تیکنیکوں میں اچھی مہارت اور شہرت کے باعث علاقائی جہادی کمانڈروں کی سطح پر جہادی تنظیموں کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ اس طرح انہیں مولوی محمد نبی محمدی کی قیادت میں قائم حرکت انقلاب اسلامی کی تنظیم کی جانب سے انہیں مستقل گروپ اور محاذ دیا گیا جس کے وہ کمانڈر بنائے گئے۔

۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۱ء تک ملا محمد عمر مجاہد صوبہ قندہار میں ژڑی، میوند، پنجوائی اور ڈنڈ کے اضلاع جو سوویت فوجیوں کے مراکز سمجھے جاتے تھے ان کے مضافات میں تقریبا روزانہ جہادی کارروائیاں کرتے رہے۔ روز دشمن سے مڈبھیڑ ہوتی۔ اسی طرح صوبہ زابل ضلع شہر صفا اور مرکز قلات کے مضافاتی علاقوں میں کابل قندہار شاہراہ پر روسی جارحیت پسندوں کے خلاف قابل ذکر کارروائیاں کیں۔ جس میں وہ بذات خود شریک رہے۔ ملا محمد عمر مجاہد کا سب سے پسندیدہ اسلحہ جسے وہ روسی ٹینکوں کے خلاف استعمال کرتے انتہائی موثر ہتھیار «R.P.G.7» تھا۔ جسے مجاہدین راکٹ کے نام سے جانتے تھے۔ انہیں راکٹ کے چلانے میں انتہائی مہارت بھی حاصل تھی۔ یاد رہے قندہار خصوصا میوند، ژڑی اور پنجوائی کے علاقے کمیونزم کے خلاف جہاد میں وہ علاقے تھے جن کا روسی شکست میں محوری اور مرکزی کردار تھا۔ اس علاقے میں قندہار ہرات شاہراہ پر کمیونسٹوں کے اتنے زیادہ ٹینک اور گاڑیاں تباہ ہوئی تھیں کہ سڑک کے دونوں کناروں پر دشمن نے مجاہدین کے حملوں سے بچنے کے لیے ان تباہ شدہ گاڑیوں اور ٹینکوں کی دیوار سی بنالی تھی۔

ملا محمد عمر مجاہد سوویت فوجیوں کے خلاف براہ راست کارروائیوں اور جنگوں میں ۴ مرتبہ زخمی ہوئے اور آخری بار زخمی ہوئے تو ان کی داہنی آنکھ بھی ضائع ہوگئی۔

ملا محمد عمر مجاہد قندہار اور پڑوسی صوبوں کی سطح پر روسی جارحیت پسندوں اور داخلی کمیونسٹوں کے خلاف جہاد میں ایک نمایاں کمانڈر رہے۔ جنھوں نے بہت سی جہادی کارروائیوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ذیل میں روس کے خلاف جہاد کے دوران ان کے ساتھیوں کی زبانی چند واقعات کا تذکرہ بطور مثال کریں گے۔

1: صوبہ قندہار میں دشمن کی ایک نہایت اہم پوسٹ جسے "بدوانو پوسٹ" کہا جاتا تھا۔ اس پوسٹ کے ساتھ انتہائی حساس اور مضبوط جگہ پر دشمن نے ایک ٹینک کھڑا کیا تھا جس کی گولہ باری سے مجاہدین بہت تکلیف میں تھے۔ مجاہدین نے کئی بار کوشش کی کہ اس ٹینک کو گولے سے اڑادیں اور مجاہدین کو اس کی شر سے نجات دلادیں مگر بار بار کوششوں کے باوجود ایسا نہ ہوسکا۔ مجاہدین نے مدد کے لیے سنگ حصار سے ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کو بلایا۔ بالآخر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اپنے آر پی جی راکٹ سے اس ٹینک کو "بدوانو پوسٹ" کے ٹینک کے نام سے مشہور تھا نشانہ بنایا۔ اس ٹینک کی تباہی اس وقت مجاہدین کی بہت بڑی کامیابی سمجھی گئی۔

2: روس کے خلاف جہاد کے دوران قندہار محلہ جات کے علاقے میں ایک مرتبہ روسیوں سے آمنے سامنے لڑائی میں ایک اور ممتاز مجاہد ملا عبید اللہ اخند جو بعد امارت اسلامیہ کے وزیر دفاع امریکی جارحیت کے بعد امیر المومنین کے نائب رہے ان کے ساتھ مل کر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے دشمن کے اتنے ٹینک اور گاڑیاں تباہ کیں کہ اگلے دن دور سے جلے ہوئے گاڑیوں اور ٹینکوں کی قطاریں دیکھ کر دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ روسیوں کی کانوائے ابھی تک وہی کھڑی ہے اور روسی ابھی گئے نہیں ہیں۔ حالانکہ کانوائے کی اکثر گاڑیاں جل کر راکھ ہوگئی تھیں اور بقیہ فوجی اور کانوائے واپس پیچھے کی جانب اپنے مراکز کی طرف لوٹ گئے تھے۔

3: روس کے خلاف جہاد کے دوران قندہار ہرات شاہراہ پر ضلع ژڑی میں سنگ حصار کے علاقے میں روسی ٹینک گذر رہے تھے۔ اس وقت ملا محمد عمر کے ساتھ ان کے ساتھی اور بعد میں امارت اسلامیہ کے نائب مقرر ہونے والے نمایاں کمانڈر ملا برادر اخوند ان کے ساتھ تھے۔ روسی قافلے پر حملے کے لیے ان کے پاس آر پی جی کے صرف 4 گولے تھے۔ انہوں نے انہیں چار گولوں سے دشمن کے خلاف جنگ شروع کی اور راکٹ کے چار گولوں سے چار روسی ٹینکوں کو تباہ کرڈالا۔

4: ملا برادر اخوند جو جہادی سفروں میں ملا عمر کے قریب رہے کہتے ہیں کہ ملا صاحب نے اتنے زیادہ روسی ٹینک تباہ کیے ہیں کہ کثرت تعداد کی وجہ سے ساتھی اس کی صحیح گنتی نہیں کرسکتے تھے۔

۱۹۹۱ء میں ڈاکٹر نجیب کی کمیونسٹ حکومت کے خاتمے اور ملک میں تنظیمی جھگڑوں کے آغاز کے ساتھ دیگر مخلص مجاہدین سمیت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اپنا اسلحہ اتارا اور اپنے جہادی خطے قندہار ضلع میوند سنگ حصار میں گیشانو گاوں میں حاجی ابراہیم مسجد کے ساتھ

ایک دینی مدرسہ قائم کیا اور اسی مدرسے میں رہنے لگے۔ مشکلات اور مصائب سے بھرپور ۱۴ سالہ دور جہاد کے بعد ایک بار پھر اپنے چند مجاہدین ساتھیوں کے ساتھ اپنے ادھورے حصول علم کے سلسلے کی تکمیل کرنے لگے۔ یہ وہ وقت تھا جب کابل سمیت پورا ملک بے مقصد تنظیمی جھگڑوں میں جل رہا تھا۔ کچھ تنظیمی جنگجوؤں نے اپنے ذاتی مقاصد اور ہوس کے حصول کے لیے جہاد کے ذریعے حاصل کی ہوئی مقدس منزل ادھوری چھوڑ دی اور ڈیڑھ ملین افغان شہداء کی پاکیزہ خواہشات یوں ہی پامال کر دیں۔

فساد اور جنگوں کے خلاف قیام اور امارت اسلامیہ کی تاسیس:

کمیونسٹ حکومت کے خاتمے کے بعد بجائے اس کے اسلامی نظام کی تاسیس کی جاتی اور مجاہد عوام کے سالہا سال کی خواہشات کی تکمیل ہو جاتی ان کے درمیان آپس کی جنگیں شروع ہو گئیں۔ مخلص اور حقیقی مجاہدین کو ایک منظم سازش کے تحت کمزور کر دیا گیا یا کونے سے لگا یا گیا۔ کچھ جہادی تنظیمی رہنماوں نے کچھ ایسے کمیونسٹ رہنما جن کا بجائے اس کے کہ ان کا محاسبہ کرتے انہیں اپنے ساتھ ملایا اور دیگر کچھ رہنماوں نے عوام میں لوٹ مار اور ان کو بے آبرو کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ ملکی خزانے اور مشترکہ قومی وسائل کی لوٹ مار کی۔

اس طرح پورے ملک میں خانہ جنگی، فسادات اور لوٹ مار کا ایسا دور آ گیا کہ شاید افغان عوام نے اس سے قبل اس کی مثال نہ دیکھی ہو۔ مومن عوام کی جان، مال اور ناموس کو ہر وقت خطرات کا سامنا ہونے لگا۔ ملک کی شاہراہوں اور چھوٹی سڑکوں پر خود سر، جاہل اور رذیل صفت جنگجوؤں نے بیریئر اور پھاٹک بنا ڈالے۔ ہر ایک اپنی مرضی سے بے کس اور بے سہارا عوام سے نہ صرف یہ کہ پیسے لوٹتا بلکہ عوام کی عزت اور ناموس کی بھی کوئی پروانہ کرتا۔ ملک کے قومی ذخائر، مادی اور روحانی سرمائے، جہادی غنیمتوں حتیٰ کہ ملک کے جنگلات اور معدنی ذخائر کا ایسا لوٹ مار کیا گیا جس کی ماضی میں مثال نہیں ملتی۔ مومن اور مجاہد عوام جنہوں نے ۱۴ سال تک جہاد کیا تھا نہ صرف یہ کہ جہاد کے ثمرات سے محروم کیے گئے بلکہ روزانہ کی بنیاد پر ان کی زندگیاں خطرات سے دوچار ہو گئیں۔

ہنگاموں اور فتنوں کے باعث معاشرتی فساد، قتل و قتال، لوٹ مار، مظالم، وحشتیں اور مسلمانوں کی تکالیف لحظہ بلحظہ بڑھ رہی تھیں۔ ان حالات نے ان حقیقی مجاہدین کو جنہوں نے ملک کی آزادی اور سربلندی کے لیے لڑائی کی تھی شدید اذیت میں ڈال رکھا تھا۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ جو اس وقت اپنے مجاہدین ساتھیوں کے ساتھ قندہار ضلع میوند میں رہ رہے تھے۔ دیگر مجاہدین کی طرح وہ بھی گہری نظر سے حالات کو دیکھ رہے تھے۔ حالات نے انہیں بھی بہت زیادہ متفکر کر دیا تھا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ قندہار ہرات شاہراہ پر قدم بقدم پھاٹک بنا دیے گئے ہیں اور سارا سارا دن ملک کے مظلوم مسافر، خواتین، بوڑھے اور بچے ان بد اخلاق اور جاہل جنگجوؤں کے ہاتھوں لوٹے جاتے ہیں۔ ان کی عصمت دری ہوتی ہے۔ اس دور میں قندہار میں ظالمانہ ٹیکس کے پھاٹک اتنے زیادہ ہو گئے تھے کہ جو لوگ ہرات سے قندہار ضلع ویش بارڈر تک سامان لے کر جاتے وہ اپنا سامان ہرات سے لا کر میوند میں اتارتے اور عام شاہراہ کی بجائے ریگستانوں کے راستے انتہائی تکلیف سے ویش بارڈر تک پہنچاتے۔ تاکہ ان پھاٹکوں کے شر سے محفوظ رہیں۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور ان کے مجاہد ساتھیوں کو قندہار کے حالات بھی معلوم تھے۔ جہاں خود سر مسلح لوگوں نے شہر کو گلی گلی آپس میں تقسیم کیا تھا۔ بیت المال کی املاک کو ہمیشہ لوٹ کر بیچ دیا جاتا۔ حکومتی زمینوں پر ذاتی مارکیٹیں قائم کی گئیں۔ اس کے باوجود وہ آپس میں ہمیشہ لڑتے رہتے جس میں اکثر اوقات عوام نشانہ بنتے اسی فساد نے جس کا کوئی خاتمہ بھی نظر نہ آتا تھا مجاہدین کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ فسادات کے خاتمے اور عوام کے جان و مال کے تحفظ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور اپنی استطاعت کے مطابق ہمت سے کام سے لیں۔

مجاہدین نے آپس میں مشاورتیں اور اجلاس بلائے۔ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں نے پہلا اجتماع قندہار ضلع پنجوائی کے علاقے زنگاوات میں علاقے کے مشہور علماء اور مشائخ کے ساتھ منعقد کیا۔ روس کے خلاف جہاد کے دور میں مجاہدین کے مرکزی قاضی مولوی سید محمد صاحب (جو مولوی پاسنی کے نام سے مشہور تھے) نے ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ سے کہا کہ وہ فساد کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں ہم سب تمہاری حمایت کریں گے۔

اسی اجلاس میں ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اسلامی تحریک کی بنیاد رکھی اور ۱۵ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ کو فساد اور ظلم کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا گیا۔ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں اسلامی تحریک نے فساد اور ظلم کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ جس کی پکار پر عوام اور حقیقی مجاہدین نے وسیع پیمانے پر لبیک کہا۔ پہلے قندہار اور پھر افغانستان کے اکثر حصوں سے فسادیوں اور مسلح لوگوں کا صفایا کیا۔

اس وقت جب ملک کے اکثر حصے طالبان کے زیر تسلط آ گئے تھے ۱۵ ذی قعدہ ۱۴۱۶ھ کو افغانستان بھر کے علمائے کرام کا ایک اجتماع جن کی تعداد ۱۵۰۰ تھی قندہار میں منعقد کیا گیا جس میں تمام علماء نے متفقہ طور پر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے امارت کی تائید کی اور انہیں امیر المومنین کا خطاب دیا۔ ۱۳۷۵ ہجری شمسی سال کے میزان کی چھ تاریخ کو افغانستان کا دارالحکومت کابل بھی امارت اسلامیہ کے زیر تسلط آ گیا۔ جس کے بعد افغانستان کے تمام مرکزی اور شمالی علاقوں سمیت ۹۵ فیصد علاقے میں امارت اسلامیہ کی حاکمیت مضبوط ہو گئی۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں امارت اسلامیہ افغانستان نے افغانستان میں شریعت کی بنیادوں پر قائم اسلامی نظام قائم کیا۔ جہاں ایک طویل عرصے بعد ایک بار پھر اسلامی نظام کے قیام کی ایک زندہ مثال پیش کی۔ ملک کو شکست و ریخت اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے

سے بچایا۔ عام لوگوں سے اسلحہ چھین کر ملک کو اسلحہ سے پاک کیا اور اس طرح ایک بے مثال امن قائم کیا۔ حالانکہ اقوام متحدہ سمیت پوری دنیا اس سے گھبرا رہی تھی۔ عالمی کفر کی جابر قوتوں سے شریعت اور امارت کی یہ حکومت برداشت نہ ہو سکی اس لیے اس کے خلاف دشمنی پر مبنی موقف اختیار کیا گیا اور بے جا طور پر بہانے تراشنے کی کوشش کی گئی۔ یہاں تک کہ آخر کار اس ملک پر مشترکہ فوجی جارحیت اور حملہ کیا گیا۔

ملا محمد عمر مجاہد کی قائدانہ شخصیت:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ ایک قائدانہ شخصیت کے مالک اور اپنی ایک خاص طبعیت اور سلیقہ رکھتے تھے۔ انہیں دنیا بھر کے دیگر حکام اور بلند مرتبت شخصیات کے برعکس خود نمائی اور دکھلاوے سے شدید نفرت تھی۔ بے ضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ مگر ضرورت کے وقت ان کی باتیں انتہائی پختہ، سوچی سمجھی اور معقول ہوتی تھیں۔ مثال کے طور پر افغانستان پر امریکی جارحیت کے آغاز کے موقع پر امارت اسلامیہ کے خاتمے اور پروپیگنڈے کے ذریعے مجاہدین کا حوصلہ کمزور کرنے کے لیے امریکا کی کوششیں انتہائی تیزی سے جاری تھیں ۔ پوری مغربی دنیا کی ذرائع ابلاغ اور ریڈیو اور ٹی وی چینلز اسی کام کے لیے وقف کر دیے گئے تھے۔ مگر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے ان تمام شیطانی پروپیگنڈوں اور دشمن کی تمام کوششوں کے مقابلے میں انتہائی اطمینان، پر اعتماد لہجے اور پر عزم حوصلہ کے ساتھ سادہ اور عام فہم الفاظ میں اپنی قوم کو اطمینان دلایا اور معنی خیز پیغام دیا کہ:

> "اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالی کے سامنے امریکا اور ایک چیونٹی دونوں ایک برابر ہیں۔ امریکا اور اس کے اتحادیوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ امارت اسلامیہ ایسا نظام نہیں کہ اس کا امیر ظاہر شاہ کی طرح روم چلا جائے گا اور فوج تمہارے سامنے ہتھیار ڈال دے گی۔ بلکہ یہ جہاد کے منظم محاذ ہیں"۔

اگر تم شہروں اور دارالحکومت پر قابض ہو بھی جاؤ۔ اسلامی حکومت کو گرا بھی دو تو ہمارے مجاہدین دیہاتوں اور پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔ تب پھر تم کیا کرو گے؟ پھر کمیونسٹوں کی طرح ہر جگہ مارے جاؤ گے۔ تم جان لو کہ بد انتظامی اور جنگ پیدا کرنا آسان ہے مگر اس بد انتظامی اور جنگ کا خاتمہ کرنا اور ایک نظام قائم کرنا بہت مشکل ہے۔ موت برحق ہے اور سب کو آئے گی، امریکا کی حمایت میں بے ایمانی اور بے غیرتی کی حالت میں موت آئے تو اچھا ہو گا یا اسلام میں، ایمان کے ساتھ اور غیرت کی حالت میں آئے زیادہ بہتر ہو گا؟

ممکن ہے اس وقت بہت سے لوگ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا یہ خالص عقیدے پر مبنی بیان بہت سے لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا ہو مگر ابھی جب اس غیر متوازن جنگ کو تقریباً چودہ سال ہو رہے ہیں اور امریکا سمیت ناٹو اتحاد اور ان کے دیگر تمام اتحادی ملا محمد عمر کے تہی دست مگر اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم مجاہدین کے مقابلے میں واضح طور پر شکست کھا رہے ہیں۔ حضرت کے اس تاریخی بیان کی حقیقت سمجھ چکے ہوں گے۔

اسی طرح انہوں نے امریکی جارحیت کے آغاز میں افغان عوام سے ایک ریڈیو خطاب میں جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا:

> "اسلحہ موت دے سکتا ہے مگر موت سے بچا نہیں سکتا"۔

یہ جملہ اس وقت کچھ لوگوں کو ایک بے مفہوم ترکیب نظر آ رہی تھی مگر آج سترہ سالوں میں اس مضمون کا عینی مصداق عالمی دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ جارح قوتوں نے اپنی جدید ٹیکنالوجی اور اسلحہ سے بہت سے لوگوں کو مارا مگر اپنے آپ کو موت سے نہیں بچا سکے اور سترہ سال سے مسلسل غیور مجاہدین کے ہاتھوں مر رہے ہیں، زخمی ہو رہے ہیں یا گرفتار کیے جا رہے ہیں۔

اور یہ ایک عینی واقعہ ہے کہ اب جدید وسائل اور ٹیکنالوجی سے مسلح مغرور قوتیں بھی افغانستان میں اپنے ہزاروں فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کر رہی ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ زیادہ بولنے سے کم عمل زیادہ اچھا ہے۔ ان کی زندگی تکلفات سے پاک تھی۔ ان کی سادگی اور بے تکلفی ان کی زندگی کے تمام پہلو پر حاوی تھی۔ سادہ لباس، سادہ خوراک، بے تکلف گفتگو، بے تکلف اٹھنا بیٹھنا ان کی فطری عادتیں تھیں۔ تکلف، متکلف شخص اور متکلفانہ چال چلن انہیں بالکل پسند نہیں تھیں۔ وہ دوٹوک پن، تدبر اور اخلاص کو کام کی ترقی کے بنیادی اسباب قرار دیتے تھے اور ساتھیوں میں انہیں وہ شخص پسند ہوتا جو مدبر مخلص اور صاف گو ہوتا۔ اسی طرح انہوں نے مشکلات، مصائب اور آزمائشوں کا خود کو عادی بنا دیا تھا۔ ہر طرح کے بڑے حادثے اور مشکلات میں ان کا رد عمل معمول کا سا ہوتا تھا۔ خوف اور گھبراہٹ کا ان کے دل میں گذر بھی نہ ہوتا۔ خوشی اور پریشانی، کامیابی اور ناکامی ہر حال میں خود پر بہت زیادہ کنٹرول رکھتے مطمئن رہتے تھے۔

علماء اور بزرگوں کا احترام کرتے تھے۔ سنجیدگی، وقار، حیا، ادب، متقابل احترام، ہمدردی، ترحم اور اخلاص ان کے طبعی خصائل تھے۔ مضبوط عزم اور تمام امور میں ایک اللہ پر توکل اور اللہ تعالی کی قائم کردہ اقدار پر سچا اعتماد ان کی زندگی کی خاص خصوصیات تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ماننے والوں اور مجاہدین کے دل میں ان کے لیے ایسی محبت موجود ہے جس کا تعلق نہ ظاہری منصب کے ساتھ ہے اور نہ مادی وسائل کے ساتھ۔ ابھی جب جارحیت پسندوں کی جانب سے افغانستان پر قبضہ کے تیرہ سال گذر چکے ہیں ان کی قیادت میں کام کرنے والے عام مجاہدین انہیں بالمشافہ دیکھے بغیر صرف ان کے صوتی اور مکتوباتی حکم کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ اس کی تعمیل کے لیے اپنی جان بھی قربان کرنے کو بھی تیار ہوتے تھے۔

عالم اسلام کے مسائل کے حوالے سے اہتمام:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ تحریک اسلامی طالبان کے موسس اور مسلمانوں کے ایک رہنما کی حیثیت سے امت مسلمہ کے مسائل کے حوالے سے خاص اہتمام کرتے تھے۔ مسلمانوں کے قبلہ اول مسجد اقصیٰ اور فلسطینی مسلمانوں کے برحق موقف اور دنیا بھر میں دیگر اس طرح کے مقامات پر عالم اسلام کے موقف کا انہوں نے ہمیشہ دفاع کیا۔ وہ غاصب صہیونیوں سے مسجد اقصیٰ کی آزادی ہر مسلمان کی شرعی ذمہ داری سمجھتے تھے۔ ملا محمد عمر مجاہد امت مسلمہ کے درد سے دردمند رہنما تھے۔ مسلمان بھائیوں کے ساتھ اخوت، ہمدردی، ایثار اور تعاون صرف ان کا نعرہ نہیں تھا بلکہ اس دعویٰ کو انہوں نے ہمیشہ عملاً ثابت کیا۔

ذاتی زندگی:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی زندگی کا اکثر حصہ دینی علوم کے حصول، مطالعہ، جہاد، دعوت اور اسلام کی خدمت میں گذارا۔ افغانستان کے معاصر حکام میں سے شاید سب سے زیادہ غریب اور بیت المال کا مال استعمال نہ کرنے والے شخص تھے۔ کیوں کہ نہ گذشتہ جہاد کے دور میں انہوں نے اپنے جہادی اثر ورسوخ کو بروئے کار لا کر اپنی ذاتی زندگی کے لیے کچھ حاصل کیا اور نہ افغانستان پر امارت اسلامیہ کے ۷ سالہ دور حکومت میں ایسا کوئی اقدام کیا۔ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے پاس ملکیتی کوئی مکان نہیں تھا اور نہ ہی بیرون ممالک کی بینکوں میں ان کی کوئی نقد رقم رکھی ہوئی تھی۔ ۱۹۹۹ء میں اقوام متحدہ کے سلامتی کونسل کی جانب سے افغانستان پر ظالمانہ یک طرفہ اقتصادی پابندیاں عائد کی گئیں اور بیرون ممالک کے بینکوں میں طالبان قائدین کے مالی حساب کتاب کی جانچ پڑتال کا حکم دیا گیا۔ ملا محمد عمر مجاہد امارت اسلامیہ کے امیر کے طور پر امارت اسلامیہ کے سب سے بڑے رہنما تھے، ان کے ذاتی یا فرضی کسی نام سے افغانستان کے باہر یا اندر کسی بینک میں کوئی اکاونٹ موجود نہیں تھا۔

امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں ان کا رہائشی مکان دشمنوں کی جانب سے خطرناک حملوں کا نشانہ بنا۔ جس سے ان کے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ ساتھ بہت سے دیگر لوگ بھی شہید ہوئے۔ اس لیے امارت اسلامیہ کے کچھ رہنماوں نے ان کی حفاظت کی خاطر قندہار شہر کے شمال مغرب میں "باباصاحب کو تل" کے زیریں علاقے میں جہاں قریب قریب میں کوئی عام آبادی نہیں تھی ان کے لیے ایک رہائشی مکان اور امارت اسلامیہ کے مرکزی امیر کا دفتر تعمیر کروایا۔ جو تصرف کے اعتبار سے بیت المال کے عمومی املاک میں سے سمجھا جاتا تھا نہ کہ ان کی ذاتی ملکیت۔

۱۹۹۶ء میں ملک کے ۱۵۰۰ بااثر علماء اور مشائخ کی جانب سے جب انہیں امارت اسلامیہ کے امیر المومنین کا لقب دیا گیا تو انہوں نے خوشی کا اظہار نہیں کیا بلکہ اتنا روئے کہ ان کے کندھے پر موجود چادر آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور آخر میں انہوں وہاں موجود علماء سے اپنے تاریخی خطاب میں کہا: "اے علماء! آپ اپنے شرعی علم کی بناء پر انبیاء کے وارث کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ لوگوں نے آج جو بھاری ذمہ داری میرے کاندھوں پر ڈالی ہے درحقیقت اس کی استقامت یا انحراف کی ساری ذمہ داری سب آپ پر ہے۔

اے ہمارے اساتذہ کرام اور قابل قدر علماء! خدانخواستہ اگر ہم سے مسلمانوں کی اس بڑے امانت میں کوئی تقصیر یا انحراف ہو جائے اس کی درستگی اور اصلاح آپ کی شرعی ذمہ داری ہے۔ آپ لوگ اپنے شرعی علم کی روشنی میں طالبان مجاہدین کی استقامت اور انہیں راہ حق پر چلنے کی راہنمائی کریں گے۔ اگر طالبان سے اسلامی احکام کے نفاذ کے حوالے سے کوئی کوتاہی یا انحراف کا ارتکاب ہو جائے اور تم اسے دیکھ لو اور اصلاح کے لیے کچھ بھی نہ کہو تو اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے ہاں ساری آپ پر ہوگی اور میں سوال وجواب کے دن تمہارا گریبان پکڑوں گا۔

طبیعت اور شخصی مزاج:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اپنی خاموشی کے ساتھ ساتھ ایک خاص ظرافت اور خوش طبعی کا مزاج بھی رکھتے تھے۔ وہ کسی بھی شخص کو جوان سے کتنا ہی کم عمر کیوں نہ ہو خود کو بڑا نہیں سمجھتے تھے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کا سلوک انتہائی محبت آمیز، صمیمانہ، مشفقانہ اور باہمی احترام کا ہوتا تھا۔ مجالس میں اکثر جہاد کے حوالے سے بیان اور گفتگو کرتے تھے۔

امریکی جارحیت کے بعد:

موجودہ شدید ترین سیکیورٹی حالات اور دشمن کی جانب سے ان کی شدید نگرانی کی وجہ سے ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے روزانہ کے معمولات اور امارت اسلامیہ کے زعیم کی حیثیت سے جہادی امور کی نگرانی اور تنظیم سازی کی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

وہ اپنے کام کے دن کا آغاز اللہ تعالیٰ کی عبادت اور قرآن کریم کی تلاوت میں سے کرتے۔ فرصت کے لمحات میں قرآن کریم کے مختلف تفاسیر کا مطالعہ کرتے۔ جارحیت پسندوں کے خلاف جہادی امور کی نگرانی پوری باقاعدگی سے کرتے۔ جہادی اور عسکری امور کی ترتیب اور سنبھالنے کے لیے اپنے متعینہ طریقہ کار کے مطابق جہادی کمانڈروں کو احکامات اور توجیہات صادر کرتے۔ جہادی نشریاتی ذرائع اور عالمی میڈیا کا بھرپور مطالعہ کرکے جارح دشمن کے خلاف جہادی کامیابیوں اور دیگر موضوعات کے متعلق معلومات حاصل کرتے۔ اور اسی طریقے سے ملک کے اندرونی اور عالمی دنیا کے حالات سے خود کو باخبر رکھتے تھے۔ یہی مصروفیات ان کی یومیہ روزمرہ زندگی کا بنیادی مشغلہ تھیں۔

انہوں نے امارت اسلامیہ کے زعیم کی حیثیت سے باوجود اس کے کہ دشمن کی جانب سے ان کی شدید تلاش جاری تھی۔ ان کے سر کا انعام دس لاکھ ڈالر بھی رکھا گیا تھا۔ مگر وہ کبھی افغانستان سے باہر نہیں گئے۔ یہاں تک کہ اسی جہادی تحریک کے دوران لاحق شدہ بیماری کے باعث انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

☆☆☆☆☆

ملا محمد عمر مجاہد: امت مسلمہ کے لیے کیا کر گزرے؟

حسن مومند

جو دن اس تحریر کو لکھنے اور ذمہ داران تک پہنچانے کا تھا وہ تو گذر گیا مگر میں بیچارہ آج ہی شروع کر پایا۔ اس کی وجہ نہ غفلت تھی اور نہ اس سے زیادہ کوئی اور اہم کام تھا۔ لیکن چونکہ یہ تحریر عصر حاضر کی اس عظیم شخصیت کے متعلق تھی جس کے کارنامے رہتی دنیا تک یاد رہیں گے تو ان کے حوالے سے میں اپنے کم تر استعداد، اور کمزور قلم سے کچھ لکھنے کی کوئی جرات نہ کر سکا۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ ہمارا مرتبہ اور درجہ ان سے بہت نیچے ہے۔ اب زمین آسمان کی بلندی کیسے بتا سکے گی اور کیا دوسروں کو سمجھا سکے گی۔

جس شخصیت سے محبت میں بڑی عبادت سمجھتا تھا اور اس محبت پر آج بھی میں فخر کرتا ہوں اور اللہ تعالی سے اس پر اجر کا خواستگار بھی ہوں۔ ایسی شخصیت کی وفات اور ابدی فراق کا دل کو یقین دلانا اور حفظہ اللہ کی جگہ ان کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ لکھنا آسان نہیں ہے۔ دل کا حال صرف اللہ تعالی جانتا ہے۔ جو کچھ دل پر گذر تا ہے وہ تو بیان سے باہر ہے۔ لیکن چونکہ اس حوالے سے کچھ لکھنا بھی عشق کا تقاضا ہے تو میں خود پر فرض اور امیر المومنین رحمہ اللہ کا قرض سمجھتا ہوں اس لیے آج اپنا شکستہ قلم پھر سے سنبھال رہا ہوں۔ اللہ تعالی سے صحیح لکھنے کی توفیق اور اجر مانگتا ہوں۔ یہ کمزور سا ہدیہ امیر المومنین رحمہ اللہ کی مبارک روح کی نذر کرتا ہوں۔

جی ہاں! امیر المومنین! یہ بہت چھوٹا سا تحفہ ہے تم بہت کچھ کے حق دار ہو اور ہم آپ کے بہت زیادہ مقروض ہیں۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد! اسلامی دنیا پر مسلط حکمران سیکولرازم کے سیلاب میں بہہ چکے ہیں۔ پوری اسلامی دنیا میں صرف آپ ہی تھے جو منبر و محراب سے اٹھے تھے۔ اور اللہ یہ ہمت دی تھی کہ ایک مسلمان رہنما کی طرح اپنا نظام خالص اسلامی اصولوں کے مطابق بنایا تھا۔ اور سیاست کو بھی پھر سے اسلامی بنا دیا تھا۔ سیاست اور نظام میں سیکولرازم اور دیگر کفری نظریات کی مداخلت رد کر دی۔ اور دنیا کو ایک بار پھر یہ ثابت کر کے دیا کہ اگر مسلمان چاہے تو اپنی ذاتی زندگی میں بھی مسلمان ہو سکتا ہے اور معاصر کفری نظریات اور اصولوں سے الگ اپنا نظام اسلامی بنا سکتا ہے۔

ملا محمد عمر مجاہد! ایک سچے مسلمان رہنما کی حیثیت سے کفری دنیا کی ساری قوت سے ایک آپ ہی تھے جو نہ ڈرے۔ عالمی نظام اور اتحادی ممالک کے کفری قوانین سے مرعوب نہ ہوئے۔ بڑے طاغوتی ممالک کے ساتھ کسی کفری، عسکری یا سیاسی معاہدے میں شامل نہ ہوئے۔ نہ مشرق اور مغرب کو اپنے قریب کرنے اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے اپنے نظام میں غیروں کے قائم کردہ معیاروں کی رعایت کی۔ نہ کسی کی سیاسی، اقتصادی اور عسکری پابندیوں اور دھمکیوں کے سامنے جھکے۔

یہ سب کچھ سادہ مزاجی یا معاصر دنیا کے سیاسی حالات سے لاعلمی کی بنیاد پر نہیں تھا جس طرح کہ کچھ غیروں کے پلے ہوئے کوتاہ فکر لوگوں کا خیال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سادہ یا لاعلم نہیں تھے۔ بلکہ وہ ایک سچے مسلمان رہنما تھے جو دینی ہدایات اور تعلیمات سے واقف اور شریعت کے مزاج سے باخبر تھے۔ اسلام کے حقیقی روح سے واقف ایک مضبوط اور شعوری مسلمان تھے۔ جو کسی بھی صورت میں اسلام اور اسلامی سیاست میں پیوندکاری تسلیم کرنے کے حق میں نہ تھے۔

وہ ایک ذمہ دار قابل قدر مسلمان تھے۔ اور ان کا اس بات پر ایمان تھا کہ جس طرح ایک مسلمان کا دین اور عقیدہ اسلامی ہونا ضروری ہے اسی طرح اس کی سیاست اور اس کا نظام بھی اسلامی ہونا ضروری ہے۔

باوجود اس کے کہ ہمارا معاشرہ مذہبی معاشرہ ہے اور ہر جارحیت پسند قوت سے دفاع اور آزادی میں دینی علماء کا بڑا حصہ ہے۔ مگر سیاست پر سیکولرازم کے عملی تسلط کی وجہ سے کمیونسٹ انتظامیہ سے قبل علماء نظام اور حکومت سے دور تھے۔ عملی سیاست میں انہیں کوئی کردار نہیں دیا جاتا تھا۔ ملک کے سیاسی، عسکری اور اجتماعی حکومت کے معاملات دین سے بے خبر لوگ یا دین کے باغی اور سرکش سیاست دان، دین دشمن جابر بادشاہ اور غیروں کے غلام لبرل فاشسٹوں کے ہاتھ میں تھے۔

انہیں دین سے باغی اور حکام نے ملک میں ایسا نظام اور ایسے قوانین بنائے جس کے ذریعے مسلمان عوام کو ذلت، سیاسی استبداد، معاشرتی بے انصافی اور اجتماعی فسادات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس خوف سے کہ کہیں ان کے خود ساختہ قوانین کا زوال نہ ہو جائے، اسلام اور حاکمیت کا راستہ رک جائے، علماء اور دیندار عوام کے خلاف غیر اعلانیہ خفیہ جنگ جاری رکھی اور ہمیشہ انہیں دباؤ میں رکھا۔ جس کے نتیجے میں علماء اور دینی حاکمیت کے لیے تیار اور ذمہ دار لوگ نظام اور حکومت سے دور اور سیاسی معاملات سے بے بہرہ اور کورے ہو گئے۔ یہ حالات نہ صرف افغانستان بلکہ پوری اسلامی دنیا پر رہے اور اسلامی جماعتوں نے ان حالات سے عوام کو نکالنے کے لیے کوششیں بھی کیں۔ مگر چونکہ یہ کوششیں خالص اسلامی انقلابی اقدامات اور جہادی سٹریٹجی کے ذریعے نہ تھے اس لیے اس میں کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ اور کچھ لوگ تو جمہوریت کے ساتھ مختلف شکلوں میں

جڑنے لگے، خود اقتدار کے مختلف گوشوں میں جگہ بنائی اور افسوس یہ ہے کہ اسی کو اپنے ہدف میں کامیابی سمجھا گیا۔

مگر عظیم فراست کے مالک اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر متوکل ملا محمد عمر مجاہد نے ایسا نہیں کیا۔ سیکولر ازم کے بے دینی پر قائم تمام اصول رد کر دیے۔ شرعی رہنمائی اور فطرت کے اصولوں کے مطابق نظام اور سیاسی معاملات کی باگ ڈور پھر سے علماء، مجاہدین اور دیندار لوگوں کے ہاتھ میں دے دی۔ اور نظام کو دین دشمن عناصر سے پاک کر دیا۔

جس معاشرے میں لوگ کہتے تھے کہ "ملا حکومت کے طریقے کیا جانتا ہے"۔ اسی معاشرے میں ملا محمد عمر مجاہد نے ملا اور مجاہد کو وزیر اعظم، صدر، گورنر، وزیر، ضلعی گورنر، پولیس سربراہ، قاضی، اٹارنی جنرل، سیاستدان، سفارت کار، صحافی، ادیب اور مبصر بنا دیا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے ملا اور معاشرے کے درمیان ٹوٹا ہوا رشتہ پھر سے ایسا جوڑا کہ اسے توڑنے میں دنیا کی کوئی قوت اس میں کامیاب نہ ہو سکی اگرچہ انہوں نے اپنے تمام تر وسائل اس راہ میں استعمال کیے۔

اسی مضبوط رابطے کی برکت سے عالمی کفر شکست کھا گیا۔ ملا اور طالب عالم قوتوں کے خلاف برسرپیکار ہے اور نہ صرف عوام بلکہ پوری امت ان کے پشت پر ہے۔ یہ ملا محمد عمر مجاہد ہی تھے جنہوں نے سیاسی، فکری اور عسکری لحاظ امریکا اور دیگر مغربی ممالک کے مفادات کے تحت بننے والی یک قطبی دنیا کو پھر سے ایسے دو قطبوں میں تقسیم کر ڈالا جس کا ایک قطب پورے مغربی اتحاد اور سیکولر نظریات سے بنا ہے اور دوسرے قطب پر سیدھا سادہ مجاہد، غریب ملا اور اس کی فکر کھڑی ہے۔

ملا کے اس فکر نے پوری دنیا میں ایسے ذمہ دار مسلمان، مجاہد نسل اور جہادی تیوری سامنے لائی جس نے پوری کفری دنیا کو گھبراہٹ کا شکار کر دیا۔ بڑی عسکری قوتوں کو چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اب یہ ایسی قوت بننے والی ہے جس کا مقابلہ پوری دنیا نہیں کر سکتی۔

یہ سب کچھ ان کے ہاتھوں حادثاتی طور پر ظہور نہیں ہوا بلکہ یہ سب کچھ کرنے کے لیے ان کے عزائم تھے۔ مسلمانوں نے طویل عرصے سے ایسے ایک سچے اور حقیقی مسلمان حاکم کا نمونہ نہیں دیکھا۔ طویل مدت سے خاندانی موروثیت، فوجی بغاوت، غیروں کے مسلط کردہ حکام یا مغربی جمہوریت کے انتخابات کے ذریعے اقتدار تک پہنچے۔ اسلامی دنیا کے تمام تر حکام مشرق یا مغرب کے ایسے فکری غلام تھے جنہوں نے اپنی سیاست اور اقتصادی نظاموں کو سرمایہ داریت یا اشتراکی نظام کے تابع کر رکھا تھا۔ دین کا کوئی التزام نہیں تھا۔ مسلمانوں کی طرح ان کی ظاہری وضع قطع بھی محکوم اقوام کو دھوکہ دینے کے لیے تھا۔

فکری لحاظ سے اسلامی دنیا کے یہ سیکولر حکام اپنے مفادات اور قوت کی بقا اور دوام کے لیے ہر کام جائز سمجھتے، ان کی شکل وصورت مسلمانوں والے نہیں تھے اور عمل میں بھی کفار سے زیادہ کفر کے وفادار ہوتے اور پوری طرح سے غیروں کی ثقافت کے آئینہ دار ہوتے مگر موجودہ زمانے کے حکام کے برعکس ملا محمد مجاہد ایک سچے مسلمان حاکم کا نمونہ تھے۔ شکل وصورت کے اعتبار سے شریعت اور افغان روایات پر پورے اترتے تھے۔ وہ فکری اعتبار سے کسی غیر نظام قطب سے بندھے ہوئے نہیں تھے۔ بلکہ قوم کے درمیان میں مسجد اور محراب سے اٹھنے والے ایک دیندار اور باشرع شخص تھے۔ شریعت سے واقف، دین کے تقاضوں اور روح سے واقف اور شریعت کے نفاذ کے لیے تیار رہنما تھے۔

باوجود اس کے کہ ملا محمد عمر مجاہد ایک مثالی قوی رہنما تھے۔ مگر کبھی وہ اپنی اس قوت پر غرور کا شکار نہیں ہوئے۔ نہ دنیا کے ڈکٹیٹرز کی طرح سارے فیصلے خود ہی کیے۔ وہ ایک متواضع اور منکسر المزاج رہنما اور حاکم تھے۔ ہر وقت اپنے فیصلے علماء شریعت سے پوچھ کر اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ کر کے اس پر عمل درآمد کرتے۔ تمام اہم فیصلوں کے لیے ہفتے میں ایک بار انہیں رہنماؤں اور علماء سے مشاورت کرتے۔

ملا محمد عمر مجاہد اسلامی دنیا کے موجودہ دیگر حکام اور سیاستدانوں کی طرح فریب سے بھرپور معاصر مغربی سیاسی فلسفے اور مکار سیاسی فلاسفروں کے نظریات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ اور یہی ان کے اسلامی افکار اور خالص اسلامی سیاست کا راز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق، فاروق اعظم، علی المرتضی، عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر اسلاف کا راستہ ہی ان کے عقیدے اور سیاسی افکار کا اصل منبع تھا۔ اور ان کے سادہ مگر پختہ اور خالص افکار ہی ان کی پالیسی اور روڈ میپ تھے۔ اور اسی لیے آخری سانس تک شریعت کے التزام کو ساری دنیا اور دنیا کے لوگوں اور ان کے فرمائشات پر ترجیح دی۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے طالبان تحریک کے نام سے جس تحریک کی بنیاد رکھی اور تقریبا دو عشروں تک اس تحریک اور افغانستان میں قائم امارت کی قیادت کی۔ اس تحریک نے انتہائی مایوسی اور مشکلات کی حالت میں مسلمانوں کی وہ بے مثال خدمت کی جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتے۔

جارحیت پسند روسیوں کے خلاف ہونے والے جہاد اور ہجرت میں افغانوں نے شدید مشکلات برداشت کیں۔ بڑی قربانیاں دیں ڈیڑھ ملین افغان عوام شہید ہوگئے اور تمام مسلمانوں کی امیدوں کے مطابق یہاں انصاف اور امن سے بھرپور خالص اسلامی نظام نافذ ہونے لگا۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے سرکش لوگوں نے ان بڑی قربانیوں کو نہیں دیکھا۔ جہاد کے مقاصد مدنظر نہ رہے اور وہی کچھ کیا جو عالمی کفر چاہتا تھا۔ اقتدار کی خاطر

چند حریص لوگوں کے آپس کے اختلافات اور اس کے نتیجے میں دارالحکومت اور ملک کے کونے کونے میں ہونے والی جنگوں کی وجہ سے نظام قائم نہ ہو سکا بلکہ مسلمانوں کا قتل عام ہو گیا۔ گھر کھنڈرات میں بدل گئے۔ کابل کے شہریوں سمیت ملک بھر سے لاکھوں ہم وطن ملک اندر اور بیرون ملک ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس غریب قوم پر شر و فساد سے بھرپور ایسا دور آیا کہ حکومتی نظم و نسق بالکل ختم ہو کر رہ گیا۔ ملک پر طوائف الملوکی کا راج قائم ہو گیا۔ ہر طاقتور اپنے زیر قبضہ علاقے کا حکمران بن گیا۔ ہر دو شہروں کے بیچ سڑکوں پر چوروں اور ڈاکوؤں کے سینکڑوں ناکے بن گئے۔ افغان عوام صحت اور تعلیم سمیت زندگی کی تمام سہولتوں سے بے بہرہ ہو گئے اور کسی کی جان، مال اور عزت محفوظ نہ رہی۔ افغانستان میں جہادی گروپوں کی خطرناک خانہ جنگی کے باعث جہاد کی عظمت لوگوں کے دلوں میں کم ہو گئی۔ اس بڑے، کامیاب اور تاریخی جہاد کو کمیونسٹوں اور نیشنلسٹوں نے فساد کا نام دیا۔ عام ذہنیت کافی حد تک ان سے متاثر ہو گئی۔ اسلام کا ذمہ دار تمام تر حلقہ اور مجاہدین دنیا بھر میں ایک ناکام گروپ کی حیثیت سے پہچانے جانے لگے۔

افغانستان میں روسیوں کی شکست کے بعد لوگوں کو یقین ہو چکا تھا کہ دنیا میں قائم تمام تھیوریاں، فلسفے اور گروہ شکست کھا چکے ہیں۔ دنیا پر حاکمیت کی باری اب اسلام کی ہے اور یہ پورے انسانی معاشرے کو تحفظ دے گا۔

مگر بدقسمتی یہ ہے کہ جب یہ تنظیمیں آپس میں لڑ پڑیں تو اسلامی نظام کے نام سے ایسا نظام سامنے آیا کہ لوگ اس کے اس کے علاوہ ہر دوسرے نظام کو پسند کرنے لگے۔

یہ حالت دن بدن بدتر ہوتی جا رہی تھی افغان عوام ایسے سٹیج پر پہنچ چکے تھے کہ اس کے بعد افغان عوام کے اتحاد کی امید رکھنا بھی فضول تھا۔ صلح کی تمام امیدیں دم توڑ چکی تھیں۔ اس لیے دشمن نے سوچا کہ اب یہ لوگ مکمل طور پر ختم ہونے کو ہیں یہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے۔ یہ وہ وقت تھا جب افغانستان کو تقسیم کا خطرہ درپیش تھا اور دشمن دنیا اس لمحے کا انتظار کر رہی تھی۔ اور کیوں نہ ہو تا کیوں کہ جنگ میں شریک کچھ ایسے ناپاک چہرے بھی تھے جو انتہائی ہٹ دھرمی سے ملک کی تقسیم کے حق میں تھے۔ اور یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ محدود حلقے میں سہی مگر اس جیسے لوگوں کو حکومت تو مل ہی جائے گی۔ وہ دنیا جسے افغانوں نے روسیوں کے شر سے نجات دلائی تھی اس میں ایک ملک بھی ایسا نہ تھا جو اس لمحے افغانوں کی مدد کرتا اور اس بری حالت سے انہیں نجات دلاتا اور انہیں اس جنگ سے نکالنے کے لیے کوئی اقدام کرتا۔

چونکہ کامیاب اور فاتح جہاد کے ثمرات اور نتائج ضائع ہو رہے تھے تو دنیا بھر کے مخلص مسلمان ان حالات سے شدید پریشان اور متفکر تھے۔ کیوں محض افغانوں کے لیے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے مفاد میں تھا کہ افغان جہاد کے نتائج کا تحفظ کیا جائے اور ثمرات محفوظ کیے جائیں۔ روسیوں کی شکست کے بعد کچھ رہنما آپس میں لڑ پڑے دنیا بھر کے بڑے بڑے علماء، دعات اور خیر خواہ ان کی مصالحت کے لیے سرگرم ہو گئے۔ اس راہ میں انہوں نے بہت تکالیف اٹھائیں مگر جنگ میں مصروف فریقوں نے جنگ نہ روکی اور نہ جہاد کے ثمرات اور امت مسلمہ کے اجتماعی مفادات کے تحفظ کی خاطر کوئی مثبت اقدام کیا۔

ہر طرف سے مایوسی طاری تھی اور غریب عوام کو کوئی بھی ایسا شخص نظر نہیں آ رہا تھا جس کی جانب امید کی نظریں اٹھتیں۔ اور نہ ایک فیصد کسی کو یہ امید تھی کہ کسی دن اس عظیم مصیبت سے نکل جائیں گے۔ اور اس ملک میں امن، استحکام، حکومتی نظم و ضبط اور نظام پھر سے وجود میں آ جائے گا۔ ہر طرف سے مایوسی ہی مایوسی تھی۔

امیر المومنین نے مایوسی کی اس شدید حالت میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس بڑے شر اور فساد کے خلاف ایک گاؤں تلوار ہاتھ میں لے کر میدان میں نکلے۔ وہ جو ایک عظیم فراست کے مالک تھے، ملک اور ملت کے عظیم غمخوار، سچے مدبر، ہمت کے پہاڑ اور جرات، حریت اور قربانی کی علامت تھے۔ ان کی چھوٹی سی جماعت کو اللہ تعالی نے مختصر سے عرصے میں قندھار میں بڑی کامیابی عطا کی تو افغانستان کے تمام حقانی علماء اور دینی مدارس کے طلبہ ان سے مل گئے۔ طالبان کی تحریک انہیں سے بنی جس کی پشت پر پوری مجاہد قوم کھڑی ہو گئی اور ان کا ہر منحوس منصوبہ خاک ہو گیا۔ ہر بری امید پیچھے دھکیل دی۔ ہر بری نظر جڑ سے اکھیڑ دی اور ہر ناپاک ارادہ ابتدا ہی میں ناکام بنا دیا۔

اس لیے یہ بات شک سے بالاتر ہے کہ پوری دنیا میں سچا جہادی جذبہ، اسلامی سیاست کی بیرونی اور اندرونی حقیقی شکل اور اصل اسلامی حکمرانی پھر سے حقیقی معنوں میں انہوں نے ہی زندہ کی اس لیے وہ اس بات کے حقدار ہیں کہ انہیں عملی جہاد، عملی اسلامی سیاست اور حقیقی اسلامی حاکمیت میں انہیں اس زمانے کا مجدد کہا جائے۔

انہوں نے جہادی تنظیموں میں تقسیم شدہ حقیقی مجاہدین کو ایک صف میں متحد کیا اور انہیں ایسے اصول دیے کہ جن میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ سوویت یونین کی شکست کے بعد ملک میں قومیت، علاقائیت اور لسانیت کے نام پر جو آگ جلائی گئی تھی وہ سب بجھا دیے تھے۔ اور تمام افغان عوام جس قوم سے بھی ان کا تعلق تھا جو زبان بھی وہ بولتے شمال کے تھے یا جنوب کے، مشرق کے تھے یا مغرب کے امارت اسلامیہ کے ایک پرچم تلے جمع اور غیروں کے اشاروں، بغض، حسد اور دشمنیوں کی بنیاد ہمیشہ کے لیے ختم کر دی۔ اسی واحد صف کی وحدت کی برکت سے مسلمان سرخرو ہوئے۔ جہاد کامیاب ہوا اور دنیا کی بڑی

طاقتوں سے تشکیل شدہ بڑا صلیبی اتحاد شکست کی سرحد تک جاپہنچا اور ایک صف میں کھڑے یہ مجاہدین دنیا بھر کے مسلمانون کے قائد بن گئے۔

ملک پر لسانیت، علاقائیت اور قومی تعصبات کے پھیلے ہوئے اندھیرے دینی اور قومی اتحاد کی ضیاء پاش کرنوں سے دوشنبے اور تہران تک دھکیل دیے۔ افغانستان کی تقسیم کی ہر سازش ختم کردی۔ اور قوم کو عقیدے کی ایسی رسی میں پرو کر متحد کر دیا جو کبھی نہ کھل سکے گی اور کسی کے کاٹنے سے کٹ سکے گی۔

اقتدار اور ڈالر کے بھوکوں نے کل ایک بار پھر جو تقسیم کی لے اٹھائی اور ایک بار پھر تقسیم کی بات شروع ہوگئی مگر کیسے ہو سکتا ہے کہ قوم نے بالاتفاق تقسیم کاروں کی تمام سازشیں عملی طور پر ختم کردیں اور ملک کے طول وعرض میں ہر زبان، ہر قوم، ہر خطے سے تعلق رکھنے والے مجاہدین ایک مضبوط اور واحد اطاعت سے بندھ گئے۔ امارت اسلامیہ کی اطاعت میں دشمن کے خلاف پوری بہادری سے لڑ رہے ہیں اور بڑے بڑے علاقے، پورے پورے اضلاع دشمن کے قبضے سے آزاد کر رہے ہیں۔ بڑے اڈے اور فوجی مراکز ان سے چھین رہے ہیں۔

افغانوں نے صرف اس وقت اپنی تاریخ، اقدار اور مقام کا تحفظ کیا ہے جب انہوں نے اپنی قومی وحدت کا مظاہرہ کیا ہے اور ہاتھوں میں ہاتھ دے کر یکجہتی دکھائی ہے۔ اتفاق اور اتحاد نہ ہو تو تاریخ افغانوں کے حوالے سے جنگجو کمانڈروں اور پھاٹک مافیا کے قصے ہی لکھتی ہے۔ تنظیمی جھگڑوں، رقص مردہ اور اپنے عفتوں کے تحفظ کے لیے کابل شہر کے بیچوں بیچ تیسری اور چوتھی منزل سے زمین پر کود جانے والی عفیف بہنوں اور عصمتوں کے لوٹنے والوں کی وہ داستانیں تاریخ میں محفوظ ہیں کہ کمزور دل کا آدمی اسے پڑھنے سے بھی قاصر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی کے فضل واحسان اور پھر ملا محمد عمر مجاہد کی تحریک نہ ہوتی تو آج نہ متحد افغانستان ہوتا نہ یہاں اس طرح کے مجاہدین ہوتے۔ نہ امریکا اور ناٹو شکست کھاتے، نہ عوام میں آزادی کا یہ جذبہ ہوتا۔ نہ دنیا میں ہمارے جہاد اور سربلندی کا جھنڈا بلند ہوتا۔ اگر ملا محمد عمر مجاہد نے امریکا اور اس کے اتحادیوں کے خلاف جہاد کا جھنڈا نہ اٹھایا ہوتا تو ہمیشہ کے لیے کمیونسٹوں کے طعنے سننے کو ملتے۔

ملا محمد عمر مجاہد سچے مسلمان متوکل حاکم اور محمود غزنوی کے حقیقی وارث تھے جنہوں نے بامیان میں بدھا کے مجسمے گرا کر شرک کے بتکدے اور بیرونی لوگوں کے فحاشی کے اڈے انتہائی جرات سے ختم کرڈالے۔ ان بتوں کو باقی رکھنے کے لیے نہ کسی سے روپیہ پیسہ قبول کیا اور نہ مسلمانوں کا یہ جری رہنما کسی ملک کی سازش یا دھمکی کے دباؤ میں آیا۔

وہ فکری اعتبار سے اسلامی معنی میں امت کی وحدت پر یقین رکھتے تھے۔ اپنی استطاعت کی حد تک امت کے عملی اتحاد کے لیے کوششیں کیں۔ انہوں نے بہت سی جہادی تنظیموں اور بڑی شخصیات کو اپنے نظام کی گود میں جگہ دی۔ اسی غریبی کے دنوں میں انہیں ضروریات اور وسائل مہیا کیے۔ اور ان کے مہاجرین کے لیے باعزت زندگی کے وسائل برابر کیے۔ اس راہ میں انہوں نے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کی۔ اگرچہ اس کے لیے انہیں مہنگی ترین قیمت چکانی پڑی۔

وہ مسلمانوں کے اتحاد کے لیے اور بھی بہت کچھ کرتے اگر انکا نظام باقی رہتا۔ باقی دنیا کے مسلمان ان کے اسی ارادے سے واقف تھے اسی لیے تو انہیں اپنا امیر اور رہبر مانتے تھے۔ وہ واقعتا مسلمانوں کے قدردان حاکم تھے۔ انہوں نے دنیا کو دکھا دیا کہ ایک مسلمان کتنا قابل قدر ہے؟ انہوں نے ایک عرب مسلمان مجاہد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ پر مکمل غیرت اور شجاعت کا مظاہرہ کیا اور اس حوالے سے دنیا کے کسی قسم کے دباو کے آگے جھکے نہیں۔ امریکی فرعونیت کو قطعی منفی جواب دیا۔ اپنا اقتدار قربان کردیا مگر اسلام کے اصولوں سے دستبردار نہ ہوا۔ وہ مغربی سپر طاقتوں سے ڈرتا نہیں تھا۔ مسلمانوں کی غیرت کی بات آئی تو انہوں نے قریب ترین مشرقی سپر طاقت روس کی بھی کوئی پروا نہیں کی۔ اور جب چیچنیا مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوا تو یہ چیچنیا کی اسلامی حکومت کو باقاعدہ تسلیم کیا۔ یہ وہ تاریخ ساز کارنامہ تھا جس کی وجہ سے قفقاز کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے مسلمانوں میں جہاد جذبات بیدار ہوگئے اور ان میں جہادی تحریکوں اور آزادی کی روح جاگنے لگی۔

اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ جہاد اور افغانی تاریخ کے عظمت کا وارث جب اپنے طلبہ ساتھیوں اور علماء کے ساتھ مل کر تلوار لے کر نکلا تو بس جیسے چمن کو مالی مل گیا۔ خزاں آلود چہروں پر تازگی پھیل گئی۔ پھیر سے امیدوں کی کلیاں کھلنے لگیں۔ جہاد کا نام اور مقام پھر زندہ ہوگیا۔ بلالی اذان کی گونج سے افق جاگنے لگے۔ ممبر اور محراب کی آواز نے پھر سے اثر دکھایا۔ دینی ہدایات کی پیروی عام ہوگئی۔ اسلامی شعائر کی قدردانی شروع ہوگئی۔ اسلام، ملت، سرزمین اور ناموس کے دفاع کی خاطر جان دینے والے سروں کو عزت ملنے لگی۔ اسلام کی حاکمیت کی غرض سے دنیا سے جانے والی روحوں کو عزت ملی اور ان سروں کو قیمت مل گئی جو شریعت کے نفاذ کی کوشش میں تنوں سے جدا ہوگئے۔

افغانستان میں اسلامی نظام قائم کیا جو پوری امت مسلمہ کی خواہش تھی۔ انہوں نے دنیا کو دکھا دیا کہ جس نظام کی خاطر ہم نے قربانیاں دی ہیں اس کے قیام پر ہم قادر بھی ہیں۔ اور اس راہ میں کسی کو رکاوٹ بننے نہیں دیں گے۔

جی ہاں! بڑی قربانیوں کے بعد گذشتہ جہاد کے ثمرات سامنے آئے۔ اور اس مظلوم قوم کو امن اور سکون سے بھرپور ایسا نظام میسر آیا کہ پوری زندگی افغانوں کو اپنی جان، مال اور عزت کے تحفظ کا اس قدر احساس نہیں ہوا ہوگا جتنا اس نظام میں ہوا۔

یہ بات ٹھیک ہے کہ ہر قوم سے زیادہ ہمارے پاس بہت سے بہادر اور نامور سپوت ہیں۔ اور ہر ایک اپنی ذات میں بہادری جرات اور طاقت کی ایک مثال ہے۔ مگر انصاف سے دیکھا جائے ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ ہماری تاریخ کے سب سے بہادر سپوت ہیں جن کی شجاعت کے کارنامے سبھی سے زیادہ ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے خاتمے کے لیے امریکا کی قیادت میں بننے والا بڑا صلیبی اتحاد انسانی تاریخ کا سب سے بڑا تھا جس کا مقابلہ کرنے کے لیے دنیا کی کوئی قوت آگے آنے کو تیار نہیں تھی۔ مگر ایک ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اکیلے ہوتے ہوئے بھی مقابلے میں استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے ہو گئے۔ اور اس اتحاد کو شکست سے دوچار کرنے تک اس جہاد کی قیادت کی۔ یقینا یہ عالمی سطح کا ایک کارنامہ ہے۔

دنیا کی تاریخ میں سب سے بڑی اور مادی اور عسکری قوتوں کا سب سے بڑا اتحاد جب وسائل کے اعتبار سے انتہائی کمزور اور تعداد میں بہت کم ہمارے مجاہدین سے مقابلے میں شکست کھا گیا۔ یہ ہمارے لیے انتہائی فخر کی بات ہے۔ اگر کوئی اس کا انکار کرتا ہے یا اس کی ناقدری کرتا ہے اور یا اپنے اس قابل فخر کارنامے کو دوسروں سے منسوب کرتا ہے یہ اپنی تاریخ سے ایسی ناقابل تلافی جفاکاری ہوگی جسے قوم کبھی بھی معاف نہیں کرے گی۔

اس فاتح لشکر کا سالار جو اتنی بڑی شخصیت ہے کہ پوری اسلامی دنیا کے علماء حقانی، دانشور، جہادی قائدین، عام مجاہدین اور تمام مسلمانوں اسے اپنا ہیرو سمجھتے ہیں۔ دیانت، عظمت، شجاعت، متانت، بصیرت اور کرامت کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اور عقیدت سے بھرپور انتہائی اعلی الفاظ میں ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اب یہ وہ وقت ہے جب ہمیں اپنے آپس کی چھوٹی باتوں پر اختلاف بھلا دیں۔ اور جس طرح اسلامی دنیا چاہتی ہے اسی طرح اس اتحاد واتفاق کو ملک سے باہر نکال کر عالمی کر دیا جائے۔

جی ہاں وہ عالمی شخصیت ہے اور تاریخ اسے عالمی شخصیت ہی یاد کرے گی۔ جس مزاحمتی تحریک میں امریکا اور اس کے اتحادی شکست کھا گئے اور دنیا ان کے شر سے محفوظ ہو گئی۔ اس تحریک کی قیادت ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ میں تھی تو وہ یقینا اس کے حق دار ہیں کہ پوری دنیا انہیں پہچان لے۔

احمد شاہ ابدالی، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، میرویس نیکہ افغان تھے مگر پوری دنیا مانتی ہے کہ ان کی تاریخی حیثیت عالمی تھی۔ دنیا کی تاریخ میں عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد بھی استقامت، حق پرستی، خدا پرستی، بہادری، دیانت داری، ایفائے عہد، پر یعت پر عمل کے التزام اور رحم دلی میں سب سے آگے تھے۔ امت مسلمہ سے ہمدردی، انسانیت دوستی، دشمن کے مقابلے میں عزم متین اور صرف اللہ تعالی کی ذات پر توکل ایسے زرین ابواب رقم کرکے آئندہ تاریخ میں اپنے لیے بہت بڑی جگہ بنادی۔ جنہیں عالمی سطح پر بڑے مسلمان فاتحین کی طرح مسلمان عوام قیامت تک اس پر فخر کرتے رہیں گے۔

یہ کارنامے اتنے بڑے اور زیادہ ہیں جس کے متعلق خدشہ ہے کہ تاریخ میں لکھی ہوئی اکثر چیزوں کو آئندہ نسلیں مبالغہ یا خیالی قصے سمجھنے لگے۔ کیوں کہ اس قدر زیادہ کارنامے عموما ایک انسان میں ناممکن ہوتے ہیں۔ مگر وہ ایک عام آدمی نہ تھے۔ اللہ تعالی نے انہیں عظمت اور کرامت سے نوازا تھا۔ اور واقعیت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالی نے یہ ساری خوبیاں، یہ سارے کارنامے ان کی ذات میں ہی جمع کرر کھے تھے۔

اس لیے محترم افغان مومن عوام، لکھاریوں، محققین، ادیبوں اور اسلامی فکری محاذ پر مورچہ زن علماء اور عام مسلمانوں کی خدمت میں عرض ہے کہ علاقائی، قومی، تنظیمی، لسانی اور دیگر تعصبات سے بالاتر ہو کر دیکھیں۔ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی شخصیت کے حوالے سے انصاف سے کام لیں۔ اس عظیم شخصیت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کرکے اور ان کی اسلامی فکر کی ان کی سیاست پر اثرات نمایاں کریں۔ اپنی ثقافتی اور تاریخی ذمہ داری ادا کریں۔ اس عظیم شخصیت کی تاریخ کی تدوین کریں اس سے پہلے کہ مغربی اسلام دشمن ادارے، شخصیات اور کفر کے غلاموں کی جانب سے تحریف شدہ شکل میں دنیا کے سامنے آئے۔

امیر المومنین کی وفات یقینا بہت بڑا حادثہ ہے۔ مگر طبعی غم کے ساتھ ساتھ اطمینان اور خوشی سے بھرپور ایک بات ہے کہ امیر المومنین وفات پا گئے مگر جارحیت سے پہلے یا بعد ایک لمحے کے لیے بھی طاغوت کے سامنے جھکے نہیں۔ نہ اپنی زندگی میں ایسا کوئی کام کیا جس سے افغانوں کی آئندہ نسلوں کو شرمندہ ہونا پڑا۔ ان کی ہر بات اور ہر قدم تاریخ ساز رہا۔

کفری تو کفری دنیا اسلامی دنیا پر مسلط تقریبا تمام حکمران تاریخ میں شرمناک باب کا حصہ ہیں۔ اس لیے امیر المومنین کا تاریخ ساز کردار لے کر دنیا سے جانا امت مسلمہ کے لیے فخر کی بات ہے۔

امیر المومنین رحمہ اللہ کے حوالے سے دشمن کی ناکامی بھی مجاہد عوام اور پوری امت مسلمہ کے لیے اطمینان کی بات ہے۔

☆☆☆☆☆

عمر ثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

ڈاکٹر سید محمد اقبال

امارت اسلامیہ کے دور میں افغانستان کے سفر میں مجھے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے سب سے زیادہ متاثر کیا اور اسی لیے اس سلسلے کو میں انہی کے نام سے منسوب کر رہا ہوں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے بعد آپ تیسرے عمر ہیں جس نے نہ صرف اسلام کے لیے اپنا سب کچھ قربان کیا بلکہ نہایت اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ اپنی بساط کے مطابق اسلام کے نفاذ کو عملاً ممکن بھی بنایا اور اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے اسے کروڑوں دلوں کا مکین بنا دیا اللہ اسے دائمی سکون اور اپنی رضاء کی نعمت سے نوازے[1]۔

سفر افغانستان:

۱۹۷۹ء سے شروع ہونے والی افغان جنگ 'خونریز انقلابات کے ایک طویل سلسلے کے بعد جب ۱۹۹۴ء میں طالبان فیز میں داخل ہوئی اور کچھ عرصہ بعد جب طالبان نے حالات پر اپنا کنٹرول مضبوط کر لیا تو شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ اس ملک کے طول و عرض کا دورہ کر کے وہاں کے ان ہیروز سے ملا جائے جن کی جرأت اور قربانیوں کی بدولت اس طویل خونریزی کا اختتام ممکن ہوا اور وہاں پر کسی حد تک ہی سہی اسلام کے اصولوں کے مطابق نظام کا نفاذ عمل میں لایا جاسکا... میں کئی بار اپنے محترم، شیخ الحدیث مولانا فضل محمد صاحب سے اپنی اس خواہش کا اظہار کر چکا تھا اور انہوں نے مجھے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ جب بھی کوئی ایسا پروگرام بنا آپ کو ضرور شریکِ سفر کیا جائے گا۔

ایک دن مجھے مولانا صاحب کا پیغام ملا کہ افغانستان کی اسلامی حکومت کی طرف سے پاکستان کے ایک وفد کو افغانستان کے مطالعاتی دورے کی دعوت دی گئی ہے آپ کا نام اس وفد میں شامل کیا گیا ہے آپ چند جوڑے کپڑے اور ضرورت کا ہلکا پھلکا سامان اپنے ہمراہ لے کر کل صبح مقررہ پوائنٹ پر پہنچ جائیں۔

میں حسبِ ہدایت مقررہ وقت پر پک اپ پوائنٹ پر پہنچا اور تقریباً دس بجے ہمارا دس بارہ افراد کا یہ قافلہ بس کے ذریعے کوئٹہ کے لیے روانہ ہو گیا، ہم تقریباً آٹھ گھنٹے سفر کے بعد شام کے وقت کوئٹہ پہنچے، وہاں ایک مسجد سے منسلک مدرسے میں ہمارے قیام کا بندوبست کیا گیا تھا، وہاں رات گزارنے کے بعد ہم اگلی صبح کار کے ذریعے چمن کے لیے عازم سفر ہوئے اور چند گھنٹوں کے سفر کے بعد پاک افغان سرحد سپین بولدک پہنچ گئے۔

یہاں گاڑیوں سے اترے تو دلی خوشی کے ساتھ ساتھ روح بھی سرشار ہو گئی۔ اُس طرف طالبان اور اِس طرف پاکستانی فوجی کھڑے تھے۔ بارڈر کے اس پار امارت اسلامیہ کی حکومت نے گاڑیاں بھیج کر قندھار تک ہمارے سفر کا بندوبست کر لیا تھا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں طالبان پوسٹ پر ایک کرسی پر بیٹھا تھا اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر ایک طویل عرصے کے جنگ و جدل کے بعد امن اور اخوت جیسی نعمت کے اس ماحول کو توجہ سے دیکھ رہا تھا کہ مولانا فضل محمد صاحب نے آواز دی "ڈاکٹر صاحب! آئیں گاڑیاں کب سے ہمارا انتظار کر رہی ہیں"۔ اور میں جیسے ہڑبڑا کر کسی خوبصورت خواب سے بیدار ہو گیا تھا۔

سپین بولدک سے جب قندھار کی طرف سفر کا آغاز ہوا تو ابتدائے سفر میں ہی وہاں کی سڑکوں نے گزشتہ اٹھارہ سالہ ہولناک جنگ کی کہانی سنانا شروع کر دی، سڑک کا تو نام ہی تھا بس یوں سمجھیں کہ اونچی نیچی زمین پر بڑی آہستگی سے گاڑی جھولے کی طرح جھول رہی تھی، کبھی آگے، کبھی پیچھے اور کبھی دائیں بائیں، فضائی بمباری اور باقاعدہ مرمت نہ ہونے کی وجہ سے تمام سڑکیں تباہ ہو کر رہ گئیں تھیں، اور یہی وجہ ہے کہ ان سڑکوں پر گھنٹوں کا سفر دنوں میں طے ہو رہا تھا۔ سڑک کی دائیں بائیں واقع عمارتوں میں بیشمار چھوٹے بڑے سوراخ طویل، مسلسل اور گھمسان کی جنگوں کا پتہ دے رہے تھے۔ اور یوں لگ رہا تھا کہ افغانوں کی طرح افغانستان کے زخموں کا اندازہ بھی شمار و قطار سے باہر ہے۔

ہم عشاء کے قریب قندھار میں داخل ہوئے اور ہمیں وہاں کے گورنر ہاؤس میں سرکاری مہمان کے طور پر ٹھہرایا گیا، عشاء کی نماز اور کھانے سے فارغ ہوئے تو انتہائی تھکن فوراً ہی نیند کے غلبے کا سبب بنی اور اپنے اپنے بستروں پر لیٹتے ہی نیند کی آغوش میں چلے گئے۔ صبح فجر کی اذان سے پہلے جگایا گیا گورنر ہاؤس کے احاطے میں بنی ایک چھوٹی سی مسجد میں جا کر وضو کیا اور تہجد کے نفل پڑھ کر ایک طرف بیٹھ کر اذان کے انتظار میں ذکر اذکار کرنے لگے۔

اذان کے تقریباً پانچ منٹ بعد یکے بعد دیگرے دو افراد دو، دو کلاشنکوف برداروں کے جلو میں محراب کی طرف سے بنائے گئے دروازے سے مسجد میں داخل ہوئے۔ شیخ فضل محمد صاحب جو میرے قریب ہی بیٹھے تھے نے اپنا چہرہ میرے کان کے قریب کر کے پوچھا:

---

[1] یہاں عمر 'نام کی مناسبت سے اسلام کے ایک اور ہیرو عمر مختار کا ذکر نہ کرنا یقیناً زیادتی ہو گی، جس نے آٹالین قابض فوج کے خلاف لیبیا کے صحراؤں میں طویل گوریلا جنگ لڑ کر دشمن کو حیرت اور خوف میں مبتلا کیے رکھا، امت کا یہ بطلِ جلیل ۲۰ سال تک اٹالین آرمی کے خلاف چومکھی لڑائی لڑتا رہا اور بالآخر گرفتار ہونے کے بعد دار پر لٹکا کر شہید کر دیا گیا۔

پہچانا ان دونوں حضرات کو ڈاکٹر صاحب؟ میں نے ان حضرات پر دوبارہ ایک سر سری نظر ڈالی اور گومگو کی حالت میں استفہامیہ انداز میں شیخ کو دیکھنے لگا، اب ہم سب نماز کے لیے کھڑے ہو گئے تھے، شیخ نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے قریب کیا اور سر گوشی کے انداز میں کہا: ''وہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد اور یہ ملا حسن صاحب ہیں ''۔ میرے منہ سے بے اختیار ''اللہ اکبر'' کے الفاظ نکل گئے۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ پہلی صف میں امام کے پیچھے اور ملا حسن رحمہ اللہ دوسری صف میں، امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور میں ملا حسن رحمہ اللہ کے ساتھ ان کے بائیں جانب کھڑا تھا اور شیخ فضل محمد میرے ساتھ... میں اس وقت کی اپنی کیفیت آج بھی الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ اور جب کبھی زندگی میں کسی بھی مرحلے پر الفاظ میرا ساتھ چھوڑ جائیں تو میں اس بچے کی طرح بے اختیار رونے لگتا ہوں جو زبان سے کچھ کہنے سے معذور ہو کر اپنی ماں کو اپنا مدعا رو رو کر سمجھانے کی کوشش کرنا چاہتا ہو...۔ اُس وقت بھی میری کیفیت بالکل اس بچے جیسی تھی۔ وہ دن میری زندگی کا سب سے قیمتی دن تھا۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہم دونوں نے محترم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور محترم ملا حسن رحمہ اللہ سے مصافحہ کیا اور شیخ نے ان سے میرا تعارف کرایا، ان دونوں نے بڑی اپنائیت کے ساتھ ہم سے روایتی انداز میں تفصیلاً حال احوال پوچھا اور اپنے محافظوں کے ساتھ مسجد سے باہر نکل گئے۔

پہلا دن ہم نے گورنر ہاؤس کے اندر گزارنے کا فیصلہ کیا تھا ہم اپنے کمرے میں بیٹھ کر آئندہ کی منصوبہ بندی کر رہے تھے اور آپس میں مختلف موضوعات پر باتیں کر رہے تھے کہ تقریباً بارہ بجے ایک طالب ہم سب کو دوپہر کے کھانے پر بلانے کے لیے آیا اور ہمیں ایک بڑے سے ہال میں لے گیا۔

اس ہال میں بہت سارے لوگ دو لائنوں میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے ہم سب بھی انہی کے ساتھ بیٹھ گئے، ہر شخص کے سامنے ایک بڑے سے پیالے میں شوربہ اور ایک بڑی بوٹی رکھ کر ہاتھ میں ایک لمبی سی روٹی تھما دی گئی، ہم سب اس ہال کے ننگے فرش پر بیٹھ کر دوپہر کا کھانا کھانے میں مشغول تھے کہ میرے دائیں جانب بیٹھے شیخ فضل محمد صاحب نے سامنے رو میں ایک شخص کی طرف ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب اس حضرت کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا جی نہیں۔ پھر انہوں نے ان دو رویہ قطاروں میں ہمارے ساتھ کھانے میں مشغول مزید تین افراد کی طرف اشارہ کر کے یہی سوال دہرایا اور میں نے بدستور نفی میں سر ہلا دیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا یہ پہلے صاحب عشر و زکوۃ کے وزیر ہیں، یہ دوسرے وزیرِ بلدیات، تیسرے وزیرِ تعلیم اور یہ چوتھے صاحب وزارتِ تجارت کے ذمہ دار ہیں۔ یہ سب سن کر مجھ پر تو جیسے حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور سکتہ سا طاری ہو گیا، میں نے بڑی مشکل سے منہ میں رکھا نوالہ اپنے حلق سے نیچے اتارا اور ان وزراء کو بڑے غور سے دیکھنے لگا۔ عام سادہ سا لباس، محافظ ندارد، رویئے میں تکبّر و نخوت کی جگہ بلا کی عجز و انکساری، کوئی ہٹو بچو کی آوازیں نہیں، کوئی پروٹوکول نہیں۔ اگر شیخ مجھے نہ بتاتے تو واللہ مجھے ہرگز پتہ نہ چلتا کہ قندھار کے گورنر ہاؤس کے اس بڑے سے ہال نما کمرے میں موجود یہ حضرات افغانستان کے وزراء ہیں۔

یکایک میرا ذہن سرحد پار کر کے پاکستان پہنچ گیا۔ یہاں کے وزراء جہاں رہتے ہوں وہاں عام عوام کا داخلہ بند کر کے اسے ریڈ زون قرار دیا جاتا ہے۔ ہر وزیر کے ساتھ پروٹوکول کے نام پر سات آٹھ گاڑیوں کا ہجوم چل رہا ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی سائل درخواست لے کر وزیر کے قریب جانے کی غلطی کر بیٹھے تو اس وزیر کے ارد گرد موجود پولیس والے سیکورٹی کے نام پر اس کی وہ درگت بنا لیتے ہیں کہ اللہ کی پناہ... ان وزیروں کی شان و شوکت اور طنطنہ دیکھ کر تو فرعون اور نمرود بھی اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر شرم سے پانی پانی ہو جائیں... غرور سے تنی ان کی گردنیں زبانِ حال سے زمین پر انکی خدائی کا اعلان کر رہی ہوتیں ہیں۔

اس دن مجھے ان بے نام، مفلس، مگر غیور لوگوں کے سامنے یہ جھوٹی شان و شوکت رکھنے والے غرور سے بھرے لوگ بہت کھوکھلے اور ہیچ نظر آئے... مٹی میں بیٹھنے والے یہ باوفا اور باصفا لوگ، لال قالینوں پر چلنے والے ان لوگوں سے بہت بلند، بہت بلند محسوس ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت آج تک ان پر غلبہ نہ پا سکی۔ بڑی سے بڑی فوج بھی ان کو شکست دینے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اور پوری دنیا مل کر بھی انہیں اپنا غلام نہ بنا سکی۔

وہ دن میری زندگی کا یادگار اور قیمتی دن تھا... اتنا قیمتی کہ اگر اللہ قیامت کے دن اعلان کر دے کہ جنت کے استحقاق کے لیے اپنی زندگی کی پر سعادت لمحات کا حوالہ دیں، تو اللہ کی قسم میں اپنی بخشش کے لیے ان لمحات کو اللہ کے حضور پیش کر دوں گا۔

اس دن مجھے مغرب کی نماز کے وقت معلوم ہوا کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ گورنر ہاؤس کے پڑوس میں رہتے ہیں، جب مغرب کے وقت میں دیگر ساتھیوں کے ساتھ مسجد جا رہا تھا تو قبلے کی طرف بنے دیوار کے آخری سرے پر موجود ٹین کا بنا تین فٹ کالے رنگ کا دروازہ کھلا اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ گورنر ہاؤس کے احاطے میں

داخل ہوئے، آپ فجر، مغرب اور عشاء کی نمازیں عموماً گورنر ہاؤس کی اس مسجد میں پڑھنے آتے تھے۔

عشاء کی نماز کے بعد ہم نے مسجد میں ہی گورنر قندھار ملا حسن رحمہ اللہ صاحب سے تقریباً آدھ گھنٹے کی نشست کی اور مختلف موضوعات پر گفتگو کی،ان سے امیر المجاہدین امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ساتھ اپنے لیے تفصیلی نشست کا وقت لینے کا معاملہ اٹھایا لیکن انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ کچھ وجوہات کی بناپر ریاست کی پالیسی کے پیشِ نظر ان سے سوال وجواب کا سلسلہ ممکن نہیں ویسے ان سے آپ جب چاہیں بغیر پیشگی وقت لیے مل سکتے ہیں، ہم نے ان کی اس ریاستی پالیسی کی وجہ سے اپنی بات پر اصرار نہیں کیا۔ صبح ہمیں لینے کے لیے دو گاڑیاں گورنر ہاؤس بھیجی گئیں ، ان کے ڈرائیوروں کو بتا دیا گیا تھا کہ یہ لوگ قندھار میں جہاں جانا چاہیں انہیں لے کر جائیں اور ساتھ ہی ان کے گائیڈ کے فرائض بھی انجام دیں ۔

جب ہم نو بجے کے قریب امیر المجاہدین امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ مجاہد کے دفتر پہنچے تو اس کے دفتر کے گیٹ پر وہی دو محافظ ڈیوٹی دے رہے تھے جو عموماً ان کے ساتھ ہوتے تھے،وہاں ہماری کوئی تلاشی نہیں لی گئی اور ہم سیدھے اس ہال نما دفتر پہنچ گئے جہاں افغانستان کے سربراہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ مجاہد اور قندھار کے گورنر ملا حسن رحمہ اللہ دونوں ایک چھوٹی سی ٹیبل کے گرد بیٹھے تھے...۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا دفتر

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ مجاہد کے دفتر جا کر ہم ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے، امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور ملا حسن رحمہ اللہ ایک عام سی پرانی ٹیبل کے گرد 'بان کی سیدھی کرسیوں پر بیٹھے تھے اور ان کے سامنے سائلین ہاتھوں میں درخواستیں لیے دو قطاروں میں کھڑے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے، ان میں ایک لائن مردوں اور دوسری خواتین کی تھی، کسی تکلف، کسی پروٹوکول اور کسی مصنوعیت کا دور دور تک کوئی پتہ نہیں تھا۔ ہر کام ایک فطری انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ، ملا حسن رحمہ اللہ اور سائلین کی پوزیشن میں بظاہر فرق یہی تھا کہ وہ دونوں عام سی کرسیوں پر بیٹھے تھے اور دیگر لوگ لائن میں کھڑے تھے، ان کے درمیان نہ وزرا، سیکریٹریز، اے ڈیسیز اور کسی لمبے چھوڑے چینل کا کوئی وجود حائل تھا اور نہ ان کے کپڑوں اور باڈی لینگویج سے ایک کے رعایا اور دوسرے کے حاکم ہونے کا گمان ہو رہا تھا۔

مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر سچ کہوں تو ہمارے ایک ۱۰ گریڈ کے کلرک کے ظاہری ٹھاٹ بھاٹ، پروٹوکول اور کروفر افغانستان کے اس سربراہ اور قندھار کے گورنر سے زیادہ ہوں گے لیکن کارکردگی،اخلاص اور معنوی اعتبار سے ہمارے یہ سارے صدر، وزیر اعظم، وزیر، جنرلز اور سیاست دان مل کر بھی وہاں کے ایک ۱۰ گریڈ کے کلرک کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔

گورنر صاحب سائل سے درخواست وصول کرتے، اسے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ مجاہد کے سامنے پڑھتے اور اسی وقت موقع پر ہی اس پر مناسب احکامات صادر کر دیئے جاتے، یہ ان کا روز کا معمول تھا،افغانستان کا دارالحکومت اگرچہ کابل تھا لیکن امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ مجاہد قندھار میں رہ کر ہی حکومت کے سارے امور نمٹاتے تھے اور ان کی رہائش بھی یہیں تھی۔

ہم وہاں تقریباً پندرہ منٹ تک نم آنکھوں کے ساتھ کھڑے رہے اور بڑے غور سے اس کھلی کچہری کا جائزہ لیتے رہے۔ شیخ صاحب نے باہر جانے کا اشارہ کیا تو ہم اس ہال سے باہر نکل آئے اور یہاں کے دیگر دفاتر کا جائزہ لینے چلے گئے۔

یہاں کے ہر دفتر میں موجود عملہ انہماک کے ساتھ اپنے کام میں مصروف تھا اور وہاں باقاعدہ ہر ادارے سے متعلق علیحدہ ڈپارٹمنٹ قائم تھا اور ریاست کے تمام امور ایک منظم انداز میں باقاعدہ ایک ضابطے کے تحت انجام دیئے جا رہے تھے۔

ہم داخلی امور (وزارت داخلہ) کے دفتر میں وہاں کے ایک ذمہ دار کے سامنے بیٹھ گئے ہمارے ڈرائیور جو ہمارا گائیڈ بھی تھا،نے ان سے ہمارا تعارف کروایا، موصوف انتہائی خندہ پیشانی سے ملے اور وہاں موجود دفتر کے ایک اہلکار کو چائے کے لیے کہہ دیا، ہم نے ان سے ان کی خیریت دریافت کی اور افغانستان کے عمومی حالات اور مشکلات سے متعلق چند سوالات کیے، انہوں نے کہا کہ اس میں شک نہیں کے افغانستان تقریباً بیس سال کی خونریزیوں اور اندرونی اور بیرونی جنگوں کی وجہ سے بے انتہا مسائل اور مشکلات کا شکار ہے لیکن ہم اس کے باوجود انتہائی صبر اور استقامت کے ساتھ ان مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کررہے ہیں، (اب تو تقریباً ۴۰ سال ہوگئے، یہ ۲۰ سال پہلے کی بات ہے)۔ میرے اس سوال پر کہ افغانستان نے اب تک IMF، ورلڈ بینک اور دیگر ممالک سے اپنی مشکلات کم کرنے کے لیے کتنا قرضہ لیا ہوگا۔ انہوں نے مجھے جو جواب دیا وہ میرے لیے قابلِ حیرت ہی نہیں قابلِ فخر بھی تھا اور بحیثیت ایک قوم ہمارے لیے تقلید کے قابل بھی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے آج تک ان اداروں اور ممالک سے نہ کوئی قرض لیا ہے اور نہ ہی لینے کا کوئی ارادہ ہے، قرض شخصی ہو یا ملکی یہ اپنا ضمیر، اپنی خودی اور اپنی آزادی

گروی رکھنے کے مترادف ہے، الحمدللہ ان مشکل حالات کے باوجود افغانستان کے اوپر کسی کا ایک روپے قرض بھی نہیں ہے۔

یہ جواب جہاں میرے لیے امت کے ایک فرد کی حیثیت سے باعثِ افتخار تھا، وہاں ایک پاکستانی کی حیثیت سے یہ میرے لیے ندامت کا باعث تھا، افغانستان کے مقابلے میں اُس وقت اور اِس وقت بھی ہمارا داخلی امن اور انفراسٹرکچر کئی گنا بہتر ہے، تمام ادارے ایک روٹین اور سٹیبل انداز میں کام کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم بیرونی قرضوں کے بغیر سانس تک نہیں لے سکتے اور ہم نے آدھے پاکستان کو قرض دینے والے اداروں کے ساتھ گروی رکھ دیا ہے اور اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ یہاں ہر چھوٹا بڑا وزیر اعظم سے لے کر چپڑاسی تک سب کرپشن کے موذی مرض کا شکار ہیں، ہم پاکستان کے اپنے وسائل اور عوام کے نام پر لیے گئے قرضے اس ملک اور عوام کی بجائے اپنی جیبوں میں ڈالنے کے عادی ہیں اور جب تک جمہوریت کے طفیل سیاسی ڈاکو ہمارے رہنما بنتے رہیں گے ہماری آزادی اور خودداری قرضوں کے عوض بیرونی دشمن قوتوں کے ہاں گروی رہے گی۔

اللہ تعالی نے علامہ اقبال کو ہمارے حصے میں لکھ دیا تھا لیکن مجھے یوں لگا کہ اس کی ساری سوچ اور فلسفۂ خودی کے نچوڑ کی جھلک افغانوں میں جھلکتی نظر آئی ۔ اور مجھے بے اختیار علامہ کا یہ شعر یاد آیا ۔

؎ فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی

یابندۂ صحرائی یا مردِ کوہستانی

ہم نے ان کی مہمان نوازی اور طویل گپ شپ سے مستفید ہونے کے بعد ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان سے رخصت چاہی اور دفتر کے مین گیٹ سے باہر آ گئے۔

دفتر سے باہر نکلتے ہی ایک ساتھی نے بتایا کہ روڈ کے اس پار امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے دفتر کے سامنے احمد شاہ ابدالی رحمتہ اللہ علیہ کا مدفن ہے، ہمارے پاس نماز ظہر تک ابھی ایک گھنٹے کا وقت تھا، ہم نے اس وقت کو اس خطے کے عظیم فاتح احمد شاہ ابدالی کے ساتھ گزارنے کا فیصلہ کر لیا اور سب کو بلا تاخیر وہاں جانے کا مشورہ دیا، مزار کے احاطے میں داخل ہوئے، اور کچھ دیر وہاں کے در و دیوار کی خستہ حالی کا جائزہ لیتے رہے، پختون خود کو احمد شاہ ابدالی کی اولاد کہنے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور بلاشبہ آپ کی بہادری، آپ کی فتوحات اور سادگی آج بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ اور روحانی تسکین کا باعث ہے۔ قندھار میں ابدی نیند سونے والے اس مردِ قلندر کا زندہ کردار آج بھی جرات اور بے باکی کی میراث کو اپنی نسل میں منتقل کر رہا ہے اور الحمدللہ اس کے پیشروؤں نے آزادی اور خودداری کا یہ پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہونے دیا۔

مفتی معصوم سے ملاقات اور ایک تاثراتی جائزہ:

مفتی معصوم صاحب ہم سب سے بڑے تپاک سے ملے اس میں شک نہیں کہ وہاں کے تمام لوگ بشمول حکومتی ذمہ داران انتہائی خلوص اور اخلاق سے پیش آتے تھے اور ان میں تصنع اور بناوٹ نام کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا لیکن مفتی معصوم کے لپٹ لپٹ کر ملنے کی ایک اور وجہ بھی تھی اور وہ یہ کہ ان کا شمار شیخ فضل محمد صاحب کے ہونہار شاگردوں میں ہوتا تھا۔ ہم سب فرشی نشست پر بے تکلف ہو کر بیٹھے تھے اور شاگرد نے اپنے محترم استاد کی ساتھ والی نشست سنبھال رکھی تھی۔ معصوم صاحب بڑے اخلاص سے مہمان نوازی کے فرائض انجام دے رہے تھے اور ایک ساتھی کو مشہور قندہاری انار لانے کے لیے بھی بھیج دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس ہوئے تو لال قندھاری آنار کی ایک بھری ہوئی چادر ہمارے سامنے ڈھیر کی صورت میں رکھ دی۔

ہم ان کی میزبانی سے مستفید ہونے کے ساتھ ساتھ ان سے گپ شپ میں بھی مصروف رہے انہوں نے ہمارے پوچھنے پر بتایا کہ افغانستان کے بیشتر علاقوں پر کنٹرول پالینے کے بعد ہمیں شرعی حدود نافذ کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی، ان کے بقول چوری کے جرم میں اتنے عرصہ کے دوران تین لوگوں کے ہاتھ کاٹے گئے ہیں اور چار لوگوں کو زنا کے جرم میں سنگسار کیا گیا ہے لیکن اس کے بعد حیرت آنگیز طور پر ان جرائم کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے، وہ بتا رہے تھے کہ ان شرعی قوانین کے نفاذ کے بعد افغانستان سماجی طور پر ایک پُر امن دور میں داخل ہو گیا ہے، سود کے خاتمے کے حوالے سے جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ افغانستان کا دیگر ممالک اور ملک کے داخلی اداروں کے درمیان کے معاملات میں سود کا وجود صفر ہے، البتہ عام لوگوں کے ایک قلیل حصہ میں سود پر رقم کے لین دین کا رحجان ضرور پایا جاتا تھا جس پر عبرت ناک مالی اور جسمانی سزاؤں کے اعلان سے کافی حد تک کنٹرول پالیا گیا ہے۔

روس جیسے بیرونی دشمن اور اس کے افغان کٹ پتلیوں سے ایک طول جنگ اور اس کے بعد اندرونی تباہ کن خانہ جنگیوں نے افغانستان کے ہر شعبے کو تباہ کر کے رکھ دیا تھا، وہاں کی سرکاری اور نجی عمارتیں چھلنی ہو گئیں تھیں، وہاں کی ہر شاہراہ اور ہر بازار گزری ہوئی قیامت کی مجسم داستان بن کر ہمارے سامنے کھڑی تھی، بیروزگاری اور مہنگائی نے لوگوں کی قوت خرید ختم کر کے رکھ دی تھی، لاکھوں بیوائیں اور یتیم بچے زندگی کی ایک ایک ضرورت کے لیے ترس رہے تھے اور زندگی کا بوجھ اپنے کندھوں پر بارِ گراں کی صورت لیے پھر رہے تھے...

لیکن اس قیامت کی گھڑی میں جس چیز نے مجھے انتہائی متاثر کیا وہ افغان عوام اور حکومتی ذمہ داران کا مثالی برداشت اور بلا کا حوصلہ تھا اور میرے خیال میں مسلسل انقلابات کی وجہ سے اب یہ حوصلہ اور برداشت ان کے خمیر (جینز) کا حصہ بن چکا ہے، ان مصائب اور مشکلات کو ختم کرنے اور اس کے احساس کو کم کرنے کے لیے وسائل سے بھی بڑھ کر جس چیز کی ضرورت ہوا کرتی ہے وہ حکومتی ذمہ دارن کا اخلاص، احساس اور کمٹمنٹ ہے اور وہاں میں نے جتنا وقت بھی گزارا میں نے ہر گھڑی یہ محسوس کیا کہ افغانستان کے تمام ذمہ داران اپنی قوم کی ان مشکلات میں نہ صرف ان کے ساتھ ہیں بلکہ میں نے احساس کی شدت سے کئی بڑے ذمہ داران کو کڑھتے اور روتے ہوئے پایا۔

ہماری وہاں موجودگی کے دوران ایک دن شام کو ایک زخمی مجاہد جب ہسپتال سے اپنی مرہم پٹی کر کے واپس آیا تو اس نے لہو کو گرما دینے اور دل کو چھو لینے والا ایک ایسا واقعہ بیان کیا کہ سب سننے والے اللہ اکبر کہے بغیر نہ رہ سکے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میں ہسپتال میں موجود تھا کہ ایک بوڑھی خاتون اپنے بیٹے کے ساتھ ہسپتال علاج کے لیے آئیں اور قطار میں کھڑی ہو گئیں، اس کا بیٹا اس کے ساتھ کھڑا تھا، لیکن تھوڑی دیر بعد ہسپتال میں ہلچل سی مچ گئی اور ہسپتال کی انتظامیہ اور ڈاکٹرز اس خاتون اور اس کے بیٹے کے ارد گرد جمع ہو گئے اور کافی دیر تک ان سے کچھ بات چیت کرتے رہے اور پھر بالآخر ان کو اپنی حالت پر چھوڑ کر چلے گئے، میں دور سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا لیکن معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ خاتون امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ مجاہد کی والدہ محترمہ تھیں اور اس کا بیٹا ظاہر ہے کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا چھوٹا بھائی تھا جو اپنی والدہ کو علاج کرانے ہسپتال لے کر آیا تھا، لوگوں نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے اس بھائی کو پہچان لیا اور وہ سمجھ گئے کہ وہ اپنی والدہ کو علاج کے لیے یہاں لے کر آئے ہیں، لوگوں نے فوراً انتظامیہ اور ڈاکٹرز کو اس کی اطلاع دی اور انہوں نے ان کے احترام اور تکریم کے پیشِ نظر لائن میں لگے بغیر ان کے علاج کی پیش کش کی لیکن ان دونوں کا کہنا تھا کہ علاج کے لیے عام لوگ جن مراحل سے گزریں گے ہم بھی انہی مراحل کا سامنا کریں گے، عملے نے ان کی بہت منت کی لیکن وہ کسی طور نہ مانے اور اپنا نمبر آنے پر دوالے کر چلے گئے۔ میں جتنی دیر تک اس واقعے پر سوچتا رہا مجھے اپنے پاکستانی سیاستدانوں کے منہ پر ذلت کے بے تحاشہ تھپڑوں کی چٹاخ کی آوازیں سنائی دیتی محسوس ہوتی رہیں ...

شیخ فضل محمد صاحب اور وہاں کے دیگر پرانے ساتھی بتاتے تھے کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ مجاہد اکثر عصر اور مغرب کے درمیان قندھار کے نواح میں ایک سنسان مگر پرسکون پہاڑی علاقے میں جا کر تنہائی میں اپنا سر اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ کر اور آنکھیں بند کر کے اپنے ملک اور قوم کو درپیش مسائل پر سوچتے اور اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتے تھے اور یہ ان کا معمول تھا۔ وہاں ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ حکومت سے اتنا ہی وظیفہ لیا کرتے تھے جس میں ان کی ایک عام شہری کے معیار کے مطابق گزر بسر ہو سکے۔

جب ہم افغانستان کے سفر پر جا رہے تھے تو مجھے خصوصی طور پر کیمرہ لے کر جانے سے منع کیا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ وہاں امر بالمعروف و نہی عن المنکر والے جس کے ساتھ بھی کیمرہ پکڑتے ہیں اس کی پیٹھ سے اسی وقت اور اسی جگہ قمیض ہٹا کر کوڑے مارنے لگتے ہیں، لیکن میری پُر تجسس طبیعت نے مجھے اس سب کے باوجود کیمرہ لے جانے پر آمادہ کر ہی لیا۔ لیکن اس تمام سفر میں مجھے سب سے زیادہ تشویش اور بے چینی اسی کیمرہ سے رہی اور مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے میں دو کلو ہیروئین ہر وقت اپنے ساتھ لیے گھوم رہا ہوں، ہاں میں نے اس حوالے سے کچھ احتیاطی اقدامت ضرور کر لیے تھے جس میں۔ اپنے ساتھیوں کے علاوہ دیگر لوگوں کے سامنے کوئی تصویر نہ لینا۔ سفر کے دوران کیمرے کو گاڑی کی سیٹ یا کسی اور مناسب خفیہ جگہ پر رکھنا۔ شخصیات کی بجائے صرف عمارات اور دیگر مقامات کی تصاویر لینا اور وہ بھی چلتی گاڑی سے۔ جیسے احتیاطی تدابیر شامل تھیں۔ چاہے جانے کے باوجود میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ، گورنر قندھار ملا حسن رحمہ اللہ اور دیگر وزرا کی تصاویر لینے کی ہمت نہ کر سکا تھا، کیمرے پر یہ پابندی بیرونی دشمن قوتوں کی جانب سے جاسوسی کے پیشِ نظر لگائی گئی تھی اور اس کے لیے کوڑوں کی سزا مقرر کی گئی تھی۔

امنِ عامہ اور قوانین پر عملدرآمد کے حوالے سے طالبان کا کنٹرول اب بھی ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہم سپین بلدک سے افغانستان میں داخل ہوئے وہاں سے قندہار گئے وہاں کئی دن رہے، وہاں سے کابل کا طویل سفر کیا کابل میں قیام کیا پھر کابل سے جلال آباد تک کا سفر کیا اور طورخم کا بارڈر کراس کر کے پاکستان داخل ہوئے لیکن یقین جانیں میں نے کسی بھی جگہ کسی بھی وقت کسی موسیقی کسی گانے کی آواز تک نہیں سنی۔ بے شمار مشکلات اور مسائل کے باوجود میں نے وہاں کے لوگوں کے تاثرات سے بے سکونی اور افراتفری کے مقابلے میں طمانیت اور ٹھہراؤ کا احساس جھلکتے ہوئے پایا۔ پورے افغانستان میں ایک منافع بخش فصل کے طور پر کاشت کی جانے والی افیون کا خاتمہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ایک حکم پر ایسے ممکن ہوا کہ طالبان حکومت کے دوران کسی نے پھر اس کی شکل نہیں دیکھی۔

☆☆☆☆☆

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی زندگی کے چند خفیہ گوشے

ولندیزی صحافی بیٹے ڈیم کی کتاب سے چند اقتباسات

میں نے ملا عمر کی زندگی پر ریسرچ کے لیے پانچ برس لگائے۔ اس سلسلے میں طالبان کے زیرِ اثر علاقوں کا سفر کیا۔ ملا عمر کے قریبی دوستوں اور رشتہ داروں سے ملاقاتیں کیں۔ اور درجنوں طالبان رہ نماؤں کے انٹرویو کیے۔ اس دوران میں نے ملا عمر کے ایسے ساتھیوں سے بھی رابطہ کیا، جنہوں نے اس سے قبل کبھی بھی ملا عمر کی زندگی کے بارے میں زبان نہیں کھولی تھی۔ اس کے علاوہ میں نے درجنوں امریکی اور افغان حکام کے انٹرویوز بھی کیے اور پھر دسمبر ۲۰۱۸ء میں، مَیں نے بالآخر اس اہم ترین شخص تک رسائی حاصل کر لی، جسے ملا عمر کی حفاظت کا ٹاسک سونپا گیا تھا۔ یہ عبد الجبار عمری تھے، جو بارہ برس تک ملا عمر کے ساتھ رہے اور اب افغان انٹیلی جنس این ڈی ایس کی تحویل میں ہیں۔ میں جبار عمری سے انٹرویو کرنے والی پہلی صحافی بن گئی۔ اس تحقیقاتی سوانح حیات کی تفصیل میری نئی کتاب Searching For an Enemy (ایک دشمن کی تلاش میں موجود ہے)۔

اس تحقیقاتی اسٹوری سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آگئی ہے کہ ملا عمر کے حوالے سے اب تک امریکہ اور دیگر کئی نے جو کہانیاں بھی سنائیں، وہ سب غلط تھیں۔ ۲۰۰۱ء کے بعد ملا عمر نے کبھی پاکستان میں قدم نہیں رکھا اور آبائی سرزمین پر رہنا پسند کیا۔ اور قریباً آٹھ برس امریکی فوجی اڈے سے چند میل کے فاصلے پر رہ کر گزارے، جہاں ہزاروں فوجی موجود تھے۔ یہ امریکی اور افغان انٹیلی جنس کی ایک مکمل ناکامی تھی کہ وہ ملا عمر کو تلاش نہ کر سکیں۔

امریکہ نے افغانستان پر اکتوبر ۲۰۰۱ء میں حملہ کیا۔ اور دسمبر کے اوائل میں طالبان کے ہاتھ سے ان کا مضبوط گڑھ قندھار بھی نکل گیا۔ بعد ازاں امریکی اسپیشل فورسز اور سی آئی اے نے مدد سے حامد کرزئی نے اپنے اقتدار کو مضبوط کیا۔

پانچ دسمبر ۲۰۰۱ء کو ملا عمر نے قندھار میں ایک بزنس مین کے گھر پر طالبان تحریک کے صف اول کے رہ نماؤں کا ایک اجلاس بلایا۔ میں نے اس اجلاس کے متعدد شرکا سے بات کی۔ ان میں سے ایک ملا عبد السلام راکٹی بھی تھے، جو زابل صوبے میں طالبان کے اعلیٰ سطح کے کمانڈر تھے۔ ملا راکٹی کے مطابق اجلاس میں شرکت کرنے والے رہ نماؤں کی گھر کے اندر داخل ہونے سے پہلے تفصیلی تلاشی ہوئی اور ان میں سے بیشتر سے یہ کہا گیا تھا کہ وہ اپنی گاڑیاں تبدیل کر کے آئیں تاکہ ملا عمر کے خفیہ ٹھکانے کے افشا ہونے کا خدشہ نہ رہے۔ شہر کے مضافاتی علاقے میں واقع اس بنگلہ نما گھر کے کمرے میں ملا عمر اپنے زانو میں ایک ہتھیار لیے فرش پر بیٹھے تھے۔ جب تمام شرکا کمرے میں آکر بیٹھ گئے تو ملا عمر نے شرکا سے کہا کہ وہ اپنے وزیر دفاع ملا عبید اللہ اخند کو اپنا نائب مقرر کر رہے ہیں اور تمام اختیارات بھی اُن کے سپرد کر رہے ہیں، اس کے بعد ملا عمر نے ایک خط پر دستخط کیے جس میں لکھا ہوا تھا کہ ملا عبید اللہ اب تحریک کی کمان کریں گے۔ اس موقع پر ملا عمر نے دوبارہ شرکا سے پوچھا "کیا آپ میری بات سمجھ گئے؟"۔ اور اس کے بعد وہ اکیلے ہی کمرے سے نکل گئے۔

اس سے اگلے روز ملا عبید اللہ کی زیر قیادت طالبان نے قندھار سے پسپا ہونے کا اعلان کیا۔ دوسرے دن میڈیا کے سامنے حامد کرزئی نے اعلان کیا کہ اسامہ بن لادن اور القاعدہ افغانستان کے دشمن تھے، جب کہ طالبان اس سرزمین کے بیٹے ہیں۔ لہٰذا انہیں عام معافی دی جائے گی۔ یوں بظاہر اس لمحے جنگ ختم ہو چکی تھی۔

تاہم امریکہ اس کے برعکس سوچ رہا تھا۔ واشنگٹن کے خیال میں طالبان ایک سنگین خطرہ اور ملا عمر، اسامہ بن لادن کے بعد مطلوب ترین دہشت گرد تھے۔ امریکی ڈیفنس سیکرٹری ڈونلڈ رمز فیلڈ نے حامد کرزئی سے ملاقات کی اور مطالبہ کیا کہ وہ اپنے میڈیا بیان سے دستبردار ہو جائے اور ملا عمر کو معافی دینے کا اعلان بھی واپس لے۔ یوں امریکیوں نے طالبان سے مفاہمت سے متعلق حامد کرزئی کی کوششوں کو روک دیا اور طالبان مخالف وار لارڈ گل آغا شیرزئی کو آگے لے آئے۔ گل آغا شیرزئی اور اس کے مسلح گروپ نے مفاہمت کرنے والے طالبان کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ ان سب کا سر فہرست ہدف ملا عمر تھے۔ امریکی فورسز اور گل آغا شیرزئی کے مسلح گروپ نے ملا عمر کی تلاش میں قندھار اور ہلمند میں ایک بڑا آپریشن شروع کیا لیکن انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

دو برس کی جدوجہد کے بعد دسمبر ۲۰۱۸ء میں میری ملاقات بالآخر ایک باریش اور عینک لگائے شخص سے ہوئی جس کی داڑھی اب سرمئی رنگ اختیار کر چکی تھی۔ یہ عبد الجبار عمری تھے۔ افغانستان پر حملے سے ۲۰۱۳ء میں ملا عمر کی وفات تک وہ باڈی گارڈ کے طور پر ان کے ساتھ رہے۔ اور اب ۲۰۱۷ء سے این ڈی ایس کی "حفاظتی تحویل" میں ہیں۔ عبد الجبار عمری سے کیے گئے انٹرویوز اور دیگر باخبر ذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات کے نتیجے میں ۲۰۰۱ء کے بعد ملا عمر کے گزرنے والے ماہ و سال کے بارے میں مجھے تفصیلی آگاہی ہوئی کہ کس طرح انہوں نے اپنی زندگی کا یہ عرصہ پہاڑی سلسلوں پر محیط زابل صوبے کے دور افتادہ دو چھوٹے دیہات میں گزارا۔

اس تحقیقی کام کے دوران سابق طالبان وزیر خزانہ اور ملا عمر کے قریبی دوست معتصم آغا جان نے مجھے بتایا کہ بانی طالبان تحریک نے دسمبر ۲۰۰۱ء میں قندھار میں ان سے رابطہ کیا تھا تاکہ ان کی فیملی کے لیے محفوظ راستے کا انتظام کیا جا سکے۔ بعد ازاں معتصم آغا جان نے ملا عمر کی اہلیہ اور ان کے بچوں کو پاکستان منتقل کر دیا۔ تاہم اس کے بعد معتصم آغا جان کا ملا عمر سے کوئی رابطہ نہیں ہوا اور نہ ملا عمر نے اپنی اہلیہ کو دوبارہ دیکھا۔

عبد الجبار عمری نے بتایا کہ اس دوران ملا عمر کو محفوظ مقام پر پہنچانے کے لیے ملا عبید اللہ نے ان سے رابطہ کیا۔ طالبان دور میں عبد الجبار عمری شمالی افغانستان میں ایک صوبے کے گورنر تھے۔ اور ان کا تعلق زابل صوبے کے ہوتک قبیلے سے ہے۔ ملا عمر کے والد اور دادا بھی اسی صوبے میں رہتے تھے۔ ان کا تعلق ہوتک قبیلے کی شاخ 'تنزئی' سے تھا۔ تاہم زابل کی بجائے ملا عمر قندھار اور ارزگان میں پلے بڑھے۔

ملا عبید اللہ کو اختیارات سونپنے کے دو روز بعد تک ملا عمر قندھار میں رہے۔ تاہم ۷ دسمبر ۲۰۰۱ کو جب ڈونلڈ رمز فیلڈ نے طالبان سے مفاہمت سے متعلق کرزئی کے معاہدے کو مسترد کر دیا تو ملا عمر نے شہر چھوڑ دیا۔ اس روز دوپہر کے قریب قندھار اور کابل کے درمیان والی سڑک پر واقع نساجی وول فیکٹری کے نزدیک دو گاڑیاں گزریں۔ اس قافلے میں شامل ایک لینڈ کروزر میں عبد الجبار عمری اور ٹویوٹا اسٹیشن ویگن میں ملا عمر بیٹھے تھے۔ ملا عمر کے ساتھ ٹویوٹا ویگن میں ملا عزیز اللہ بھی موجود تھے، جو ملا عمر کے ہم زلف تھے۔ شام کے وقت یہ قافلہ زابل کے صدر مقام قلات پہنچا۔

عبد الجبار عمری نے بتایا کہ وہ قلات کو ملا عمر کے لیے محفوظ مقام سمجھتے تھے۔ قلات میں عبد الجبار عمری نے اپنے سابق ڈرائیور عبد الصمد استاذ کی مدد سے قلات میں ملا عمر کی خفیہ رہائش گاہ کا انتظام کیا۔ بعد ازاں ۲۰۱۷ء میں ملا عبد الصمد استاذ انتقال کر گئے۔ دنیا سے رخصت ہونے سے قبل وہ امریکی اور افغان فورسز کی نظروں سے بچنے کے لیے قلات میں ٹیکسی چلاتے رہے۔

عبد الجبار عمری نے فیصلہ کیا کہ وہ اور ملا عمر، ملا عبد الصمد استاذ کے گھر میں خفیہ طور پر قیام کریں گے۔ جہاں استاذ اپنی فیملی کے ہمراہ رہائش پذیر تھے۔ یہ کچا مکان زابل کے گورنر کے کمپاؤنڈ سے چند قدم کی مسافت پر تھا۔ عبد الجبار عمری کے بقول ملا عبد الصمد استاذ کا کچا مکان روایتی افغان مکانوں کی طرح تھا۔ اور افغان روایات کے مطابق ہی مکان کی اونچی دیواریں تھیں۔ ایک کچی دیوار کے ساتھ قطار سے کمرے بنے تھے اور درمیان میں صحن تھا۔ کونے میں بنے ایل شکل کے کمرے میں ملا عمر نے قیام کیا۔ اس کمرے کے دروازے کو چھپانے کے لیے دیوار میں ایک بڑی الماری کی شکل دی گئی تھی۔ مہمان کی شناخت چھپانے کے لیے استاذ کی اہلیہ سمیت کسی کو بھی کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔ تاہم فیملی کو صرف اتنا معلوم تھا کہ کمرے میں صف اول کے ایک طالبان رہنما رہائش پذیر ہیں۔ عبد الصمد استاذ نے اپنی قریبی دوست وکیل زرگے کو بتایا "میں نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر ڈرایا تھا کہ اگر اس رہنما کی معلومات کسی کو دی گئیں تو پورے خاندان کو جان سے مار دیا جائے گا"۔ لہٰذا جس قدر ممکن تھا، استاذ کی فیملی اور اس کا سسرال اس کمرے سے دور رہا کرتے تھے۔

عبد الصمد استاذ نے بطور ٹیکسی ڈرائیور اپنی زندگی گزارنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ عبد الجبار عمری کا زیادہ وقت مکان کے اندر ملا عمر کے ساتھ گزرتا تھا۔ معتصم آغا کے مطابق طالبان ۲۰۰۴ء کے نزدیک دوبارہ متحرک ہوئے۔ اس کے نتیجے میں امریکی فورسز نے بھی اپنی پیٹرولنگ میں اضافہ کر دیا۔ عبد الجبار عمری نے بتایا کہ چار برس کے دوران دو مواقع ایسے تھے جب امریکی فورسز قلات میں ملا عمر کے خفیہ ٹھکانے پر پہنچ گئیں۔ اور ان کے پکڑے جانے کا شدید خطرہ تھا۔ ایک رات جب امریکی فوجی مکان کے نزدیک نمودار ہوئے، اس وقت ملا عمر اور عبد الجبار عمری برآمدے میں تھے لیکن فوجی اندر داخل ہوئے بغیر چلے گئے۔ جب کہ دوسری بار غیر ملکی فورسز کے اہل کار آئے تو عبد الجبار گھر میں موجود نہیں تھے۔ اہل کاروں نے گھر کے تمام کمروں کی تلاشی لی لیکن ملا عمر کے کمرے کی تلاشی کے بغیر واپس چلے گئے۔

۲۰۰۴ء میں امریکیوں نے اپنے نئے بیس کی تعمیر شروع کی، جو ملا عمر کے خفیہ ٹھکانے سے چند منٹ کی مسافت پر تھا۔ یہ وہ موقع تھا جب ملا عمر نے اس خفیہ ٹھکانے سے منتقل ہونے کا فیصلہ کیا۔ ملا عبد الصمد استاذ اور عبد الجبار عمری کی مدد سے ملا عمر قلات کے جنوب مشرق میں تقریباً ۲۰ میل دور واقع ضلع سیورے میں رہائش پذیر ہوئے۔ ۲۰۰۱ء کے بعد سیورے، بڑے ضلع شینکے کا حصہ بن گیا تھا۔ ملا عمر کے والد کے خاندان کا بھی اس علاقے سے تعلق تھا۔ جب کہ عبد الصمد استاذ اور عبد الجبار عمری بھی اسی علاقے میں پیدا ہوئے تھے۔ ۲۰۰۵ء تک بھی یہ علاقہ طالبان کے زیر اثر تصور کیا جاتا تھا۔ یہاں عبد الجبار عمری نے ملا عمر کے لیے مضافات میں ایک چھوٹے دریا کے قریب خفیہ رہائش گاہ تعمیر کی۔ یہاں آب پاشی کے لیے سرنگیں بھی موجود تھیں۔ لہٰذا فرار ہونا آسان تھا۔

ایک مقامی قبائلی عطاجان کے مطابق ابتدا میں زابل حکام نے حامد کرزئی کو آگاہ کیا تھا کہ ملا عمر اس صوبے میں موجود ہو سکتے ہیں۔ جس پر حامد کرزئی نے اس حوالے سے امریکی حکام کو بھی آگاہ کیا۔ لیکن امریکی حکام حامد کرزئی کی بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھے اور ان کا کہنا تھا کہ ملا عمر پاکستان میں ہیں۔ عطاجان نے یہ بھی بتایا کہ ملا عمر کی تلاش کے لیے حامد کرزئی نے زابل میں جعلی ڈاکٹروں کی ایک ٹیم بھی بھیجی تھی۔ جیسا کہ سی آئی اے نے اسامہ بن لادن کا سراغ لگانے کے لیے جعلی ویکسین مہم چلائی تھی۔ لیکن یہ حربہ بھی ناکام رہا۔ ان میں سے ایک جعلی ڈاکٹر، حامد کرزئی کے سوتیلے بھائی احمد ولی کا اسسٹنٹ تھا۔ احمد ولی بعد میں مارا گیا تھا۔

جبار عمری کے مطابق ۲۰۰۳ء میں ملا عمر نے ملا عبید اللہ اور ان کے ڈپٹی ملا برادر کو ایک کیسٹ کے ذریعے ہدایات بھیجیں۔ اسی کیسٹ میں ملا عمر نے ملا عبد اللہ کی طالبان تحریک کے کمان دان کے طور پر تصدیق کی۔ ملا عمر شوریٰ کے ہر رکن پر بہت زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ کیسٹ کے ذریعے ملا عمر کے پیغامات یا ہدایات ایک پیغام بر شوریٰ کے پاس لے کر جاتا تھا۔ غالب گمان یہی ہے کہ یہ پیغام بر ملا عمر کے عزیز ملا عزیز اللہ تھے۔ یہ پیغام بر ملا عمر

کے پاس اس وقت پہنچتا تھا جب شوریٰ کسی معاملے کو حل کرنے میں مسائل کا شکار ہوتی تھی۔

جبار عمری کے مطابق اپنی ہدایات سے متعلق ایک کیسٹ ملا عمر نے ۲۰۰۷ء میں بھیجی تھی جب معروف طالبان کمانڈر ملا داداللہ ہلمند میں شہید ہوئے۔ جس پر ملا داداللہ کے سوتیلے بھائی منصور داداللہ نے اپنے بھائی کے قتل کے شک میں دو طالبان ارکان کو حراست میں لے لیا تھا۔ عمری کے بقول ملا عمر ان طالبان ارکان کی فوری رہائی چاہتے تھے۔

جب ایک بار پیغام بر کو پاکستان میں مختصر حراست میں لیا گیا تو ملا عمر نے کیسٹ کے ذریعے شوریٰ سے رابطے کا سلسلہ بند کر دیا۔ بعد ازاں پیغام بر کو ملا عمر زبانی پیغام دے کر بھیجا کرتے تھے۔ عمری نے بتایا کہ شوریٰ دوحہ میں طالبان کا سیاسی دفتر کھولنے پر آمادہ نہیں تھی۔ تاہم ملا عمر اس دفتر کو کھولنے کے حق میں تھے۔

جبار عمری نے بتایا "سیورے میں اپنے قیام کے دوران ملا عمر بہت کم اپنے کمرے سے باہر نکلا کرتے تھے۔ تاہم سرد موسم میں وہ دھوپ سینکنے کے لیے کچھ وقت کے لیے اپنے کمرے سے ضرور باہر آتے۔ ہم آپس میں بہت آہستہ آواز میں بات کیا کرتے تھے اور اس موقع پر تکیے اور موٹے تنکے دروازے کے آگے رکھ دیا کرتے تھے تا کہ کوئی ہماری آواز نہ سن پائے"۔ عمری کے بقول ایک بار انہوں نے ملا عمر سے پوچھا کہ انہیں اپنی فیملی یاد آتی ہے تو انہوں نے نفی میں سر ہلا دیا۔ عمری نے خفیہ ٹھکانے پر ملا عمر کے بیٹھے ملا یعقوب کو لانے کی پیش کش بھی کی لیکن ملا عمر نے اس سے بھی انکار کر دیا۔

خفیہ ٹھکانے میں عمری کے لیے زیادہ کام نہیں تھا۔ وہ عموماً ملا عمر کے لیے کھانا تیار کرتے یا پھر کھانے کے برتن دھوتے۔ ملا عمر کھانا اور عبادت تنہا کرنا پسند کرتے تھے۔ اور بعض اوقات اپنا کھانا خود بھی پکا لیتے۔

ملا عمر اور جبار عمری آپس میں زیادہ گفتگو نہیں کرتے تھے۔ دونوں کے درمیان عموماً اس وقت مختصر گفتگو ہوتی جب وہ کچن میں وضو کے لیے آتے۔ عموماً ملا عمر صرف اپنی حنا یا مہندی کے بارے میں پوچھا کرتے تھے، جس سے وہ اپنی داڑھی رنگا کرتے تھے۔ میزبان فیملی سے بھی ملا عمر کی مختصر بات چیت اس وقت ہوتی تھی، جب وہ فیملی کے دو بھائیوں کو سودا سلف لانے کے لیے رقم دیا کرتے تھے۔ ملا عمر گوشہ نشینی پسند کرتے تھے۔

۲۰۱۳ء کے اوائل میں ملا عمر بیمار ہو گئے۔ وہ کثرت سے کھانستے اور انہیں الٹیاں بھی ہوتیں۔ جبار عمری ان کے لیے شوروہ سوپ تیار کرتے جو ملا عمر کا پسندیدہ کھانا تھا۔ لیکن ملا عمر صحت یاب نہ ہو سکے۔ جبار عمری کے بقول ملا عمر نے خود کو قسمت کے حوالے کر دیا تھا۔ جب عمری نے ڈاکٹر لانے پر اصرار کیا تو ملا عمر نے انکار کر دیا۔ جب کہ پاکستان میں علاج کرانے سے متعلق جبار عمری کی پیش کش کو بھی تسلیم نہیں کیا۔ ۲۳/ اپریل کو ملا عمر انتقال کر گئے۔

جبار عمری نے بتایا کہ "میں نے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ رات کے وقت ملا عمر کی تدفین کی۔ طالبان تحریک کے بانی کو بغیر تابوت کے ایک قبر میں سپرد خاک کیا گیا۔ اس موقع پر رات کی تاریکی میں جبار عمری نے موبائل فون سے ملا عمر کی تدفین کی ویڈیو بھی بنالی تھی۔ تا کہ اسے ثبوت کے طور پر ملا عمر کے بیٹھے ملا یعقوب اور سوتیلے بھائی عبد المنان کو دکھایا جاسکے۔ جب عمری کوئٹہ جا کر ملا یعقوب اور عبد المنان کو زابل لے کر آئے تو انہوں نے قبر کشائی پر اصرار کیا۔ یوں ان کی تسلی کے لیے قبر کشائی کی گئی۔ عمری بتاتے ہیں کہ ملا یعقوب اور عبد المنان نے خفیہ ٹھکانے میں موجود ملا عمر کی تمام اشیا کا تفصیلی جائزہ بھی لیا۔

☆☆☆☆☆

وہ انسان بھی کیا خوب انسان تھا، جس نے افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں آنکھیں کھولیں اور جس کے مزاج میں شروع ہی سے جہاد سے وابستگی رچ بس گئی تھی ...جب سے اس شخص نے ہوش سنبھالا تھا تو اس نے انسانوں کو اپنے سامنے زخمی شہید ہوتا ہوا دیکھا تھا...

ان المناک حادثات کی وجہ سے اس نے کئی لوگوں کو غم کی وادیوں میں چرتا ہوا پایا تھا... ایک یا دو دفعہ کی بات نہیں بلکہ وہ تو یہ واقعات شروع ہی سے دیکھتا چلا آرہا تھا، اچانک اس کے دل میں یہ خیال گردش کرنے لگا ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کیوں کاٹا جا رہا ہے؟

اس خیال کے آتے ہی اس نے اس کا حل نکال ڈالا اور اس کے دل نے یہ گواہی دی کہ اس ظلم و زیادتی کا حل صرف اور صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے جہاد! پھر اس نے اس ظلم کے خلاف پل باندھنے کے لیے اپنے چند رفقا کو تیار کر لیا، یہ گنتی کے چند نادار غریب طلبا اُٹھے اور ظلم کے خلاف کھڑے ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ چند طلبا ہزاروں کی تعداد کو پہنچ گئے... ان لوگوں نے ظلم و سربریت کی اس ناقابل فراموش داستان کا قلع قمع کر دیا اور پھر ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو گیا، وہ شخصیت کون تھی جس کی اس مختصر تحریک نے دنیا کے سپر پاور کو صفر پاور بنا دیا...

وہ شخصیت کون تھی جس کو دیکھتے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یاد تازہ ہو جاتی تھی... وہ شخصیت کون تھی جس کو ایک شخص نے دیکھا تو فوراً بے ہوش ہو گیا بعد میں جب اس شخص سے لوگوں نے وجہ معلوم کی تو اس نے بتایا کہ جو جو علامات ہم نے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنی تھیں اس شخصیت میں مَیں نے وہ علامات پائی تھیں اس لیے میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا۔

وہ شخصیت حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی تھی جن کی وجہ سے افغانستان میں وہ حکومت اسلامیہ قائم ہوئی تھی... ان کو بجا طور پہ عمر ثالث کہا جائے بے جا نہ ہو گا!

ملا عمرؒ اللہ کے ولی تھے

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی زندگی پر کتاب لکھنے والی ڈچ صحافی بیٹے ڈیم نے جہاں بہ تفصیل سے یہ بتایا ہے کہ زابل میں ۱۲ سالہ گوشہ نشینی کے دوران امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کیا کرتے رہے، وہیں اس نے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا ہے کہ امیر المومنین ولی اللہ کے درجے پر فائز ہو چکے تھے۔ وہ اس کا ایک ثبوت یہ دیتی ہیں کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے انتقال کے دن افغانستان کے خشک علاقے میں حیرت انگیز طور پر شدید ژالہ باری ہوئی جس سے فوجی اڈے پر کھڑے متعدد امریکی ہیلی کاپٹر تقریباً تباہ ہو گئے۔

بیٹے ڈیم کی کتاب میں پیش کیے گئے اس مؤقف کے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کبھی پاکستان نہیں گئے بلکہ سارا وقت افغانستان میں ہی تھے، پر کابل کی اشرف غنی حکومت، بعض امریکی حکام اور بھارتی اسٹیبلشمنٹ شدید ناراض ہیں۔ کتاب لکھنے کے بعد انٹرویوز میں بیٹے ڈیم کا کہنا تھا کہ شروع میں وہ بھی یہی سمجھتی تھی کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ پاکستان میں مقیم تھے لیکن ریسرچ سے حقیقت سامنے آ گئی۔

بیٹے ڈیم نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی ۱۲ سالہ گوشہ نشینی کی بیشتر معلومات ان کے آخر وقت کے ساتھی ملا عبد الجبار عمری سے حاصل کی ہیں۔ عبد الجبار عمری اس وقت افغان خفیہ ادارے این ڈی ایس کی قید میں ہیں۔ تاہم ڈچ صحافی کے بقول اس نے تمام معلومات کی دوسرے ذرائع سے تصدیق بھی کی۔ اس کے علاوہ بیٹے ڈیم کا کہنا ہے کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قبر کا مقام معلوم کرنے کے باوجود اس نے کتاب میں اس کی نشاندہی نہ کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ خدشہ تھا کہ افغان حکام 'امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قبر کی بے حرمتی کریں گے۔

کتاب میں بتایا گیا ہے کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے ۲۰۰۱ء کے اختتام سے چار برس زابل کے دارالحکومت قلات میں گزارتے اور باقی ساڑھے ۷ برس زابل میں ہی ضلع شنکے کے علاقے سیورے میں مقیم رہے۔

عبد الجبار عمری نے ڈچ صحافی کو بتایا کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ بہت کم بولتے تھے اور جب بولتے تو آواز بہت دھیمی ہوتی۔ ایک مرتبہ عبد الجبار نے پیشکش کی کہ وہ ان کے بیٹے یعقوب کو ملاقات کے لیے لاسکتے ہیں تاہم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے انکار کر دیا۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ تنہا رہ کر عبادت کرنا پسند کرتے، کبھی کبھی وہ خود بھی کھانا بناتے۔ عبد الجبار عمری سے بھی ان کی بات اس وقت ہی ہوتی جب دونوں نماز کے لیے وضو کر رہے ہوتے۔ وہ اپنی سفید داڑھی پر باقاعدگی سے مہندی لگاتے۔ سیورے میں میزبان خاندان سے ان کی بات چیت صرف اسی وقت ہوتی جب وہ اخراجات کے لیے رقم انہیں دیتے۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا زیادہ وقت قرآن اور حدیث پڑھتے گزرتا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس سے انہیں مسرت ملتی ہے۔ وہ اکثر قرآنی آیات عبد الجبار عمری کو سناتے۔ عبد الجبار عمری کا کہنا ہے کہ قرآن و حدیث کے علاوہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے کچھ نہیں پڑھا۔

وہ دیر تک مراقبے کی طرح ایک ہی جگہ بیٹھے رہتے۔ ایک سہ پہر عبد الجبار نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کو دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھے دیکھا، ان کی آنکھیں بند تھیں۔ عبد الجبار کو خدشہ ہوا کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ سو رہے ہیں اور ان کی نماز قضا ہو جائے گی۔ لہٰذا انہوں نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کو ہلا کر جگانے کی کوشش کی۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اس پر برہم ہو گئے۔ تاہم اگلے کھانے پر انہوں نے عبد الجبار عمری سے معذرت کی اور بتایا کہ ''میں گہری عبادت میں مشغول تھا اور اللہ کی جانب سے تخلیقِ کائنات پر غور کر رہا تھا''۔

عبد الجبار عمری کے مطابق امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے پاس ایک پرانا نوکیا فون تھا جس میں سم نہیں تھی۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ فون پر بات نہیں کرتے تھے تاہم وہ اس فون میں اپنی آواز میں قرآنی آیات ریکارڈ کرتے جو بعد میں سنتے رہتے۔ بعض اوقات وہ اپنے ساتھی کے ساتھ کلاسک (قرآنی) عربی بولتے۔ بیٹے ڈیم لکھتی ہے، عبد الجبار عمری کو لگنے لگا کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ ولی کے درجے پر پہنچ گئے ہیں اور انہیں الہام ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ ان الہامات کو تحریری شکل میں لانے کی کوشش بھی کرتے اور اس مقصد کے لیے انہوں نے اپنی الگ زبان ایجاد کی۔ اس زبان میں انہوں نے چار موٹی نوٹ بکس بھر دیں، جو ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے یعقوب کے حوالے کی گئیں۔

یہاں ڈچ صحافی لکھتی ہے کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے انوکھی زبان شاید اس لیے اپنائی تھی کہ وہ زیادہ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔ بیٹی ڈیم کا یہ بھی کہنا ہے کہ عام تاثر یہ ہے کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے پاکستان کے مدرسہ حقانیہ میں تعلیم حاصل کی لیکن حقیقت میں انہوں نے صرف بنیادی دینی تعلیم لی تھی۔

(بقیہ صفحہ ۸۳ پر)

ہمیں امریکہ کے ساتھ بات چیت کرنے یا کرانے میں کسی ملک کا کوئی ذرّہ بھر کردار شامل نہیں ہے

روزنامہ ڈان سے ذبیح اللہ مجاہد کی گفتگو

امارتِ اسلامیہ افغانستان کے ترجمان محترم ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ نے یہ انٹرویو پاکستان کے معروف انگریزی اخبار روزنامہ ڈان کو دیا۔ برادرم ہارون بلخی نے اس انٹرویو کا اردو ترجمہ کیا ہے

سوال: کیا آپ اپنے دستور اور منشور کے حوالے سے بتاسکتے ہیں؟

جواب: اب تک ہمارا مدون اور طبع شدہ دستور نہیں ہے۔ البتہ ہمارے اہداف متعین ہیں۔ ہمارے اہداف افغانستان سے جارحیت کا خاتمہ، اسلامی نظام کا نفاذ، امن و امان کی فراہمی، ملک کی تعمیر نو اور اہل وطن کی خدمت کرنا ہے۔

سوال: آپ کے نمائندے شیر محمد عباس ستانکزئی نے کابل حکومت کے موجودہ آئین کو غلط، مغرب سے کاپی اور صلح کے حوالے سے ایک رکاوٹ سمجھا ہے۔ اس بات کے لیے کون سی دلیل ہے؟ اس آئین میں کون سی متعین شقیں ہیں، جنہیں طالبان تسلیم نہیں کرتے۔ برائے مہربانی ان کی نشان دہی کیجیے؟

جواب: ستانکزئی صاحب کی باتیں درست ہیں۔ درحقیقت کابل انتظامیہ کا آئین امریکی جارحیت کے زیر سایہ ان کے مفاد میں مرتب ہوا ہے۔ کوئی ملک بھی اس طرح کا آئین تسلیم نہیں کرے گا، جو طیاروں کے بمباری کے سائے میں کسی ملک کے لیے بنایا گیا اور اسی ملک پر مسلط کیا گیا ہو۔ افغان معاشرہ ایک خالص اسلامی معاشرہ ہے۔ ہمارے لیے آئین' اسلامی شریعت کی روشنی میں مرتب ہو کر بعد میں سامنے آئے گا۔ جب ہم نے اسلامی نظام نافذ کر دیا۔ اس کے بعد ہم موجودہ آئین میں لازمی تبدیلیاں لے آئیں گے۔ تمام غیر شرعی شقوں کی اصلاح کریں گے۔ میں اب ان شقوں کو یہاں نقل نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس آئین کو علما کے تجزیہ کی ضرورت ہے۔ جس سے (اسلام مخالف) نواقض کی نشان دہی ہو جاتی ہے۔

سوال: ستانکزئی نے یہ بھی کہا کہ طالبان علما کی جانب سے مرتب شدہ اسلامی آئین چاہتے ہیں۔ آپ کے آئین میں کیا ہوگا؟ آپ کے آئین اور موجودہ آئین کی کن شقوں میں فرق ہوگا اور کیا طالبان ایسے علما کو مد نظر رکھتے ہیں، جو اس طرح آئین لکھیں گے؟

جواب: جی ہاں! یہ بات سچ ہے۔ ہم اس طرح کا آئین چاہتے ہیں، جو شریعت کی ہدایات کے مطابق ہو۔ ہمارے معاشرے میں ایسے علما موجود ہیں، جو استقلال کے حصول کے بعد اکٹھے ہوں گے۔ موجودہ آئین میں موجود مسائل کی نشان دہی کریں گے۔ اس کی جگہ اسلامی شقیں شامل کریں گے۔ چونکہ اب میں ان علما کے بارے میں بتاسکوں اور نہ ہی ان شقوں کے متعلق، جو شریعت سے متصادم ہیں، اس لیے کہ وہ اُس وقت کے علما کا کام ہے۔

سوال: طالبان افغانستان کے مستقبل کے سیاسی نظام میں اپنے لیے کون سا کردار دیکھ رہے ہیں اور اس سے طالبان کا کیا مقصد ہے، جو کہا جاتا ہے کہ ہم افغان عوام کا مشترکہ سیاسی نظام چاہتے ہیں؟

جواب: ہم مستقبل کے سیاسی نظام میں اہم کردار ادا کریں گے۔ جس کی فی الحال نشان دہی قبل از وقت ہوگی۔ 'افغان عوام کے مشترکہ سیاسی نظام' کا معنی یہ ہے کہ افغانستان کے تمام طبقات کے نمائندے اس نظام میں ہوں گے۔ تمام نمائندے اسلام و ملک اور عوام کی خدمت کریں گے۔ سب لوگ بغیر کسی تنازع کے نظام میں اپنے نمائندوں کو دیکھ لیں گے۔

سوال: کیا طالبان نے عبوری حکومت کے حوالے سے مذاکرات کیے ہیں۔ اگر کیے ہیں تو طالبان کے نزدیک حکومت کس طرح ہوگی اور کون کون سے کام کرے گی؟

جواب: جی نہیں! عبوری حکومت کے حوالے سے گفتگو نہیں ہوئی اور یہ ہماری تجویز نہیں ہے۔

سوال: ستانکزئی صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ طالبان صلح اور حقوق نسواں کے لیے وفادار رہیں گے۔ مگر اسی حالت میں یہ بھی کہا جارہا ہے کہ بیرونی ثقافت، ڈرامے اور فلمیں خواتین کو افغان روایات توڑنے کی تعلیم دے رہی ہیں، لہٰذا ان کے خلاف قدم اٹھایا جائے گا۔ اس تناظر میں افغان خواتین اور حقوق نسواں کے اداروں کی جانب سے خدشات سامنے آئے ہیں کہ ممکن ہے طالبان دوبارہ اس زمانے میں چلے جائیں، جو بیس سال پہلے تھا۔ لہٰذا آپ خواتین کے لیے معاشرے میں کون سا کردار دیکھ رہے ہیں؟

جواب: جناب ستانکزئی کی بات درست ہے۔ ہمارا معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ ہے۔ ہم خواتین اور مردوں کے لیے وہ حقوق اور زندگی گزارنے کا طریقہ کار چاہتے ہیں، جس کی نشان دہی اسلامی شریعت کرے گی۔ اس عظیم ہدف کے لیے افغان عوام نے بیس لاکھ شہدا کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ البتہ ماضی میں جو مسائل سامنے آئے تھے، وہ تمام حقائق نہیں تھے۔ اکثر حصوں میں پروپیگنڈے ہوئے تھے۔ کچھ مسائل بھی تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم نئے آئے ہوئے تھے یا تب ہم جو کر رہے تھے، وہ تب کے معاشرے کی ضرورت تھی، اس سے پہلے بہت وسیع جنگیں اور فساد گزر چکے تھے۔ اس کی دوبارہ اصلاح میں کچھ

ضرورت تھی۔ اب حالات بدل چکے ہیں۔ عوامی آگاہی کی سطح بلند ہوئی ہے۔ کافی تجربات حاصل ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد مردوں اور خواتین کے حقوق کی فراہمی میں کوئی مسئلہ نہیں آئے گا۔ ان شاءاللہ

سوال: جب کہ طالبان دوحا اور ماسکو میں امن مذاکرات کر رہے ہیں تو افغانستان میں حملوں میں کیوں شدت لائی گئی ہے؟

جواب: دوحا میں ہم امریکہ کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہیں، مگر اب تک کسی ایسے نتیجے پر نہیں پہنچے، جس کے نتیجے میں امریکہ اور اس کے داخلی حامیوں پر حملے نہ کیے جائیں۔ ماسکو کانفرنس میں بھی اس طرح کا کچھ طے نہیں ہوا۔ جس سے ہماری جنگ اور فوجی دباؤ کو بندش کا سامنا کرنا پڑے۔ ہم جنگ پر مجبور ہے۔ دشمن بھی ہم پر حملے کر رہا ہے اور ہم بھی اس کے خلاف لڑ رہے ہیں۔

سوال: کیا یہ غیر اخلاقی بات نہیں کہ طالبان کابل حکومت سے گفتگو نہیں کرتے۔ افغان امن کا فیصلہ امریکہ کے ساتھ ہو رہا ہے تو اس صورت میں وہ فیصلہ افغانستان میں کس طرح نافذ العمل ہو سکے گا؟

جواب: کابل انتظامیہ کے ساتھ بات چیت کرنے میں کچھ مسائل ہیں۔ اگر ہم کسی حکومت کے نام سے کابل انتظامیہ سے گفتگو کریں تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ ہم اس مزدور انتظامیہ کو ایک قانونی افغان انتظامیہ کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ جب کہ وہ استعماری طیاروں کی بمباری کی قوت پر ہم مسلط کی گئی ہے۔ لہٰذا اس طرح ہم باغی کہلائیں گے۔ نتیجتاً ہمیں مزاحمت نہیں کرنی چاہیے۔ لہٰذا ایسے حالات میں کوئی بھی غیر ملکی مسلط شدہ نظام کو تسلیم نہیں کرتا۔ ہمارے فیصلے ضرور نافذ العمل ہوں گے، جنہیں افغان عوام اور ہمارے مجاہدین چاہتے ہیں۔

سوال: کیا طالبان فائر بندی اور بین الافغان بات چیت کے خلاف ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیوں؟

جواب: جب تک امریکی دراندازی باقی رہے گی، فائر بندی اور بین الافغان گفتگو کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ اس لیے کہ امریکی جارحیت نے تمام گفتگو کو بے فائدہ کر رکھا ہے۔ تمام اختیارات امریکی استعمار کے پاس ہیں۔ ہمارے رہنماؤں پر بمباری اور حملے ہوتے رہتے ہیں۔ اس صورت حال میں فائر بندی اور بین الافغان ڈائیلاگ کے لیے ہمیں موقع نہیں ملتا۔ ہمیں سب سے پہلے بیرونی جارحیت کو ختم کرنا چاہیے۔ ہم اس کے بعد اپنے داخلی مسائل حل کرنے کے لیے فارغ ہو سکیں گے۔

سوال: وہ کون سے افغان رہنما ہیں، جو موجودہ حکومت میں کام کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے، مگر طالبان ان سے ملنا چاہتے ہیں؟

جواب: ہم ہر اس شخص کے ساتھ بات کر سکتے ہیں، جو ہمارا مخالف رہا ہو۔ مگر اب کابل انتظامیہ میں کام نہیں کرتا۔ البتہ جو فرد موجودہ نظام میں سرکاری عہدوں پر فائز اور نظام کا حصہ ہے، اس سے بات چیت نہیں کر سکتے۔ البتہ تمام مخالف فریقوں سے گفتگو کرنا تنازع کے حل اور صلح کے بہتر نتائج کے لیے ضروری ہے۔ اس میں افغان عوام کی بہتری ہے۔

سوال: طالبان کو مذاکرات کی میز پر لانے میں پاکستان نے کردار ادا کیا ہے؟

جواب: امریکہ کے ساتھ بات چیت کا ارادہ ہمارا اپنا ہی تھا۔ ہم نے جارحیت سے پہلے بھی امریکہ سے کہا تھا کہ جنگ کے بجائے ہمارے ساتھ مذاکرات کریں۔ اس کے بعد ۲۰۱۳ء کو ہم نے گفتگو کے لیے دوحا میں سیاسی دفتر قائم کیا۔ اسی لیے کہ امریکہ اور ہمارے درمیان بات چیت ہو۔ مگر تب امریکہ مذاکرات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اب امریکہ نے مذاکرات کی حامی بھری ہے۔ لہٰذا ہم بھی گفتگو کے عمل میں شریک ہو گئے ہیں۔ ہمیں امریکہ کے ساتھ بات چیت کرنے یا کرانے میں کسی ملک کا کوئی ذرّہ بھر کردار شامل نہیں ہے۔ یہ ہمارا اپنا ماضی کا موقف ہے۔

سوال: طالبان کی جانب سے القاعدہ رہنماؤں کی حمایت ایسا عمل تھا، جو ان کی حکومت کے خاتمے کا سبب بنا۔ اگر ایک بار پھر طالبان برسر اقتدار آ جائیں تو کیا طالبان پھر بھی اس طرح کی جماعتوں اور گروپوں کو جگہ دیں گے؟

جواب: امارت اسلامیہ کے دور اقتدار میں غیر افغان مجاہدین کی حفاظت اور انہیں ٹھکانہ دینے بارے معاملہ یہ ہے کہ جو مجاہدین روس کے ساتھ جہاد کے زمانے میں افغانستان آئے تھے اور یہاں ہمیں میراث میں ملے تھے، ان کے ساتھ تعاون ایک مذہبی ضرورت اور روایتی مطالبہ تھا۔ اب ان میں سے کوئی ایسا شخص یہاں نہیں ہے۔ جسے پناہ دینے کی ضرورت ہو۔ البتہ ہم نہایت صراحت سے کہتے ہیں کہ امارت اسلامیہ افغانستان کی سرزمین کسی کے خلاف استعمال نہیں ہونے دے گی۔

[بشکریہ ماہنامہ شریعت]

☆☆☆☆☆

جہادِ کشمیر؛راستہ و منزل

انٹرویو استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

ادارہ السحاب برصغیر آج جماعۃ قائدۃ الجہاد برصغیر کے ترجمان استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ سے گفتگو کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ طویل عرصے سے اس ملاقات کے لیے کوششیں جاری تھیں لیکن کچھ نامساعد حالات کی وجہ سے اس خواہش کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچایا جاسکا۔ القاعدہ برصغیر کے قیام کے بعد چونکہ یہ پہلا انٹرویو ہے اس لیے سوالات کی کثرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس انٹرویو کو متعدد نشستوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس سلسلے کی دوسری نشست کا بقیہ حصہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ادارہ السحاب: جہادِ کشمیر میں القاعدہ عملاً کس طرح اپنا کردار ادا کر رہی ہے؟

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ: چند باتیں عملاً اس حوالے سے اپنے کشمیری بھائیوں کے سامنے ابتدا میں رکھنا چاہتا ہوں کہ یہاں خراسان میں ہمارے اس قافلے میں مقبوضہ کشمیر سے تعلق رکھنے والے کئی مجاہد اور مہاجر بھائی تھے اور الحمدللہ ابھی بھی موجود ہیں، یہ وہ بھائی ہیں جنھوں نے جہاد کے لئے پاکستان ہجرت کی تھی مگر جب پاکستانی فوج نے اپنی پالیسی تبدیل کی تو انہیں اس فوج اور اس کی ایجنسیوں نے جہاد ترک کرنے اور پاکستان میں ملازمتیں شروع کرنے پر مجبور کیا۔ اللہ کے ان شیروں نے الحمدللہ اس ذلت سے انکار کیا اور یہاں خراسان آکر القاعدہ میں شمولیت اختیار کی۔ پھر یہاں یہ کشمیری بھائی امریکی اتحاد کے خلاف معرکوں میں شریک رہے اور ابھی بھی الحمدللہ شریک ہیں، ساتھ ہی ساتھ وادیٔ کشمیر سے بھی ان کی نظریں نہیں ہٹیں اور یہ بھارت کے خلاف بھی تیاری کرتے رہے۔ ان میں سے کئی کشمیری بھائی ایسے ہیں جو امریکی حملوں میں شہید بھی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادتیں قبول فرمائے اور ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔ اس فہرست میں مجاہدین بھی شامل ہیں اور قائدین بھی، مقبوضہ کشمیر سے تعلق رکھنے والے بھی اور پاکستانی کشمیر سے تعلق رکھنے والے بھی۔ شیخ احسن عزیز رحمہ اللہ ہمارے مربی اور استاد تھے۔ بذاتِ خود میں اس کا شاہد ہوں کہ کشمیر کے اندر یہاں خراسان سے کام اٹھانے کے لئے انہوں نے بہت محنت کی اور کئی کشمیری مہاجر بھائیوں کو انہوں نے تیار کیا، اسی طرح شیخ الیاس کشمیریؒ۔ کمانڈر الیاس کشمیریؒ جہادِ کشمیر کے مشہور قائد تھے۔ آپ کشمیر میں لڑے، لڑتے رہے مگر پالیسی کی تبدیلی کے بعد آپ کو بھی فوج نے روکنا چاہا، آپ نہیں مانے تو آپ کو عقوبت خانے میں ڈالا، تشدد کیا آپ پر۔ آپ جب رہا ہوئے تو سیدھا خراسان کا رخ کیا، یہاں القاعدہ میں آکر آپ شامل ہوئے اور پھر القاعدہ کے تحت دونوں محاذوں پر توجہ رکھی۔ امریکی اتحاد کے خلاف بھی لڑے اور الحمدللہ، اللہ نے آپ سے بہت سارے کام لیے۔ شیخ اسامہؒ کے ایبٹ آباد والے خطوط میں بھی آپ کا تذکرہ موجود ہے۔ ساتھ ہی ساتھ دوسرے محاذ، جہادِ کشمیر کے لیے بھی آپ نے یہاں تیاری جاری رکھی اور یہاں خراسان سے آپ نے بھارت میں کئی کامیاب کارروائیاں بھی الحمدللہ کروائیں۔ تو مقصد یہ ہے کہ ہم یہاں خراسان میں میدان جہاد میں ہو کر بھی جہادِ کشمیر میں اپنا حصہ ڈالنا فرض سمجھتے ہیں۔ ہمارے قافلے کے ہر مجاہد کا دل چاہے وہ کشمیر سے تعلق رکھتا ہو یا پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت سے، ہر ایک کا دل اپنے کشمیری بھائیوں کی نصرت کے لیے تڑپتا ہے۔ کشمیر کے اندر بھی اللہ تعالیٰ ہمارے لیے راستے کھولے اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے تو جلد اپنے کشمیری بھائیوں کے ساتھ ہم مورچوں میں ہوں گے۔ پھر کشمیر سے باہر پوری دنیا میں بھارتی ریاست کے مفادات اور اس کا ہندو حکمران طبقہ ہدف بنانا ہماری کوشش ہے۔ اس کی طرف ہم دعوت بھی دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کوششوں اور اس دعوت میں برکت ڈالے۔ پھر جاهدوا المشركين باموالكم وانفسكم والسنتكم یہ حدیث سامنے رکھتے ہوئے قولاً بھی ہم سے جتنا ہو سکے اس میں عار نہیں سمجھیں گے بلکہ اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کے لیے یہاں اس میدانِ جہاد سے اس میدان میں پکاریں گے، دلوں سے دلوں پر دستک دیں گے اور اپنے بھائیوں کی نصرت میں ہندو مشرکوں کے خلاف جتنا ہم سے ہو سکے ان شاء اللہ اس جہاد میں حصہ ڈالیں گے۔

ادارہ السحاب: کشمیر میں القاعدہ کے داخلے سے کشمیر کے کاز کو نقصان نہیں پہنچے گا؟ بعض حلقوں کا کہنا ہے کہ اس سے امریکی مداخلت کو جواز ملے گا۔

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ: دیکھیں پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمانانِ کشمیر کے خون سے امریکی دامن صاف کب ہے کہ اس کی مداخلت سے ڈرایا جا رہا ہے۔ امریکی کردار اپنے ظلم و جبر کے ساتھ روزِ اول سے یہاں موجود رہا ہے۔ سوال یہ ہے ایک طرف جنوبی سوڈان اور مشرقی تیمور کے عیسائی، مسلمانوں سے آزادی حاصل کرنے کے لئے جب کھڑے ہو جاتے ہیں تو امریکہ فوراً حرکت میں آتا ہے اور انھیں آزادی دلا کر ہی چین سے بیٹھتا ہے۔ مگر دوسری طرف پچھلے ستر سالوں سے یہاں کشمیری مسلمان آگ میں جل رہے ہیں، امریکہ ٹس سے مس نہیں ہوتا بلکہ الٹا بھارت کو، مسلمانوں کے اس قاتل کو ہمیشہ مضبوط کرتا رہا ہے۔ حقیقت یہ کہ کشمیری مسلمانوں پر ڈھائے گئے ایک ایک ظلم کے پیچھے امریکہ کی تائید اور پشت پناہی حاصل ہے۔ پھر امریکہ کی طرف سے بھارت کی یہ تائید اور مدد کوئی آج یا کل کی بات نہیں کہ اسے کشمیر میں کسی جماعت کے جہاد کے ساتھ سے جوڑا جائے۔ "امریکہ بھارتی ایٹمی ڈیل، فوجی بیسز کے استعمال کا معاہدہ، خلائی مہمات میں غیر معمولی تعاون، دہشت گردی کے خلاف تعاون کے نام پر اسلام کے خلاف جنگ اور اس طرح کے دیگر میدانوں میں مدد یہ سب کچھ" یہ سب کچھ القاعدہ کا ذکر آنے سے پہلے ہو رہا تھا۔ ہاں پھر اسرائیل کی بھارت کے ساتھ قربت، عسکری مدد، اربوں ڈالروں کا

تعاون اور دفاعی انڈسٹری تک کو بھارت منتقل کرنا یہ تعاون بھی کسی خاص جماعت کے خلاف یا اس کے سبب نہیں ہے، یہ امت مسلمہ کے خلاف ہے۔اسی طرح پاکستان نے ۰۴-۲۰۰۳ء میں امریکی حکم پر جن کشمیری جماعتوں پر پابندی لگائی تھی وہ تنظیمیں القاعدہ نہیں تھیں۔ پچھلے دنوں سرل المائدہ نامی صحافی نے پاکستانی حکام اور جرنیلوں کے درمیان ایک میٹنگ کا انکشاف کیا تھا کہ امریکہ کو دکھانے کے لئے پاکستان میں مقیم کشمیری رہنماؤں کے قتل پر مشورہ ہوا تھا۔ تو یہ کشمیری رہنما بھی القاعدہ کے نہیں ہیں۔ مقصد یہ ہے امریکہ اور بھارت پہلے بھی ایک تھے اور آئندہ بھی اسلام کے خلاف ایک رہیں گے۔ الکفر ملة واحدة ”کفر ایک ملت کا نام ہے“۔ اسلام اور مسلمانوں کے مقابل محاذ ہو تو کردار چاہے جو بھی ہو، درحقیقت سب کا مقصد اور ہدف اسلام دشمنی ہوتا ہے۔ یہ بھی میں عرض کردوں کہ دنیائے عالم کے سب ظالم اور سب کافر مسلمانوں کے خلاف متفق اور متحد ہیں۔ تو پھر کشمیری مسلمانوں پر مظالم کے سامنے امت مسلمہ صرف تماشائی کیوں بنے اور اس کے مجاہد فرزند اپنے بھائیوں کی پکار پر لبیک کیوں نہ کہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان ایک امت ہیں، ایک جسم کی مانند ہیں جبکہ ان کافروں اور ان کے آلہ کاروں کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو اِنہی کی کھینچی گئی لکیروں کے اندر محصور کریں، اللہ کی عبادت کی جگہ وطن اور ملک کے بتوں کے سامنے انہیں جھکائیں تاکہ ظلم اور کفر کی یہ رات قائم رہے۔ مگر الحمدللہ 'اللہ کی نعمت ہے اور تحریکِ جہاد کی برکت ہے کہ آج دنیا بھر کے مسلمان ایک امت بن کر ممالک، ریاستوں اور ان کے سرحدات کو پاؤں تلے روندتے ہوئے کفر کے سامنے کھڑے ہیں۔

ادارہ السحاب: آج جہاد کشمیر جو رخ اختیار کرتا جارہا ہے آپ کا کیا خیال ہے یہ امریکہ اور اس کے حواریوں کے لیے تکلیف کا باعث بن سکتا ہے؟

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ: دیکھیں امریکہ اور اس کے حواریوں کو یقیناً تکلیف ہے اور ہونی بھی چاہیئے۔ اس تکلیف کا سبب کشمیری عوام کا ایسے جہاد کی طرف بڑھنا ہے جو پاکستانی ایجنسیوں سے آزاد ہے اور جس کا مقصد شریعت کی حاکمیت ہے۔ ایسے جہاد کو نہ امریکہ پسند کرتا ہے، نہ پاکستان اور نہ ہی بھارت۔ یعنی بھارت بھی جب جہاد ختم نہیں کرسکتا ہے تو اس کے لیے آخری چارہ پھر ”کنٹرولڈ جہاد“ ہے تاکہ جب چاہے امریکہ پاکستان کے ذریعے اسے کنٹرول کرسکے۔ پھر سچ یہ ہے کہ مظلوموں کی نصرت اور شریعت کی حاکمیت کے لیے جہاد اگر القاعدہ کے نام سے ہو یا کسی دوسرے نام سے؛ ایسا جہاد چونکہ مسلمانوں کو عزت، آزادی اور حفاظت دلاتا ہے اس لیے یہ سب شیاطین متحد ہوکر اس کے راستے میں روڑے اٹکائیں گے۔ مگر الحمدللہ کشمیری مسلمان آج دوست اور دشمن پہچان گئے ہیں۔ انہوں نے آزادی کا راستہ اب جان لیا ہے اور اب وہ ”شریعت یا شہادت“ سے ہٹ کر کسی بھی دوسری منزل پر ان شاء اللہ نہیں رکیں گے۔ یہاں میں امریکہ سے ڈرانے والوں سے بھی پوچھتا ہوں کہ امریکہ نے کون سا تیر مارا، کون سا دنیا میں جہاد ختم کردیا کہ وہ اب کشمیری مسلمانوں کو خاموش کرانے آئے گا۔ امریکہ جہاں بھی آیا امت کے مجاہدین الحمدللہ شرق اور غرب سے اس کے تعاقب میں پہنچے اور پھر مجاہدین تو موجود رہے مگر الحمدللہ امریکہ بھاگتا رہا۔ اللہ کے فضل سے آج امت اور اس کے مجاہدین فتح یاب ہیں جب کہ امریکہ اور امریکہ سے ڈرانے والے مایوس اور پریشان کھڑے ہیں۔

ادارہ السحاب: یہاں کشمیری مجاہدین کے نام آپ کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ الکریم

کشمیر کے میرے مجاہد بھائیو! آپ میں سے ہر مجاہد بھائی ہمارا محبوب اور عزیز بھائی ہے۔ جماعتوں اور تنظیموں کے رشتوں سے 'ایمان اور اسلام کا رشتہ زیادہ قوی اور زیادہ اہم ہے۔ اسی قوی اور اہم رشتے کے سبب ہم آپ سے مخاطب ہو رہے ہیں۔ ہماری گزارشات کشمیر کے ہر قائد، ہر مجاہد بھائی اور ہر بزرگ سے مخاطب ہیں۔ ان گزارشات کو آپ خراسان سے اپنے مجاہد بھائیوں کی پکار سمجھئے۔ یہ ان کشمیری شہدا کی طرف سے امانت بھی سمجھئے جو آزادیٔ کشمیر کی خواہش لیے یہاں خراسان میں دفن ہیں۔

پہلی گزارش یہ ہے کہ مشرک ہندوؤں کے خلاف یہ قتال 'عظیم عبادت ہے۔ یہ عظیم عبادت اور یہ عظیم سعادت آپ کو مبارک ہو، درخواست ہے ہدف اور طریقہ کار یعنی سفر اور منزل 'اول تا آخر شریعت کے مطابق ہوں۔ شریعت اللہ کا راستہ ہے، اللہ کے اس رستے پر ہم چلیں اور اللہ کی اس شریعت کو حاکم بنانے لیے ہم لڑیں۔ یہی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

من قاتل لتکون کلمة اللہ ہی العلیا فہو فی سبیل اللہ

”جو اللہ کے کلمے کو سربلند کرنے کے لئے لڑا، یہی فی سبیل اللہ ہے، اللہ کا راستہ ہے، یہی جہاد فی سبیل اللہ ہے“۔

اسی سے ہر ظلم کا خاتمہ ہوگا۔ ظلم کا خاتمہ ظلم سے نہیں ہوگا بلکہ ظلم کا خاتمہ عدل سے ہوگا اور عدل 'شریعت ہے۔ شریعت کے مقابل ہر عدل ظلم ہے۔ غرض شریعت کی حاکمیت کے لیے لڑیے، اس نظامِ ظلم کے مقابل قیامِ خلافت کا مبارک مقصد اپنے سامنے رکھیے، اسی سے اللہ کی نصرت آئے گی۔ اسی سے مظلوموں کی مدد ہوگی۔ الحمدللہ یہی ہمارے محبوب مجاہد بھائی برہان وانیؒ کا راستہ تھا اور اس عالمی تحریک جہاد کی بھی دعوت اور منہج ہے۔

دوسرا نقطہ یہ ہے کہ الحمدللہ 'اللہ کی نعمت ہے کہ تحریکِ آزادی کشمیر آج خود اپنے پاؤں پر کھڑی ہو رہی ہے۔ آج یہ جہادی تحریک پڑوس کی ایجنسیوں اور فوج کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ایجنسیوں اور فوج کی خیانت کے آپ ڈسے ہوئے ہیں اور ہمیں آپ کی ایمانی

فراست پر یقین ہے کہ ان شاء اللہ آئندہ بھی آپ جہاد کو ان خائنوں کا کبھی محتاج اور طابع نہیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا"۔

یہ افواج اور ایجنسیاں کشمیر میں ہمارے مبارک جہاد کو اپنا غلام دیکھنا چاہیں گی مگر آپ اپنے اس قافلے کو اللہ اور صرف اللہ کا غلام رکھیے۔ آپ کا جہاد، آپ کے اخلاص پر مبنی عظیم تحریک اور آپ کی قربانیوں کی طویل تاریخ ان کے لیے کھیل ہے، یہ ان کی سیاست اور گندی تجارت ہے۔ یہ سب اپنے مفادات کے اسیر ہیں۔ یہ لالچی اور غرض و مطلب کے بندے ہیں۔ واللہ! آپ کی قربانیوں کو اپنے مفادات اور اغراض کی بھینٹ تو چڑھا سکتے ہیں۔ یہ بدمعاشوں کے ہاتھ آپ کی قربانیاں بیچ سکتے ہیں مگر ان ظالموں کے مقابل یہ آپ کے دفاع میں کھڑے ہو جائیں' یہ ناممکن ہے!

لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ اللہ کے بعد صرف اللہ کے مومن بندوں کو اپنے انصار سمجھیے۔ انہی کو اپنا ہمراز رکھیے اور مومن بندے' وہ مومن بندے جو تنخواہ، ترقی، پلاٹ اور کسی دنیاوی غرض کی خاطر نہیں لڑتے ہوں بلکہ جو اللہ کے لیے محبت کرتے ہوں اور اللہ کے لیے نفرت کرتے ہوں، جو اللہ کے لیے دوستی رکھتے ہوں، جو اللہ کے لیے دشمنی رکھتے ہوں اور جو اللہ کے سامنے جواب دہی کے خوف سے اپنی کشمیری ماں، بہن اور بھائی کی مدد اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوں۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبۃ:۷۱)

"مومنین ایک دوسرے کے دوست، ہمراز اور پشتیبان ہوتے ہیں"۔

جبکہ اس کا الٹ دیکھیے:

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (الجاثیۃ:۱۹)

"ظالم ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں جبکہ اللہ، اللہ متقین کا دوست ہے"

اللہ تعالیٰ ہمیں متقین بنائے۔ تو میرے بھائیو! مومن کشمیر کے اندر ہو، پاکستان، ہندوستان یا افغانستان کے اندر ہو وہ آپ کے دوست ہیں، وہ آپ کا درد سمجھتے ہیں اور ظالم ہندوستان کے اندر ہوں یا پاکستان و افغانستان کے اندر وہ ظالم ہے، وہ آپ کا درد نہیں سمجھے گا۔ وہ خود غرض ہوتا ہے۔ وہ کبھی بھی کسی بھی وقت آپ کو چیختا، چلاتا کراہتا ہوا چھوڑ کر واپس ہو سکتا ہے۔ وہ آپ کی پیٹھ میں چھرا گھونپ سکتا ہے اور کل کسی بھی موقع پر آپ کے تمام راز اپنی دنیا کی خاطر آپ کے دشمن کے حوالے کر سکتا ہے اور کسی وقت وہ خود آپ کا اعلانیہ دشمن بن سکتا ہے۔ پھر میں یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ اللہ کے مومن بندے خراسان، پاکستان اور بنگلہ دیش، ہندوستان سمیت اس پورے خطے میں الحمدللہ بے شمار ہیں، یہی ان شاء اللہ ظالم بھارت کا ہاتھ کاٹیں گے اور انہی کے ساتھ آپ کا رابطہ بنانا اور آپ کی نصرت کے لیے انہیں کھڑا کرنا القاعدہ برصغیر کے بھائی اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے اور اللہ ہمیں حق کے لیے ایک دوسرے کا مددگار بنائے۔

دیکھیے میرے مجاہد بھائیو! تحریک کو اسی منہج پر کھڑا کرنا مشکل ضرور ہے مگر ناممکن قطعاً نہیں ہے۔ دیکھیے یہ حقیقت ہے کہ اگر تحریک جہاد کے لیے ہم یہ راستہ نہیں اپنائیں گے، پاکستانی فوج جیسے ظالموں اور دین دشمنوں سے محفوظ نہیں کریں گے تو یہ سیاہ رات ختم نہیں ہوگی۔ ہم گول دائرے میں گھومتے رہیں گے، منجدھار کے بیچ پھنسے رہیں گے، یہ معصوم خون بہتا رہے گا مگر منزل و کامیابی تو وہ دور دور تک بھی نظر نہیں آئے گی۔ اس لیے اللہ پر توکل کی ضرورت ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (النساء:۸۱)

"اللہ پر توکل کیجیے اور اللہ تعالیٰ مدد کے لیے کافی ہے"۔

اور اس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق:۳)

"جس نے اللہ پر توکل کیا، جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہوتا ہے"۔

وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا (الفرقان:۳۱)

اور تیرا رب ہدایت کے لیے کافی ہے اور سٹریٹجی سمجھانے کے لیے، رستہ بتانے کے لیے کافی ہے، مدد کے لیے کافی ہے۔

لہٰذا ہم اللہ پر توکل کریں۔ تحریک جہاد کی آزادی، اس کی خود کفالت اور شرعی راستے پر اسے قائم رکھنے کے لیے ہم آگے بڑھیں لیکن اللہ رب العزت مدد فرمائیں گے۔

ادارہ السحاب: تحریک آزادئ کشمیر میں عوام کا کردار آج سب کے سامنے ہے، آپ اس حوالے سے کچھ کہنا چاہیں گے؟

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ: دیکھیے کشمیری عوام کا کردار پوری امت کے لیے لائق تقلید ہے۔ آج ان کا اس مبارک جہاد میں بھرپور حصہ ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کا مجاہدین کی حمایت میں احتجاج کرنا، لاٹھیاں، پتھر اور گولیاں تک کھانا، پھر اپنے جسموں کو ڈھال بنا کر مجاہدین کا دفاع کرنا، فوج پر سنگ باری کرنا، اسی طرح مجاہدین کو کھانا کھلانا، پناہ دینا اور دعائیں دینا یہ سب عظیم عبادت ہے، پس اسی رستے پر قائم رہیئے۔ آج آپ جو مشقت بھی اٹھاتے ہیں، جو قربانی بھی دیتے ہیں اس کا اجر اپنے رب کے پاس پائیں گے۔ یہاں میں مجاہدین کو بھی درخواست کروں گا کہ عوام حفاظت و خیر خواہی ہم پر فرض ہے۔ ان کی حفاظت کو ہم یقینی بنائیں، ان کی تائید میں اضافہ کرنے کے لیے ہر جائز راستے ہم

اپنائیں اور ایسے تمام اقدمات سے ہم حتی الاستطاعت گریز کریں جن کے سبب عوام کا نقصان ہو۔ مسلمان عوام کی حمایت ایک بڑی نعمت ہے، اس کے بغیر کوئی بھی جہادی تحریک نہیں چل سکتی۔ اس لیے اس پر جہاں ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شکر ادا کریں وہاں عوام کے بھی ہم مستقل طور پر مشکور رہیں۔ اللہ آپ اور آپ کی اس مجاہد عوام کے درمیان محبت اور اعتماد کا یہ رشتہ ہمیشہ قائم رکھے۔

ادارہ السحاب: کشمیر میں جن بھائیوں نے ''شریعت یا شہادت'' کا نعرہ لگایا ہے آپ خاص ان مجاہد بھائیوں کے نام کوئی پیغام دینا چاہیں گے ؟

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ:

الحمدللہ رب العالمین

جہاد کشمیر کے عظیم قائد شہید افضل گوروؒ اور نوجوان قائد شہید برہان وانیؒ کے جانشین واللہ ہمارے دلوں کی دھڑکن اور امیدوں کے مرکز ہیں۔ اللہ ان کی مدد فرمائے، ان کے دل اپنے نور سے منور کرے اور انہیں صبر و استقامت سے نوازے۔ میں اپنے ان عزیز بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ جیسے عظیم بھائیوں کے سامنے میں اپنے آپ کو نصیحت کرنے کا قطعاً اہل نہیں سمجھتا مگر چونکہ باہمی خیر خواہی واجب ہے اس لیے یہاں آپ بھائیوں کے سامنے نصیحت کی جگہ تذکیراً چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

عزیز بھائیو! برصغیر بلکہ پوری امت کے مجاہدین اور مظلوم مسلمانوں کی نظریں جہاد کشمیر پر اور آپ اس نعرے ''شریعت یا شہادت'' پر ہیں۔ اس نعرے کو بلند کرنا جہاں بہت بڑی سعادت ہے وہاں اتنی ہی بھاری مسئولیت ہے۔ اس لیے کہ یہ راستہ اتباعِ شریعت سے شروع ہوتا ہے اور اتباعِ شریعت ہی کے ساتھ چلتا چلتا نفاذِ شریعت یا پھر دوسری صورت میں شہادت پر ختم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعرے کا حق ادا کرنے توفیق دے۔ تو انتہائی عزیز بھائیو! کشمیر کے اندر رہم مومنین کی اس صفت کا مصداق بن جائیں کہ

أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:۲۹)

''وہ کفار کے لیے انتہائی سخت ہوتے ہیں جبکہ آپس میں وہ انتہائی نرم ہوتے ہیں''۔

بھارتی فوج کے ساتھ آخری حد تک سختی اور اور قتال فرض ہے جبکہ مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ انتہائی ضروری اور لازم ہے۔ آج آپ کے سامنے دو محاذ ہیں، ایک مشرک ہندوؤں کے خلاف قتال اور جنگ کا محاذ جبکہ دوسرا کشمیر میں موجود دیگر مجاہدین اور سب کشمیری مسلمانوں کو ''شریعت یا شہادت'' کے اس عظیم منہج کی طرف بلانے اور انہیں اس پر کھڑا کرنے کا محاذ۔ اپنوں کے ساتھ تعاون کا یہ دعوت کا محاذ ہے، اور یہ نرمی، محبت، خیر خواہی اور بہت ہی زیادہ صبر مانگتا ہے۔ ہمیں آپ سے امید ہے کہ آپ قتال اور دعوت کے ان دو مختلف محاذوں کی جو مختلف ضروریات ہیں ان کا خیال رکھیں گے۔ کشمیر میں ہر مجاہد، ہر عالم اور ہر ایسے قائد کو احترام دیں جن کی آزادیٔ کشمیر کی اس جدوجہد میں حصہ ہے۔ کشمیری مسلمان سب ہمارے بھائی ہیں ان میں سے چاہے کسی کا تعلق آپ کی جماعت سے ہو یا کسی اور دینی جماعت سے، رائے میں آپ کے ساتھ موافق ہو یا غیر موافق' ہر حال میں یہ ہمارے ہی بھائی ہیں۔ بس ہم انہیں اپنی کسی عجلت، تیزی یا لغزش کے سبب اپنے سے دور نہ کر دیں۔ آج قریب اور بعید سب دشمنوں کی بھرپور کوشش ہو گی کہ وہ آپ کو مسلمان عوام اور دیگر مجاہد بھائیوں سے دور کر دیں۔ تا کہ آپ کی یہ مبارک آواز، مبارک منہج ابتدا ہی میں دب کر ختم ہو جائے۔ مگر ہمیں آپ سے امید ہے کہ ہر ایسی سازش کو اپنے عمل سے ان شاء اللہ ناکام بنائیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم ہندوؤں کے خلاف جہاد اور نفاذِ شریعت کی اس جدوجہد میں صرف اس وقت کامیاب ہو سکتے ہیں جب تنظیموں اور جماعتوں سے بالاتر ہو کر سب کشمیری مجاہدین اور سب مسلمانوں کے ساتھ اخوت اور محبت کا تعاون رکھیں۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

وَأَطِيعُواْ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَلاَ تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُواْ إِنَّ اللّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (الانفال:۴۶)

''اللہ کی اطاعت کرو اللہ کے رسول کی اطاعت کرو یعنی شریعت کی اتباع کرو اور آپس میں جھگڑا مت کرو، ورنہ شکست کھاؤ گے۔ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر کرو، ثابت قدمی دکھاؤ''۔

کس چیز پر ثابت قدمی؟ شریعت کے اتباع پر ثابت قدمی، اس پر ثابت قدمی اور کفر اور ظلم کے خلاف جہاد و قتال پر ثابت قدمی اور آپس میں جھگڑا نہ کرنے پر ثابت قدمی اور جب یہ ثابت قدمی دکھاؤ گے اور جب یہ صبر کرو گے تو ان اللہ مع الصابرین ''تو اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔ لہٰذا ان سارے امور کی ہم پابندی کر سکیں تو اللہ راضی ہو گا، اللہ کی نصرت اترے گی اور اپنی مظلوم کشمیری قوم کے دکھوں اور غموں کا مداوا بھی ان شاء اللہ ہو سکے گا۔ اللہ رہنمائی فرمائے اور اپنی مدد و نصرت سے آپ کو نوازے۔ آمین یارب العالمین۔ جزاکم اللہ خیرا

ادارہ السحاب: آمین۔ ناظرین ہم یہاں اس نشست کا اختتام کرتے ہیں، ان شاء اللہ اگلی نشست میں جہاد پاکستان کے موضوع پر بات ہو گی۔ کوشش ہو گی کہ اس نشست میں جہاد پاکستان کی حقانیت پر بھی بات ہو اور اس کے اہم حقائق بھی سامنے لائے جائیں۔ تب تک کے لیے اجازت چاہتے ہیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

توحیدِ حاکمیت

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

شیخ ایمن الظواہری کی کتاب رسالۃ فی تاکید تلازم الحاکمیۃ والتوحید کا اردو ترجمہ مجلہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شروع کیا جارہا ہے۔[ادارہ]

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ O وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ O وَ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ O وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ O وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ (المائدۃ: ۴۴۔۴۹)

”بے شک ہم نے تورات نازل کی تھی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا۔ تمام نبی جو اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار تھے، اسی کے مطابق یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے، اور تمام اللہ والے اور علما بھی (اسی پر عمل کرتے رہے) کیونکہ ان کو اللہ کی کتاب کا محافظ بنایا گیا تھا، اور وہ اس کے گواہ تھے۔ لہذا (اے یہودیو!) تم لوگوں سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ڈرو، اور تھوڑی سی قیمت لینے کی خاطر میری آیتوں کا سودا نہ کیا کرو۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ لوگ کافر ہیں۔ اور ہم نے اس (تورات میں) ان کے لیے یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت۔ اور زخموں کا بھی (اسی طرح) بدلہ لیا جائے۔ ہاں جو شخص اس (بدلے) کو معاف کردے تو یہ اس کے لیے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ لوگ ظالم ہیں۔ اور ہم نے ان (پیغمبروں) کے بعد عیسیٰ بن مریم کو اپنے سے پہلی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والا بنا کر بھیجا، اور ہم نے ان کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا، اور جو اپنے سے پہلی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والی اور متقیوں کے لیے سراپا ہدایت و نصیحت بن کر آئی تھی۔ اور انجیل والوں کو چاہئے کہ اللہ نے جو کچھ اس میں نازل کیا ہے، اس کے مطابق فیصلہ کریں، اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ لوگ فاسق ہیں۔ اور اے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے تم پر بھی حق پر مشتمل کتاب نازل کی ہے، جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی نگہبان ہے۔ لہذا ان لوگوں کے درمیان اس حکم کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے، اور جو حق بات تمہارے پاس آگئی ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔ تم میں سے ہر ایک (امت) کے لیے ہم نے ایک (الگ) شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا، لیکن (الگ شریعتیں اس لئے دیں) تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے۔ لہذا نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اللہ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ اس وقت وہ تمہیں وہ باتیں بتائے گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور (ہم حکم دیتے ہیں) کہ تم ان لوگوں کے درمیان اسی حکم کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے، اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، اور ان کی اس بات سے بچ کر رہو، کہ وہ تمہیں فتنے میں ڈال کر کسی ایسے حکم سے ہٹا دیں جو اللہ نے تم پر نازل کیا ہو۔ اس پر اگر وہ منہ موڑیں تو جان رکھو کہ اللہ نے ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے ان کو مصیبت میں مبتلا کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ اور ان لوگوں میں بہت سے فاسق ہیں“۔

سید قطب شہیدؒ ان آیات کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

’’یہیں سے یہ مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ چونکہ معبود، خالق و مالک ایک ہی ہے۔ لہٰذا حاکم اور قانون ساز اور تصرف کرنے والا بھی ایک ہی ہے۔ اور شریعت و منہج بھی ایک اور طریقہ کار بھی ایک ہی ہے۔ اس لیے یا تو اطاعت واتباع ہو گی اور اللہ کے نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ ہو گا یہ ایمان و اسلام ہے، یا معصیت اور اطاعت سے خروج اور ما انزل اللہ کے خلاف فیصلہ ہو گا، تو یہ کفر ہے، ظلم ہے اور فسق ہے۔ یہی دین ہے جیسا کہ اللہ نے اپنے سب بندوں سے پکا عہد لیا تھا۔ اور سارے رسول اس بات کو لے کر اس کی طرف سے آئے تھے۔ امت محمد بھی اور ان سے پہلی امتیں بھی۔

ہمارے لیے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے کہ اللہ کا دین ہی وہ قانون ہو جس پر فیصلہ کیا جائے گا، یہ اللہ کے قہر و غلبہ اور اس کی حاکمیت کا مظہر ہے، بلکہ یہ لا اِلہ الا اللہ کا مظہر ہے۔ اللہ کا دین اور اس کے نازل کردہ قانون پر ہی فیصلہ کرنا ان دونوں باتوں کے درمیان تلازم کی وجہ صرف یہ نہیں ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے وہ ان تمام نظاموں، طریقہ ہائے کار اور قوانین سے بہتر ہے جو بندے اپنے لیے طے کرتے ہیں، یہ تو اس قطعی و حتمی بات کا ایک سبب ہے، یہ بنیادی علت یا مرکزی وجہ نہیں ہے۔ مرکزی اور بنیادی وجہ اس تلازم کا یہ ہے کہ اللہ کے نازل کردہ شریعت پر فیصلہ کرنا' اللہ کی الوہیت کا اقرار اور اس کے غیر سے الوہیت و خصوصیاتِ الوہیت کی نفی ہے۔ یہ اسلام کا لغوی معنی بھی ہے یعنی تسلیم ہونا، اور اس کا اصطلاحی معنی بھی ہے، جیسا کہ تمام ادیان حقہ اسی بات کو لے کر آئے ہیں یعنی اللہ کے لیے سر تسلیم خم کرنا، اور دعوی الوہیت کو اسی کے لیے خاص کرنا۔ خصوصیاتِ الوہیت یعنی بادشاہی اور حاکمیت کو بھی اس کے لیے خاص کرنا۔ اور بندوں کو شریعت و قانون کے تابع بنانے کا حق بھی۔

یہ بھی کافی نہیں ہے کہ بندے اپنے لیے اللہ کی شریعت ہی کی طرح کوئی قانون وضع کریں، شریعتِ خداوندی کو اپنی طرف منسوب کر کے نافذ کریں یعنی اس کی نسبت اللہ کی بجائے بندوں کی جانب ہو اور اس پر نشان بھی انہی کا ہو، اللہ کی طرف اسے نہ لوٹایا گیا ہو۔ نہ اس کے نام سے اُسے نافذ کیا گیا ہو۔ اس کی ماتحتی کو تسلیم کیے بغیر اور اس کی الوہیت کا اقرار کیے بغیر، ایسی الوہیت جو اُسی کا خاصہ ہے، جو بندوں کو صرف تنفیذ کا اختیار دیتا ہے‘‘۔(فی ظلال القرآن ۲/ ۸۲۷، ۸۲۸)

دوسری جگہ سید قطب شہیدؒ فرماتے ہیں:

’’یہ سبق اسلامی عقیدہ و منہج اور نظامِ زندگی کے ایک اہم مسئلے پر مشتمل ہے، یہ وہ مسئلہ ہے جو اس سے پہلے دو سورتوں آلِ عمران اور النساء میں نمٹا دیا گیا تھا، لیکن اس سورت میں اس کو ایک متعین و مؤکد شکل میں لایا گیا، جس پر نص ،مفہوم کے ذریعے نہیں بلکہ اپنے الفاظ و عبارت کے ساتھ دلالت کر رہا ہے۔

یہ شریعت اور قضا کا مسئلہ ہے، بلکہ اس سے پہلے یہ الوہیت، توحید اور ایمان کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ درحقیقت اس سوال کے جواب کا خلاصہ ہے کہ: قانون و قضا یا تو اللہ کی اس شریعت کے مطابق ہوں گے جس کی حفاظت کا عہد، اللہ نے سابقہ سماوی ادیان میں بندوں سے لیا، اور رسولوں پر لازم کیا، اور رسولوں کے بعد ان پر جو ان کے بعد امتوں کے نگران مقرر ہوئے، یا یہ قانون و فیصلہ اپنی بدلتی خواہشات، اور ان مصلحتوں کے مطابق ہو گا جن کی بنیاد اللہ کی شریعت میں نہ ہو۔ یا اس عرف کے مطابق ہو گا جو نسل در نسل تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں حقِ الوہیت و ربوبیت زمین میں اور لوگوں کی حیات میں اللہ کے لیے ہے یا یہ حق (سارا یا بعض) اس کی کسی مخلوق کے لیے ہے جو لوگوں کے واسطے قانون و شریعت بنائے؟

اس سبق میں قرآن کا سیاق سب سے پہلے اس بات کی پختگی چاہتا ہے کہ: کہ وہ تمام سابقہ ادیان جو اللہ کی طرف سے آئے سب کے سب اللہ کے نازل کردہ قانون ہی پر فیصلہ کرنے، اور پوری زندگی اس کی شریعت کے مطابق قائم کرنے کے حتمی حکم پر مشتمل تھے۔ اس معاملے کو ایمان و کفر، اسلام و جاہلیت، شریعت و خواہش کے درمیان ایک واضح فرق کے طور پر رکھ دیا گیا، کیونکہ تورات میں اللہ نے جو ہدایت اور نور نازل کیا، اسی نور کی روشنی میں ان کے انبیاء علیہم السلام یہودیوں کے لیے فیصلے کیا کرتے تھے اور ان کے علما و مشائخ بھی۔ کیونکہ انہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار مقرر کیا گیا تھا، اور اس پر وہ گواہ تھے۔ ان کے پاس تورات تھی جس میں اللہ کا فیصلہ تھا، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ”اور ہم نے اس (تورات میں) ان کے لیے یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان“۔

انجیل بھی اللہ کی کتاب تھی جو اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی ،جو تورات کی تصدیق کرتی تھی۔ جو سراسر ہدایت تھی اور متقیوں کے لیے نصیحت تھی۔ انہیں قرآنی حکم یوں سنایا گیا: ”چاہئے کہ اہلِ انجیل اسی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں ان پر نازل کی تھی“۔ قرآن بھی اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا، جو اپنے

سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور ان پر نگہبان تھا، اور اس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے حکم سنایا گیا کہ: "تم ان لوگوں کے درمیان اسی حکم کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے، اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو"۔ اور تین مختلف آیات میں اس حکم کی تاکید کی گئی کہ جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت پر فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں، جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت پر فیصلہ نہیں کرتے وہ ظالم ہیں، اور جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ فاسق ہیں۔ اس سلسلے کے آخر میں فرمایا: "بھلا کیا یہ جاہلیت کا فیصلہ حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ یقین رکھتے ہوں انکے لیے اللہ سے اچھا فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟"

تمام سماوی ادیان اس معاملے پر متفق ہیں۔ یہ ایمان و اسلام کی حد و تعریف کے طور پر ایک مسلّم بات ہے، جو حاکم و محکوم سب کے لیے برابر ہے، جس کا مدار اس پر ہے کہ حکام اللہ کے نازل کردہ قانون پر فیصلہ کریں گے اور محکوم اسے قبول کریں گے، اس کو چھوڑ کر وہ کسی دوسری شریعت و قانون کی تلاش میں بھی نہیں لگیں گے۔

اس مسئلے میں اتنی سختی اور اس کا اتنے حساس و خطرناک ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟ ہم ان اسباب کو جانیں گے، مذکورہ بالا نصوص اور اس کے علاوہ بھی پورے قرآن میں دیکھیں تو وہ بہت ہی واضح وجوہات ہیں۔

(۱) اس مسئلے میں اصل بنیاد اللہ تعالیٰ کی الوہیت، ربوبیت اور بندوں کا نگران و نگہبان ہونے کا اقرار ہے، بغیر کسی شریک کے، بغیر کسی شک کے، یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ ایمان و کفر کا ہے اور جاہلیت و اسلام کا ہے۔ پورا قرآن اس حقیقت کو کھول کر بیان کرتا ہے کہ:

اللہ ہی اس کائنات کا خالق ہے، اسی نے انسان کو پیدا کیا، اور اسی نے انسان کے لیے آسمان اور زمین میں موجود چیزوں کو مسخر کیا، وہ اکیلا ہی خالق ہے، قلیل و کثیر کسی شئے میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ ہی رازق ہے، کسی کو اتنی قدرت نہیں ہے کہ اپنے لیے یا کسی اور کو رزق مہیا کر سکے، تھوڑا نہ زیادہ۔ اللہ ہی قبضہ و قدرت کا مالک ہے، انسانوں میں بلکہ پوری کائنات میں وہی تصرف کرنے والا ہے، کیونکہ وہی خالق و مالک اور رازق ہے۔ قدرت والا وہی ہے، اس لیے اس کے بغیر کوئی تخلیق نہیں کر سکتا، نہ رزق دے سکتا ہے اور نہ نفع و نقصان۔ وہ اس موجود کائنات میں واحد تصرف کرنے والا ہے۔ انہی خصوصیات کا اللہ کے لیے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے۔ یعنی الوہیت، مالکیت اور بادشاہت۔ ایسی خصوصیت جو اکیلے اسی کے لیے ہے، اس میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

اسلام 'اطاعت شعاری اور سرِ تسلیم خم کر دینے کا نام ہے۔ یہ ان صفات کا تقاضا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کو الوہیت، ربوبیت اور پوری کائنات بالخصوص حیاتِ انسانی پر اس کی نگرانی و نگہبانی میں منفرد مانا جائے، سلطنت و شریعت میں پنہاں اس کی قوت و قدرت کا اعتراف کیا جائے۔ اللہ کی شریعت کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا... سب سے پہلے... یہ اللہ کی الوہیت، ربوبیت، سلطنت اور نگہبان ہونے کا اقرار ہے، اور شریعت کے سامنے سر نہ جھکانا بلکہ اپنی زندگی میں کسی جزئی واقعے میں بھی اپنے لیے دوسرا قانون منتخب کرنا... سب سے پہلے... اللہ کی الوہیت، ربوبیت، سلطنت اور مخلوق کی نگہبانی کا انکار ہے، چاہے یہ انکار زبان سے ہو یا عمل سے۔ اسی لیے یہ ایمان و کفر اور جاہلیت و اسلام کا مسئلہ ہے، اور اسی لیے قرآنی نصوص میں یوں فرمایا گیا ہے: " جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت پر فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں... ظالم ہیں... فاسق ہیں"۔

(۲): یہ کہ شریعتِ خداوندی کو انسانوں کے قوانین پر قطعی و حتمی افضلیت حاصل ہے، اس افضلیت کی طرف اس سبق کی آخری آیت اشارہ کرتی ہے: وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ "جو لوگ یقین رکھتے ہوں ان کے لیے اللہ سے اچھا فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟" اللہ کی شریعت کے لیے مطلق افضلیت کا یہ اقرار ہر صورت اور ہر حالت میں ہے۔ یہ بھی ایمان و کفر کا مسئلہ ہے، کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک انسان کا دعویٰ یہ ہو کہ ایک انسانی ذہن کا تراشا ہوا قانون، شریعتِ خداوندی سے افضل ہے یا اس کے مساوی ہے کسی بھی حالت و شکل میں... پھر وہ یہ دعویٰ بھی کرے کہ وہ اللہ پر ایمان رکھنے والا ہے اور مسلمان بھی ہے۔ حالانکہ اللہ کی شریعت انسانی حیات کے لیے کامل نظام کی حامل ہے، جو انسانی زندگی کے نظم و ضبط، اصلاح، رہنمائی و ترقی کے لیے اور اس کے تمام پہلوؤں کے لحاظ سے ہر حال و ہر شکل میں ایک مکمل نظام ہے۔

شریعت ایسا نظام ہے جس کی بنیاد انسانی وجود کی حقیقت، انسانی ضروریات اور کائنات کی حقیقت کا علم ہے، اور اس قانون کی فطرت کا بھی علم جو انسان پر حاکم ہو، اسی لیے اس قانون کی وجہ سے پوری زندگی کے معاملات میں کوئی افراط و تفریط نہیں ہو سکتی۔ نہ اس کی وجہ سے انسانی زندگی کی سرگرمیوں میں کسی تباہ کن ٹکراؤ کا امکان ہے۔ نہ ہی انسانی سرگرمیوں اور فطرت کے درمیان کسی تصادم کا احتمال ہے۔ بلکہ یہ ایک توازن و اعتدال کا نام ہے۔ یہ ایسی خصوصیت ہے جو کسی بھی صورت میں انسانی کاریگری کے نتیجے میں بننے والے قانون میں ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ انسان ظاہر بین ہے، کوئی منہج اس کی فطری ناواقفی کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا، چنانچہ یہ لازمی ہے کہ اس کی سرگرمیوں میں ٹکراؤ پیدا ہو جس کے نتیجے میں نظمِ زندگی درہم برہم ہو جائے۔

شریعت 'مطلق عدل پر قائم نظام ہے، کیونکہ: اس بات کا حقیقی علم اللہ ہی کو ہے کہ مطلق عدل کس طرح اور کیسے وجود میں آسکتا ہے؟ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ سب کا رب ہے، اس

لیے اس کی طاقت صرف وہی رکھ سکتا ہے کہ سب کے درمیان عدل کر سکے، اور یہ کہ اس کا قانون و شریعت ہر قسم کی کمزوری، خواہش اور میلان سے مبرّا ہے، جیسا کہ وہ خود جہالت، کوتاہی، غلو اور ہر قسم کے افراط و تفریط سے مبرّا ہے۔ یہ بات کسی بھی طرح اس انسان کے بنائے ہوئے قانون میں ممکن نہیں ہے جو مختلف خواہشات کا مجموعہ ہے، کمزوری و میلان اس کی فطرت میں ہے، ناواقفیت اور ناقص ہونا اس کا خاصہ ہے، اب چاہے قانون ایک انسان بنائے، ایک طبقہ بنائے، ایک امت بنائے یا ایک پوری انسانی نسل بنائے۔

شریعت کا یہ نظام کائنات کی فطرت کے ساتھ موافق و متوازن ہے۔ کیونکہ اس کا بنانے والا وہی ہے جس نے کائنات بنائی اور جس نے خود انسان کو بھی پیدا کیا۔ پھر یہ واحد ایسا قانون ہے جس میں انسان، انسان کی بندگی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اسلام کے علاوہ ہر نظام و شریعت میں انسان، انسان کا بندہ ہوتا ہے اور اس کی پرستش کرتا ہے۔ یہ صرف اسلام کی خصوصیت ہے کہ یہ بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر ایک اللہ کی عبادت میں لے کر آتا ہے۔

الوہیت کی ایک بنیادی خصوصیت جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا 'حاکمیت' ہے۔ اب جو لوگ انسانوں کے واسطے ایک شریعت بناتے ہیں، وہ اس میں 'الوہیت' کے مقام پر خود کو فائز کرنا چاہتے ہیں، اور اس کی خصوصیات اپنانا چاہتے ہیں۔ اس نظام میں لوگ انسان کے بندے ہوتے ہیں نہ کہ خدا کے بندے، اور انسان، انسان کے دین پر ہوتا ہے نہ کہ اللہ کے دین پر۔

دین اسلام نے جب شریعت و قانون کو صرف اللہ کا حق منوایا تو اس لیے کہ وہ لوگوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر ایک اللہ کی بندگی میں لانا چاہتا ہے۔ وہ انسان کی آزادی کا نعرہ لگاتا ہے، اس سے بھی بڑھ کر ایک نئے انسان کی پیدائش کا، کیونکہ انسان کی پیدائش اور اس کا وجود اُس وقت تک ممکن ہی نہیں ہے جب تک وہ اپنے جیسے انسان کی غلامی سے اپنی گردن نہ چھڑائے، ورنہ تو اس حالت میں سارے لوگ اپنے رب کے سامنے برابر ہیں۔

حق حاکمیت کا یہ مسئلہ جو اس سبق میں چھیڑا گیا ہے، عقیدے کے اہم ترین مسائل میں سے ہے۔

یہ الوہیت و عبودیت کے حق کا مسئلہ ہے، عدل و انصاف، آزادی و مساوات کا مسئلہ ہے، انسان کی آزادی بلکہ اس کی پیدائش کا مسئلہ ہے، اور ان سب کی وجہ سے یہ کفر و ایمان اور جاہلیت و اسلام کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ جاہلیت صرف گزری ہوئی تاریخ کا ایک واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک حالت ہے جب بھی اس کے اجزائے ترکیبیہ کسی نظام میں پائے جائیں گے وہاں جاہلیت کا وجود ثابت ہو جائے گا۔ جاہلیت اپنی اصل میں فیصلے اور قانون سازی میں انسانی خواہشات کو اپنا مرجع بنانا ہے، نہ کہ اللہ کے دین و شریعت کو۔ یہ خواہشات ایک فرد کی ہوں یا ایک طبقہ کی، ایک امت کی ہوں یا ایک انسانی نسل کی، سب کی سب (جب تک ان کا مرجع اللہ کی شریعت نہ ہو) جاہلیت ہی ہے۔ ایک فرد، ایک جماعت کے واسطے قانون بناتا ہے تو یہ جاہلیت ہی ہے کیونکہ فرد کی خواہش ہی قانون کا روپ دھارتی ہے، تعبیر کے سوا اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

یا ایک طبقہ دوسرے طبقات کے واسطے قانون سازی کرتا ہے تو یہ بھی جاہلیت ہے، کیونکہ اس میں بھی ایک طبقے کی مصلحتوں یا پارلیمانی رائے کا لحاظ رکھا جاتا ہے تو وہی قانون بن جاتا ہے، لہٰذا تعبیر کے سوا اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اسی طرح ایک طبقے یا قوم کے نمائندے آپس میں مل بیٹھ کر اپنے لیے قانون سازی کرتے ہیں تو یہ بھی جاہلیت ہے، کیونکہ قانون لوگوں کی رائے سے بنتا ہے جو کبھی بھی خواہشات کے اثرات، انسانیت کی فطری ناواقفیت سے مجرد نہیں ہو سکتی، تو اس میں بھی تعبیر کے سوا کوئی فرق نہیں ہے۔

انسانی اقوام کا ایک مجموعہ قانون سازی کرتا ہے تو یہ بھی جاہلیت ہے، کیونکہ اس میں قومی اہداف ہی قانون بنتے ہیں، یا اقوام و ممالک کی رائے ہی قانون بنتی ہے، اس میں تعبیر کے سوا کوئی فرق نہیں ہے۔

لیکن جب وہ اللہ 'شریعت بناتا ہے' جو انسانوں، جماعتوں، قوموں اور نسلوں کا خالق ہے تو یہ ''شریعتِ الٰہی'' کہلاتی ہے، جس میں ایک شخص یا قوم کی قیمت پر دوسری قوم یا شخص کی طرف داری نہیں کی جاتی، کیونکہ اللہ سب کا رب ہے، ساری انسانیت اس کے سامنے برابر ہے، وہ سب کی حقیقت اور مصلحت کو خوب جانتا ہے، لہٰذا یہ ناممکن نہیں ہے کہ افراط و تفریط کے بغیر اللہ ان سب کی مصالح وضروریات کا لحاظ کر سکے۔

البتہ جب انسان، انسان کے واسطے کوئی قانون بناتا ہے، تو جن کے واسطے بنایا گیا ہے وہ بنانے والوں کے غلام بن جاتے ہیں، وہ جو کوئی بھی ہوں۔ لیکن جب اللہ قانون اتارتا ہے تو سب اس کے سامنے برابر ہوتے ہیں، اپنی پیشانیاں اسی کے سامنے جھکاتے ہیں، اسی کی عبادت کرتے ہیں، اس وجہ سے انسانی زندگی میں بلکہ پوری کائنات میں اس مسئلہ کی سنگینی مزید بڑھ جاتی ہے۔ اگر حق لوگوں کی خواہشات کا تابع بن جائے تو آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب میں فساد پھیل جائے، لہٰذا اللہ کی نازل کردہ شریعت کے علاوہ پر فیصلہ کرنا شر اور فساد ہی ہے، اور بالآخر اس کی انتہا ایمان کی سرحد سے خروج پر جا کر ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

يَٰٓأَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوٓا ءَامَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ سَمَّٰعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّٰعُونَ لِقَوْمٍ ءَاخَرِينَ ۙ لَمْ يَأْتُوكَ ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۖ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۚ وَمَن يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْـًٔا ۚ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَن يُطَهِّرَ

قُلُوْبُهُمْ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ ۚۖ وَّ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○ وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
(المائدۃ:۴۱،۴۲،۴۳)

”اے پیغمبر! جو لوگ کفر میں بڑی تیزی دکھا رہے ہیں، وہ تمہیں غم میں مبتلا نہ کریں، یعنی ایک تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے زبان سے تو کہہ دیا ہے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، مگر ان کے دل ایمان نہیں لائے، اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے (کھلے بندوں) یہودیت کا دین اختیار کر لیا ہے۔ یہ لوگ جھوٹی باتیں کان لگا لگا کر سننے والے ہیں، (اور تمہاری باتیں) ان لوگوں کی خاطر سنتے ہیں جو تمہارے پاس نہیں آئے، جو (اللہ کی کتاب کے) الفاظ کا موقع محل طے ہو جانے کے بعد بھی ان میں تحریف کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو اس کو قبول کر لینا، اور اگر یہ حکم نہ دیا جائے تو بچ کر رہنا۔ اور جس شخص کو اللہ فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کر لے تو اسے اللہ سے بچانے کے لیے تمہارا کوئی زور ہرگز نہیں چل سکتا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ (ان کی نافرمانی کی وجہ سے) اللہ نے ان کے دلوں کو پاک کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے، اور انہی کے لیے آخرت میں زبردست عذاب ہے۔ یہ کان لگا لگا کر جھوٹی باتیں سننے والے، جی بھر بھر کر حرام کھانے والے ہیں۔ چنانچہ اگر یہ تمہارے پاس آئیں تو چاہے ان کے درمیان فیصلہ کرو، اور چاہے ان سے منہ موڑ لو۔ اگر تم ان سے منہ موڑ لوگے تو یہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، اور اگر فیصلہ کرنا ہو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور یہ کیسے تم سے فیصلہ لینا چاہتے ہیں جبکہ ان کے پاس تورات موجود ہے جس میں اللہ کا فیصلہ درج ہے؟ پھر اس کے بعد (فیصلے سے) منہ بھی پھیر لیتے ہیں۔ دراصل یہ ایمان والے نہیں ہیں۔“

کہا جاتا ہے کہ یہ آیات ان یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں جنہوں نے کئی جرائم کا ارتکاب کیا تھا جن کے بارے میں مختلف روایات ہیں، بعض نے کہا چوری کا واقعہ تھا بعض نے کہا زنا کا واقعہ تھا۔ یہ وہ جرائم تھے جن پر تورات میں حد کی سزا مقرر تھی، لیکن انہوں نے ان سزاؤں کے علاوہ دوسری سزاؤں پر اتفاق کر لیا تھا، کیونکہ پہلے پہل وہ یہ سزائیں اپنے معزز لوگوں پر جاری نہیں کروانا چاہتے پھر سب کی نسبت سے انہوں نے چشم پوشی سے کام لیا اور اصل سزا کی جگہ دوسری سزائیں نافذ کر دیں۔

جیسا کہ آج کل مسلمان کہلانے والوں کا کام ہے۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان جرائم کا ارتکاب ہوا تو ان کا اس پر اتفاق ہوا کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں۔ اگر انہوں نے کوئی ہلکی سے سزا نافذ کر دی تب ان پر عمل کر لیں گے، اور یہ ان کے لیے اللہ کے پاس کافی حجت ہو گی کہ ہم نے اللہ کے نبی کے حکم کے مطابق سزا دی۔ لیکن اگر اللہ کے رسول نے تورات کی سزا کے مطابق سزا دی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ قبول نہیں کیا جائے گا، اسی لیے انہوں نے یہ سازش تیار کی، اور اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ قول نقل کیا کہ ”اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا“ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو اس کو قبول کر لینا، اور اگر یہ حکم نہ دیا جائے تو بچ کر رہنا۔

آج کے لوگوں کا بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برتاؤ میں یہی بیہودگی اور کجی ہے، یہودیوں کی یہ وہ صورتِ حال ہے جس کا نقشہ اللہ نے کھینچا ہے کہ جب ان پر لمبی مدت گزر گئی، ان کے دل سخت ہو گئے، اور ان میں عقیدے کی حرارت سرد پڑ گئی، اور اس کی روشنی ماند پڑ گئی، اور وہ لوگ اس عقیدہ و شریعت اور ان کی ذمہ داریوں سے جان چھڑانے لگے تو اس کے لیے مختلف اسباب و وسائل ڈھونڈنے لگے، فتاویٰ تلاش کیے جانے لگے تاکہ ان ذمہ داریوں سے نجات کا کوئی راستہ ملے۔

کیا بالکل یہی حال آج ان لوگوں کا نہیں ہے جو اپنی زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں؟ کیا وہ لوگ ایسے فتاویٰ کی تلاش میں نہیں ہیں جو دین کے خلاف ہوں نہ کہ وہ جن سے دین کی تنفیذ کی جا سکے، کیا وہ دین کو اپنی خواہشات پوری کرنے کا ذریعہ نہیں بناتے؟ ایسا دین جو ان کی رائے کے موافق ہو، لیکن اگر یوں کہہ دیا کہ دین کلمۂ برحق اور حق فیصلے کا نام ہے تو تب انہیں دین کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی، تب وہ قرآنی الفاظ میں یوں کہتے ہیں: ”اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا“ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو اس کو قبول کر لینا، اور اگر یہ حکم نہ دیا جائے تو بچ کر رہنا۔ بالکل یہی حال ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا قصہ اتنی وضاحت و تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، تاکہ آئندہ آنے والی مسلمان نسلوں کو بچایا جا سکے، اور انہیں اس راستے کی لغزشوں سے محفوظ کیا جا سکے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

فرضیتِ خلافت اور اس کے قیام کا نبوی علی صاحبھا السلام طریقہ کار

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ نور اللہ مرقدہ

مستقبل قریب میں نظام خلافت قائم ہو کر رہے گا

اس وقت امریکہ اور اس کے حواری اس بات پر تُل گئے ہیں کہ دنیا میں کہیں اسلامی نظامِ خلافت کا ظہور نہ ہو۔ آج پوری مغربی دنیا پر بالفعل یہ خوف طاری ہے کہ کہیں دنیا کے کسی کونے میں شرع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی ظہور نہ ہو جائے۔ یہ وہی بات ہے جو علامہ اقبال نے ابلیس کی زبان سے کہلوائی تھی۔

؎ عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبرؐ کہیں

یہ وہی چیز ہے جس کی خوش خبری الصادق والمصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہا سچ کہا اور وحی کے مطابق کہا اور جو ذرہ برابر بھی ان کی بتائی ہوئی باتوں پر شک کرے اس کا ایمان کسی قابل نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”کُل روئے زمین پر نہ کوئی اینٹ گارے کا بنا ہوا گھر باقی رہے گا، نہ اونٹ کے بالوں کے کمبلوں سے بنا ہوا خیمہ ... جس میں اللہ تعالیٰ کلمۂ اسلام کو داخل نہ کر دے، خواہ کسی عزت دار کو عزت دے کر اور خواہ کسی ذلت والے کو ذلیل کر کے یعنی یا تو اللہ تعالیٰ انہیں عزت دے گا اور اہل اسلام میں داخل کرے گا یا انہیں مغلوب کر دے گا چنانچہ وہ (جزیہ دے کر) اسلام کی بالادستی قبول کر لیں گے!“۔

پھر راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا

> ”پھر تو دین (نظام) کُل کا کُل اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو جائے گا“۔(مسند احمد بن حنبل)

اور اس خطے کے لیے جس میں ہم موجود ہیں مزید یہ خوش خبری بیان کی:

> ”خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے اور انہیں کوئی طاقت واپس نہیں پھیر سکے گی یہاں تک کہ وہ ایلیاء (یعنی بیت المقدس) میں نصب کر دیے جائیں“۔(جامع ترمذی)

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

> ”تمہارے مابین نبوت موجود رہے گی، (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ خود اپنی ذات کی جانب تھا) جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے اُٹھا لے گا۔ اس کے بعد نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہو گی اور یہ بھی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ قائم رہے، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے بھی اُٹھا لے گا۔ پھر کاٹ کھانے والی (یعنی ظالم) ملوکیت آئے گی اور وہ بھی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے بھی اُٹھا لے گا۔ پھر مجبوری کی ملوکیت (غالباً مراد ہے مغربی استعمار کی غلامی) کا دور آئے گا اور وہ بھی رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے بھی اُٹھا لے گا اور پھر دوبارہ نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہو گی! راوی کے قول کے مطابق اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی“۔(مسند احمد)

لہٰذا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم علی منہاج النبوۃ ”نبوی طریقے پر“ کی طرز پر اسلامی نظام خلافت کے قیام کی کوشش کریں۔ اور ان تمام طریقوں کو چھوڑ دیں جو باطل سے مستعار لیے گئے ہوں۔ کیونکہ فرض کا طریقہ ہمیشہ سنت ہی سے ملتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے علیکم بسنتی ”تم پر میری سنت (طریقہ) پر عمل کرنا واجب ہے“۔ لہٰذا سنت پر عمل لازم ہے۔

صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں کہ

> ”ہمیں نصیحت فرمائی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی نصیحت جس کو سن کر (ہمارے) دل دہل گئے اور (ہماری) آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پھر ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ نصیحت تو گویا رخصت ہونے والے کی وصیت لگتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وصیت فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی اور اپنے امیر کے احکام سننے اور قبول کرنے کی، خواہ وہ حاکم ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیوں کہ میرے بعد جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا۔ پس تم میری سنت (طریقہ) کو اپنے اوپر لازم کر لو اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت (طریقہ) کو۔ اور اس کو دانتوں سے مضبوط تھام لو اور نئی نئی باتوں سے بچتے رہو، کیوں کہ ہر نئی جاری کی ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے“۔(ابو داؤد، ترمذی)

ان تمام باتوں سے یہ راہ نمائی ملتی ہے کہ نئے طریقے ڈھونڈنا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرض کا طریقہ واضح نہیں کیا، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہوتے ہوئے اس کو ناقابل عمل سمجھتے ہوئے عمل نہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکذیب ہے اور اسے بدعت وضلالت کہا گیا ہے، جس کا انجام دوزخ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالکؒ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

لا يصلح آخر هذه الامة الا بما يصلح بى اولها

"اس امت کے آخری حصے کی اصلاح نہیں ہوسکے گی مگر اسی طریقے پر جس پر کہ پہلے حصے کی اصلاح ہوئی تھی"۔

لہٰذا اگر ہماری منزل اسلامی نظام خلافت ہے تو طریقہ محمدی ہی سے اس منزل پر پہنچا جاسکتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

"درحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے"۔

لہٰذا آج ہمیں نظام خلافت کے احیا کے لیے جمہوریت، انتخابات اور دیگر نئے طریقوں کو چھوڑ کر منہج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔ بقول علامہ اقبال:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسول ہاشمیؐ

منہج نبوی پر چلنے والی حزب اللہ کی "جماعت سازی" کا واحد طریقہ:

"بیعت" کی بنیاد پر منظم جماعت:

آج ہم اسلامی نظام (نظام خلافت) قائم کرنا چاہتے ہیں تو اب ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہی صرف ایک منبع و سرچشمہ ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو لوگ ایمان لے آئے، انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظم کیا اور ان کی تربیت کی۔ لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوت کی بنیاد پر جو جماعت بنی وہ دنیا کی مضبوط ترین جماعت ہے۔ جس کے بارے میں قرآن حکیم میں فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ (الفتح:۲۹)

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں"۔

اس جماعت میں کسی نے جمہوری طریقے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جماعت کا صدر منتخب نہیں کیا تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہونے کی حیثیت سے اور داعی ہونے کی حیثیت سے خود بخود امیر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ (امنا وصدقنا) "ہم ایمان لائے اور ہم نے تصدیق کی" کے اصول پر عمل پیرا تھے اور اس کی رو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم ماننا واجب الاطاعت اور ایمان کا لازمی تقاضا تھا۔

اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مختلف مواقع پر "بیعتِ سمع و طاعت" اور "بیعتِ جہاد" لے کر "اسوہ" (نمونہ) قائم کیا تاکہ مستقبل میں اسلامی جماعت سازی کا طریقہ معین ہوسکے اور آئندہ اس فرض کی ادائیگی کے لیے اُٹھنے والی جماعت انگریزوں سے، روسیوں سے، جرمنوں سے کوئی طریقہ مستعار نہ لیتی پھرے بلکہ اس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (طریقہ) موجود ہو۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی جماعت اُٹھے وہ جماعت حد درجہ منظم اور سمع وطاعت کے اصول پر پوری طرح عمل پیرا ہوگی۔ جس میں صرف ایک استثنٰی ہوگا کہ شریعت کے خلاف کوئی حکم دیا جائے گا تو نہیں مانیں گے۔ جیسے کہ ایک حدیث میں ہے:

انما طاعة فى المعروف(صحيح بخارى)

"اطاعت صرف معروف میں لازم ہے"۔

باقی شریعت کے دائرے کے اندر جو بھی نظمِ جماعت کے تحت فیصلہ ہوگا وہ ہمیں قبول کرنا ہوگا اور اس پر عمل کرنا ہوگا۔ اس "سمع وطاعت" کا نام ہی "بیعت" ہے۔

"بیعت" قرآن حکیم کی روشنی میں:

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جماعت سازی کے لیے بیعت منصوص بھی ہے چونکہ اس کا ذکر قرآن میں موجود ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح:۱۸)

"اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہوگیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کررہے تھے"۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح: ۱۰)

"جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس کا اس نے خدا سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا"۔

"بیعت" سنت نبوی کی روشنی میں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے جو بیعت لی اس کے الفاظ احادیث میں نقل ہوئے ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں آئی ہے۔ حضرت عبادہؓ بن صامت فرماتے ہیں:

بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على السمع ولطاعة فى العسر واليسروالمنشط والمكره وعلى اثره علينا وعلى ان لا ننازع الامر اهله وعلى ان نقول بالحق اين ماكنا لا نخاف فى الله لومة لائم(بخارى ، مسلم)

''ہم نے بیعت کی تھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم سنیں گے اوراس کی اطاعت کریں گے، مشکل میں بھی اور آسانی میں بھی، چاہے طبیعت آمادہ ہو چاہے طبیعت پر جبر کرنا پڑے، چاہے ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے اور جن کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم امیر بنائیں ہم ان سے جھگڑیں گے نہیں اور یہ کہ جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے، اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والی کی ملامت کے خوف سے زبان پر تالا نہیں ڈالیں گے''۔

اسی طرح ۵ھ میں غزوہ احزاب میں خندق کی کھدائی کے دوران صحابہ کرامؓ آواز ملا کر یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

نحن الذى بايعوامحمدا
على الجهاد مابقينا ابدا

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر رہتے دم تک جہاد کے لیے بیعت کی ہے''۔

''بیعت'' اسلاف کے عمل میں:

اور یہ ماثور بھی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے لے کر بیسویں صدی کے آغاز تک مسلمانوں کی ہر اجتماعی جدوجہد اسی بیعت کی بنیاد پر ہوئی ہے۔ خلافت کا نظام قائم تھا تو اسی بیعت کی بنیاد پر، حضرت ابو بکر، عمر، عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت منعقد ہوئی تھی۔ یزید کے خلاف اگر حضرت حسینؓ کھڑے ہوئے تھے تو وہ بھی بیعت لے کر، عبد اللہ بن زبیرؓ بھی بیعت لے کر کھڑے ہوئے، حضرت نفس زکیہؒ اور امام زیدؒ بھی بیعت لے کر سامنے آئے۔ پھر انیسویں صدی میں جب نو آبادیاتی نظام (Colonial rule) آیا تو جس ملک میں بھی اس کے خلاف مزاحمت کی تحریک چلی اور یورپی استعمار کے خلاف جہاد کیا گیا تو وہ بھی بیعت کی بنیاد پر ہوا۔ سوڈان میں مہدی سوڈانیؒ، لیبیا میں سنوسیؒ، الجزائر میں عبد القادر الجزائریؒ اور روس میں امام شاملؒ نے بیعت کی بنیاد پر لوگوں کو جہاد کے لیے منظم کیا۔ اس ضمن میں سے بڑی جہادی تحریک ''تحریکِ شہیدین'' جو ہندوستان میں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اٹھائی وہ بیعت کی بنیاد پر ہی تھی۔

منہجِ نبوی کے مراحل:

اعلانیہ ہدف:

چنانچہ آج جب بھی جماعت اس کام کے لیے کھڑی ہوگی اُس جماعت کا اعلانیہ ہدف منکرِ اعظم (باطل نظام) کو ختم کرنا ہوگا اور اس کی اعلانیہ دعوت پورے کے پورے دین کی ہوگی۔ بالفاظِ دیگر طاغوتی نظام یا غیر اللہ کی حاکمیت کا خاتمہ کرنا ہوگا جس کے نتیجے میں خلافت کا نظام تشکیل پاتا ہے۔ اگرچہ موجودہ حالات میں کرنے کے اور بھی بہت سے اچھے اچھے کام ہیں۔ چنانچہ علمی، تعلیمی، تبلیغی، اصلاحی سلسلے اور خدمتِ خلق' یہ سب کام مبارک ہیں' ان میں سے ہر ایک کام کرنا بہت اچھا ہے لیکن آپ یہ کہہ لیں کہ یہ سارے کام اس ایک کام میں بالقوۃ موجود ہیں۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ سے ثابت ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے اندر جہاں دورِ جاہلیت میں منکرات ہر طرف شعبہ زندگی اور ہر سطح پر بدرجۂ اتم موجود تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس دور کے منکرِ اعظم (بت پرستی) جو کہ باطل نظام کی اصل جڑ اور بنیاد تھی کو اپنا ہدف نکیر بناتے ہوئے 'لا الہ الا اللہ' کا نعرہ لگایا۔ اور پھر اس کے خاتمے کے بعد وحیٔ الٰہی کی روشنی میں توحید کی بنیاد پر ایک ریاست قائم کی جس کی بنیاد پر خلافت کا ایک عظیم الشان نظام معرض وجود میں آیا اور تمام منکرات کا خاتمہ ہوا۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلّهِ(سورہ یوسف:۴۰)

''حاکمیت کا اختیار سوائے اللہ کے کسی کو نہیں''۔

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی، باقی بتانِ آذری!

یہ نظریۂ توحید ہی ہے جو انسانی حاکمیت کی ہر شکل کی نفی کرتا ہے۔ انسانی حاکمیت نہ تو فردِ واحد کی بادشاہت کی شکل میں قابلِ قبول ہے نہ کسی قوم کی دوسری قوم پر حاکمیت کی شکل میں، جیسے انگریز ہم پر حکمران ہو گیا تھا۔ اور نہ ہی عوام کی حاکمیت جائز ہے۔ حاکمیت (Sovereignty) کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور انسان کے لیے خلافت ہے۔ حاکمیت کی دوسری تمام صورتیں شرک ہیں اور دورِ حاضر میں ''جمہوری حاکمیت'' (Popular Sovereignty) کا تصور بدترین شرک ہے۔ شارع (قانون ساز) صرف اللہ تعالیٰ ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نمائندے ہیں۔ اب بتائیے اس نعرۂ توحید سے بڑا کوئی انقلابی نعرہ کیا ہوگا کہ 'لا الہ الا اللہ' (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) یعنی لا حاکم الا اللہ!

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَ لَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ (الاحزاب:۱۹)

"اللہ تم میں سے ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ۔ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم (یہ اس لیے) تمہارے بارے میں بخل کرتے ہیں۔ پھر جب ڈر (کا وقت) آئے تو تم ان کو دیکھو کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) ان کی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آ رہی ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل کریں"۔

اور

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّ ذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ (محمد:۲۰)

"اور مومن لوگ کہتے ہیں کہ (جہاد کی) کوئی سورت کیوں نازل نہیں ہوتی لیکن جب کوئی صاف معنوں کی سورت نازل ہو اور اس میں جہاد کا بیان ہو تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تم ان کو دیکھو کہ تمہاری طرف اس طرح دیکھنے لگیں جس طرح کسی پر موت کی بیہوشی (طاری) ہو رہی ہو تو ان کے لیے خرابی ہے"۔

پس یہ لوگ ایسے دلائل چاہتے ہیں جو لوگوں کے طعن و تشنیع کے سامنے ڈھال بن جائیں اس لیے وہ بزدلی کو حکمت، دانائی، توازن اور ذمہ دارانہ سوچ کا نام دے لیتے ہیں اور بے شک وہ خدشات جن کا یہ لوگ ذکر کرتے ہیں انمیں کوئی ایک بھی جہاد کے دوران واقعہ ہو جائے تو آپ دیکھیں گے کہ کیسے یہ برا بھلا کہتے ہیں اور خود کو باخبر اور بصیر ظاہر کرتے ہیں اور امور کے انجام سے واقفیت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا

"اگر تم ہماری اطاعت کرتے تو قتل نہ کیے جاتے"۔ (آل عمران:۱۶۸)

یا کہتے ہیں

قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا (النساء:۷۲)

"اور تم میں کوئی ایسا بھی ہے کہ (عمداً) دیر لگاتا ہے پھر اگر تم پر کوئی مصیبت پڑ جائے تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھ بڑی مہربانی کی کہ میں ان میں موجود نہ تھا"۔

اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مختلف مصائب سے آزماتا ہے تاکہ اپنے مخلص بندوں کو الگ کرلے کہ کون اس آزمائش کے دوران صبر، تواضع، تقویٰ اور دعا کا دامن تھامتا ہے۔ بے شک یہ آزمائشیں منافقین اور جن لوگوں کے دل میں مرض ہے ان کا رازافشا کرنے کا باعث بھی بنتی ہیں۔ اور مومن ان کے احوال اور نیتوں سے تب تک واقف نہیں ہوتے جب تک ایسے امتحان میں یہ لوگ آنکھیں گھما گھما کر وہ باتیں کرنے لگتے ہیں جو ان کے دلوں میں موجود تھیں اور عالم الغیب کے علاوہ جنہیں کوئی نہ جانتا تھا اور ان سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہیں جو کسی سچے مومن سے ہونا ممکن نہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا (الاحزاب:۱۲)

"اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا"۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَ طَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَ لِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (آل عمران:۱۵۴)

"پھر اللہ نے غم و رنج کے بعد تم پر تسلی نازل فرمائی (یعنی) نیند کہ تم میں سے ایک جماعت پر طاری ہو گئی اور کچھ لوگ جن کو جان کے لالے پڑ رہے تھے،، اللہ کے بارے میں ناحق کفر کے سے گمان کرتے تھے اور کہتے تھے بھلا ہمارے اختیار کی کچھ بات ہے؟ تم کہہ دو کہ بے شک سب باتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ یہ لوگ (بہت سی باتیں) دلوں میں مخفی رکھتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل ہی نہ کیے جاتے کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں مارا جانا لکھا تھا وہ اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرورت نکل آتے۔ اس سے غرض یہ تھی کہ اللہ تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو خالص اور صاف کر دے اور اللہ دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے"۔

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ (المائدۃ:۵۳)

"تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق) کا مرض ہے تم ان کو دیکھو گے کہ ان میں دوڑ دوڑ کے ملے جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم پر زمانے کی گردش نہ آجائے سو قریب ہے کہ اللہ فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی اور امر (نازل فرمائے) پھر یہ اپنے دل کی باتوں پر جو چھپایا کرتے تھے پشیمان ہو کر رہ جائیں"۔

بے شک اللہ اہل ایمان کا دفاع کرتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے جہاد اور مجاہدین کی حفاظت کا ذمہ اپنے سر لیا ہے۔ اور ان سب بیٹھنے والوں، پیچھے رہ جانے والوں، عذر اور بہانے کرنے والوں کی مذمت کی ہے جو اس عبادت کو ادا کرنے سے جی چراتے ہیں۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کو ادا کرنے ولوں یعنی اللہ کی راہ میں قتال اور مال خرچ کرنے والوں کو بھی خبر دار کرتا ہے کہ جہاد میدان جنگ میں دشمنوں (کفار) کے خلاف اسلحے کی شدید جنگ ہی نہیں بلکہ اس (جہاد) کے راستے میں پیدا کیے گئے شبہات کو دور کرنا بھی جہا میں شامل ہے۔ یہ اس لیے تاکہ ان شبہات کے اس خطرے کو پہچانا جاسکے جس کو اس قدر بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے کہ یا تو اس عبادت کو ترک کر دیا جاتا ہے یا پھر اس کو درجے اور اجر میں کم تصور کیا جاتا ہے۔ اور یہ بات دین کے ارکان کو گرانے کا باعث بنتی ہے جو کہ دین کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ ان شبہات کے باعث بہترین امت کی جگہ ذلیل اور رسوا لوگ باقی رہ جاتے ہیں۔ ان میں فتنہ پھیل جاتا ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ جہاد سے فرار حاصل کریں اور اس کی مشکلات سے نجات پائیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا

وَ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (البقرہ:۲۵۱)

"اور اگر نہ ہٹاتا رہتا اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے سے تو نظام بگڑ جاتا زمین کا لیکن اللہ بڑا مہربان ہے اہل عالم پر"۔

اور

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ (الحج:۴۰)

"جن مسلمانوں سے (خوامخواہ) لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور اللہ (ان کی مدد کرے گا وہ) یقینا ان کی مدد پر قادر ہے"۔

امام ابن النحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام عبد اللہ الحلیمی نے شعب الایمان میں کہا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ اگر اللہ مومنین کا دفاع مشرکین کے خلاف نہ کرتا اور مومنین کو تسلط نہ دیتا اور ان (مشرکین) کی شوکت اور اتحاد کو نہ توڑ دیتا تو یقیناً شرک زمین پر غالب آجاتا اور ان کا دین بلند ہوتا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ اسلام کی بقا اور پھیلنے کہ وجہ جہاد ہی ہے۔ یہ ارکان ایمان سے ہے اور مومنین کو اس کی حرص رکھنی چاہیے"۔ (مشارع الاشواق)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْــــًٔـا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (التوبۃ:۳۹)

"اگر نہ نکلو تم تو سزا دے گا تم اللہ دردناک سزا اور لے آئے گا تمہاری جگہ دوسری قوم کو اور نہ بگاڑ سکو گے تم اس کا کچھ بھی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

یہ بہانے اور شبہات صرف وہی نہیں جو قرآن میں بیان کیے گئے بلکہ وقت بدلنے کے ساتھ لوگ ان شبہات کو بیان کرنے اور پھیلانے میں نئے نئے ڈھنگ نکال لیں گے۔ قرآن نے ان شبہات کی جڑ کاٹی ہے اور مذمت کی ہے تاکہ جہاد چھوڑنے والوں کے لیے کوئی حجت باقی نہ رہے۔ سو بے شک وہ انسان جو جہاد کو پسند نہیں کرتا اور یہ اس کے لیے

مشکل اور خواہشات کی راہ میں رکاوٹ ہے تو وہ اس سے بچنے کے لیے ہر طرح کا وسیلہ اور (رکاوٹ) معذرت ڈھونڈے گا۔ جہاد صبر اور مشکلات کا راستہ ہے اور ایمان کی کسوٹی ہے۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ ۙ وَ نَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ (محمد:۳۱)

"اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں، حتیٰ کہ جو تم میں لڑائی کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں ان کو معلوم کرلیں اور تمہارے حالات جانچ لیں"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: تاکہ تم کو آزماؤں اے مومنو! قتل سے اور دشمنوں کے ساتھ جنگ سے، حتیٰ کہ 'جان لوں کہ میرا گروہ اور میرے ساتھی کون سے ہیں'۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور دشمن کے خلاف جنگ میں صبر کرتے ہیں۔ پس ظاہر ہو جائیں گے مومن اور شک کرنے والے اہل ایمان اور جھوٹے منافق، سچے اور جھوٹے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُھَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (آل عمران:۱۴۲)

"اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ ایمان والوں کو متمیز کردے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ ایمان والوں کو خالص (مومن) بنادے اور کافروں کو نابود کردے"۔

ہم اللہ سے پردہ پوشی، عافیت اور اس کی مدد کے طلبگار ہیں:

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَ مَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ (ھود:۸۸)

"انہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہوں اور اس نے اپنے ہاں سے مجھے نیک روزی دی ہو (تو کیا میں ان کے خلاف کروں گا) اور میں نہیں چاہتا کہ جس امر سے میں تمھیں منع کروں خود اس کو کرنے لگوں۔ میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے (تمہارے معاملات) کی اصلاح چاہتا ہوں اور (اس بارے میں) مجھے توفیق کا ملنا اللہ ہی (کے فضل) سے ہے۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں"۔

الا فی الفتنة سقطوا:

کیا وجہ ہے کہ ایک آدمی اپنے تیس ہزار کے لشکر سے پیچھے رہ جائے جب کہ اللہ نے اس کے اس گھٹیا بہانے کا کہ وہ کہتا ہے:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ (التوبة:۴۹)

"اور ان میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ مجھے تو اجازت ہی دے دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔ دیکھو یہ فتنہ میں پڑ گئے ہیں اور دوزخ سب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے بالکل واضح جواب بھی اپنی کتاب میں دے دیا ہے۔ فرمایا:

اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ (التوبة:۴۹)

"دیکھو یہ فتنہ میں پڑ گئے ہیں اور دوزخ سب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے"۔

اور ان بہانوں کی اس کے علاوہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ خود کو 'نفیر' کی تکالیف اور سفر کی مشکلات سے بچانا چاہتا ہے اور کوئی راہ نہ پاتے ہوئے دین کی حفاظت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں فتنے سے بچنا چاہتا ہوں جس کے لیے اس اہم عبارت (جہاد) سے فرار لازمی ہے۔

پس کیسے ہیں وہ لوگ جو صفحات کے صفحات سیاہ کرتے ہیں، راتوں کو جاگ کر کتابیں لکھتے ہیں، ان شبہات کو بیان کرنے کے لیے جو انہوں نے اپنے لیے گھڑے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کو ایسی خوبصورت شکل دی جائے جو ان کے جھوٹ کا اور پیچھے رہ جانے کا بوجھ اٹھالے، اور وہ لوگ جو جہاد کی راہ میں ڈٹ گئے اور دنیا کو چھوڑ دیا ان کو جنت کے راستے سے ہٹاتے ہیں جس میں کوئی شک نہیں۔

اللہ کی قسم! یہ سب بہت بڑا نقصان ہے انسان کے لیے کہ وہ تقریر نہ کرے اور اپنے رب کی طرف نہ پلٹے اور اپنی غفلت سے متنبہ نہ ہو۔ تو جیسا کہ نیکی کی جزا نیکی ہے اسی طرح

برائی کی جزا برائی ہی ہے۔اور سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ انسان اپنے گناہ کو اچھا جانے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

”بھلا جس شخص کو اس کے اعمال بد آراستہ کرکے دکھائے جائیں اور وہ ان کو عمدہ سمجھنے لگے (کیا وہ نیک وکار آدمی جیسا ہو سکتا ہے) بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے“۔

پس وہ شخص جو راضی ہوا اپنی بزدلی کی وجہ سے جہاد نہ کرنے پر اور اپنے لیے برائی کے دروازے کھول لے، اس برائی کو اپنے لیے بہتر سمجھے اور عذر اور راستے ڈھونڈے، شرعی دلیلوں اور علماء کے اقوال کو اہمیت نہ دے۔

پس جو بھی اس کے بعد اس کے خیالات کو پسند کرے اور ان کی پیروی کرے تو اس کا گناہ بھی اس بات کی دعوت دینے والے پر ہے، پس جس نے برائی کی بنیاد ڈالی ان کا گناہ بھی اس پر ہے جو اس کی پیروی کرے۔ تو بجائے اس کے کہ وہ جہاد کی طرف بڑھتا (نکلتا) وہ اس سے فرار کی طرف بڑھا۔ اور بجائے اس کے جہاد کے لیے نکلنے والوں کے لیے ثابت قدمی کا باعث بنتا اور الشبہات کو دور کرتا، وہ خود شبہات پیدا کرنے لگا۔ اور ان کو پھیلانے اور بڑھانے لگا۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النور:٦٣)

”مومنو! پیغمبر کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ بے شک اللہ کو یہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہین ان کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو“۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتنی خوب صورت بات کی ہے کہ

”امر بالمعروف والنھی عن المنکر اور اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے جتنی بھی مشکلات اور دشواریاں ہوں انسان کے لیے ٹھیک نہیں کہ اسے فتنہ جانے۔ آج کل ایسا ہو گیا ہے کہ لوگ اپنے فرائض کو ترک کرنے کے لیے یہ بہانہ کرتے ہیں کہ وہ فتنے سے بچنا چاہتے ہیں۔ جیسے کہ اللہ نے منافقین کے بارے میں کہا: وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا تَفْتِنِّيْ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا

اور اللہ نے فرمایا: اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا جو انسان واجب جہاد سے اعراض کرے، جی چرائے اس کا ایمان کمزور ہے اور اس کے دل میں مرض ہے جو اس کے لیے ترکِ جہاد کو اچھا بنا دیتا ہے۔ اس صورت میں وہ ایک بڑے فتنے کا گرفتار ہے۔ پس وہ کیسے ایک چھوٹے فتنے سے بچنا چاہتا ہے جو ابھی واقع ہی نہیں ہوا، جب کہ ایک بڑے اور عظیم فتنے میں پڑا ہوا ہے اور اس سے پناہ نہیں مانگتا؟۔ اور اللہ نے فرمایا: ”قتال کرو حتیٰ کہ فتنہ نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کے لیے ہو جائے“۔ پس جس میں قتال کو ترک کیا جس کو اللہ نے فرض کیا کہ کہیں وہ فتنے میں نہ پڑ جائے تو پس وہ فتنے کا شکار ہے۔ اس کا دل مرض اور شک کا شکار ہو گیا، اس نے اس جہاد کو چھوڑ دیا جس کا اللہ نے حکم دیا“۔

سورۃ التوبۃ میں بہت واضح طور پر ان بہانوں کا ذکر ہے جن کے ذریعے یہ لوگ (منافقین) جہاد سے جان چھڑاتے ہیں۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَ لٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (التوبۃ:٤٢)

”اگر مال غنیمت سہل الحصول ہوتا اور سفر بھی ہلکا ہوتا تو تمہارے ساتھ (شوق سے) دل دیتے۔ لیکن مسافت ان کو دور (دراز) نظر آئی (تو عذر کریں گے)۔ اور اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم طاقت رکھتے تو آپ کے ساتھ ضرور نکل کھڑے ہوتے یہ (ایسے عذروں سے) اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں، اللہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں“۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

قاری ابو عمارہ

شیخؒ کی وفات کے تذکرے کے ساتھ ہی ہمارے اس سلسلے کا پہلا مرحلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے ایک بار پیچھے مڑ کر دیکھنا ہو گا کہ پچھلی صدی یعنی اکبر کے دور حکومت سے لے کر جہانگیر کے دور کے اختتام تک برصغیر کی سیاسی اور مذہبی حالت نے کتنی کروٹیں بدلیں۔

اکبر پکے مسلمان سے لا مذہبیت کی جانب مائل ہوا۔ اس کے نزدیک سیاسی اغراض کی اہمیت مذہب سے زیادہ تھی، چنانچہ اس کی نوازشوں کا سلسلہ بھی انہی لوگوں پر زیادہ ہوا جو برصغیر کی سیاسی کشمکش میں اس کے ہمنوا ہوئے۔ مخالفین میں سب سے پہلے افغان تھے جن کو شکست دے کر اکبر نے حکومت حاصل کی تھی۔ اس سے پہلے اس کے دادا بابر نے بھی افغانوں کو ہی شکست دے کر مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی تھی مگر ہمایوں نے افغانوں سے شکست کھائی اور اس کو فرار ہو کر ایران جانا پڑا۔ حکومت ایران اپنے ارد گرد دو مسلمان دشمنوں کا گھیرا دیکھ رہی تھی، مغرب میں ترکانِ عثمانی جو خلافت بھی حاصل کر چکے تھے اور ان کی سلطنت کا دائرہ عراق شام اور مصر و حجاز تک پھیل چکا تھا۔ شمال میں ازبک تھے جو پہلے شیبانی خان کی سرکردگی میں صفویوں سے برسرپیکار رہے اور بعد میں عبید خاں ازبک کی قیادت میں ایران کی شمالی سرحدوں پر قابض ہو کر افغانستان اور وسط ایشیا تک صفویوں کے اقتدار کے لیے خطرہ بن گئے۔ پہلے عثمانی خلیفہ سطان سلیم یاوز نے اسماعیل صفوی کو چلدران کی جنگ میں شکست فاش دی تھی یہاں تک کہ اسماعیل کا دار الحکومت بھی اس سے چھن گیا تھا۔ بعد میں طہماسپ صفوی کو سلیمان اعظم کی افواج نے شکست دی۔ صفویوں کا مغلوں سے اتحاد بابر کے زمانے سے چلا آ رہا تھا، جب شیبانی خاں کے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے شیعہ صفوی سلطنت نے سنی بابر کو امداد اور افواج دیں۔ مگر بابر کی وسط ایشیا میں شکست اور اس کی ہندوستان آمد کے درمیان میں خاصا وقت صرف ہوا جبکہ بابر کی افغانوں میں رشتہ داری بھی قائم ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ بابر کی رشتہ داری کی اصل بنیاد سنی افغانوں حمایت حاصل کرنا تھا لہٰذا صفوی شیعہ حکومت سے مزید کسی اتحاد کے امکانات بابر کی زندگی کی حد تک صفر ہی رہے۔ مگر چونکہ بابر کی سلطنت افغانستان میں بھی قائم ہو چکی تھی اس لیے بہر حال صفویوں سے اس کے دوستانہ تعلقات قائم رہے۔ صفوی بادشاہ وسط ایشیا میں اپنا ایک اتحادی گنوا چکے تھے۔ اب مغرب اور جنوب سے عثمانی اور شمال سے ازبک حملہ آور ان کے لیے دردِ سر بنے ہوئے تھے۔ ان مسلسل خطرات میں اضافہ تب ہوا جب ہندوستان میں صفوی مخالف افغان صفوی حمایت یافتہ مغلوں کو شکست دے کر برسر اقتدار آ گئے۔ چنانچہ ہمایوں کی آیران آمد صفویوں کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی۔ اگرچہ اس مہرے کو استعمال کرنے کے لیے انہیں پندرہ سال انتظار کرنا پڑا مگر بہر حال یہ مہرہ ان کے لیے قریب پون صدی تک ایک ڈھال ثابت ہوا جو پشت سے ان کی حفاظت کرتا رہا۔ شمالی ہند میں اس مہرے کی نازبرداری صفویوں نے اس حد تک کی کہ اس کی خاطر جنوبی ہند کی دو ریاستیں 'جو شیعہ تھیں' قربان کر دی گئیں حالانکہ یہ ریاستیں شیعہ تھیں اور تیموری کبھی شیعہ نہیں ہوئے۔ اس سے ان کو اپنے اقتدار کو بچانے اور ایک نیا اڈہ بنانے کا موقع ملا یعنی پیچھے ہٹنے کی صورت میں ہندوستان اور افغانستان ان کے لیے دشمن کی بجائے دوست ثابت ہوں۔

مندرجہ بالا صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے اکبر کے درباری حالات کا جائزہ لیں تو ایسا لگتا ہے کہ وسیع المشربی ایک خاص مقصد کے لیے روا رکھی جا رہی تھی۔ ایک جانب ہندوستان کا مشترک بادشاہ 'جو ایک مشترک مذہب لاگو کرے' بنا مقصود تھا۔ دوسری جانب صفوی شیعہ بادشاہت کو مشرق سے محفوظ کرنا، جبکہ یہ شیعہ بادشاہت اپنے یورپی اتحادیوں کے ذریعے مسلسل خلافت عثمانیہ کو زک پہنچانے کی کوشش کر رہی تھی۔ تیسری جانب ہندوستان کے مسلمانوں کو زبردستی سیکولر بنایا جانا تا کہ کسی وقت میں اگر صفویوں کی مدد یا ان کو پناہ دینے کی نوبت آئے تو اس پر ہندوستانی مسلمان غیرتِ اسلامی کے تحت کوئی رد عمل ظاہر نہ کریں۔ اکبر کے دربار میں شیعہ اثر و رسوخ اور فرنگیوں کی آمد ایک خاص سمت میں اشارہ کرتی ہیں۔ اور جب ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم حضرت شیخ احمد سہرندی فاروقی مجدد الف ثانیؒ کی مساعی جمیلہ کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم یقینی طور پر اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یہ جدوجہد مذہبی نہیں، حقیقت میں سیاسی تھی اور اس کا مقصد صرف ہندوستان میں مسلمانوں کو لا مذہبیت کے طوفان سے محفوظ رکھنا نہیں تھا بلکہ مقصد تمام عالمِ اسلام کو اس سازش سے محفوظ رکھنا تھا جو صفوی اور یورپی ذہنوں میں پرورش پا رہی تھی۔

اس بابرکت مساعی کے نتائج بہت دوررس اور پائیدار ثابت ہوئے۔

1. صفوی شیعہ بادشاہت کی مشرقی توسیع رک گئی اور جنوب کی شیعہ ریاستوں کو مغل مسلمانوں کے سامنے سر جھکانا پڑا۔
2. قریب ایک صدی تک شیخ کے جانشینوں نے سیکولرازم کے اس طوفان کو روکے رکھا جو یورپ کے در و دیوار کو دہلا رہا تھا۔

3. مسلمان مغل بادشاہوں کا تعلق صفوی اور ان کے توسط سے یورپ میں بننے کی بجائے ترکی خلافت اور وسط ایشیائی مسلمان ریاستوں سے بن گیا۔

4. ایرانی حملہ اور قندھار کا سقوط اس صورت حال میں بہت مدد گار ثابت ہوا اور جہانگیر پر یہ واضح ہو گیا کہ صفویوں کا اصل مقصد مغلوں کی حمایت نہیں بلکہ عثمانی خلافت کے مقابلے میں ایک نیا اڈہ حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ جہانگیر کے زمانے سے ہی صفوی بادشاہت کے ساتھ لڑائیوں کا آغاز ہو گیا تھا۔ اگرچہ عثمانی خلافت ان معاملات میں غیر جانبدار رہی مگر اس کی وجہ اس کی توجہ اپنے یورپی دشمنوں کی جانب ہونا تھی۔ چنانچہ عثمانی خلافت سے تعلق کے بارے میں جہانگیر کے دور سے ہی سوچ بچار شروع ہو گئی تھی۔

5. جہانگیر کے بعد نور جہاں کی سر توڑ مخالفت کے باوجود شاہجہاں کا بادشاہ بن جانا انہی حضرات کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ آصف خاں جو نور جہاں کا بھائی تھا، شاہجہاں کا سسر تھا اس نے شاہجہاں کو جلاوطنی سے بلا کر تخت نشین کروایا۔ بلاشبہ یہ بڑا کارنامہ تھا مگر دہلی کو داخلی انتشار سے محفوظ رکھنا اور اس میں نور جہاں کی حمایت کو کم سے کم سطح پر رکھنا درحقیقت ان کارپردازان دربار کا کارنامہ تھا جو خانقاہِ مجددی کے متوسلین اور مریدین تھے اور شیعہ نور جہاں کے آلہ کار کے مقابلے میں خود مختار مسلمان شاہجہاں کی حمایت کر رہے تھے۔[2]

مندرجہ بالا عظیم الشان کامیابیاں حضرت شیخؒ کی مساعی کی بدولت ہی حاصل ہوئیں۔

اس مقام پر پہنچ کر ہمارے سوالات کا پہلا مرحلہ حل ہو جاتا ہے کہ اکبر کو "اکبر دی گریٹ، مغل اعظم، مہابلی" وغیرہ کے القابات کیوں دیے گئے تھے اور ان القابات کی اصل حقیقت کیا تھی۔ اس کے برعکس جس بادشاہ کے لیے یہ القابات جائز تھے اس کو کیوں ان القابات کا مستحق نہیں سمجھا گیا ایسا کیوں ہوا اس کی تفصیل اور وضاحت آئندہ سطور میں پیش خدمت ہو گی، ملاحظہ ہو۔

اس جدوجہد کا اگلا مرحلہ وہ ہے جس میں خواجہ معصومؒ اور خواجہ شیخ آدم بنوریؒ مغل بادشاہوں پر اور دربار پر اپنا اثر ڈالتے رہے ہیں اور ان کو جہاد کی ترغیب دیتے رہے ہیں۔ یہ اس جدوجہد کا دوسرا مرحلہ ہے اور اس اجمال کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

پہلے واضح ہو چکا ہے کہ شیخؒ کی مساعی درحقیقت اسلام کی سیاسی سربلندی کی جانب پہلا قدم تھا۔ اس سلسلے میں وہ بادشاہوں پر اثر و رسوخ کے ذریعے اپنے مقصد کو حاصل کرنا چاہتے تھے اور اس میں وہ نہایت کامیاب بھی رہے۔ اگلا مرحلہ آنے سے پہلے ہی ان کی وفات ہو گئی۔ مگر جانشینانِ مجدد نے ان کے کام کو مزید آگے بڑھایا۔ اکبر اور جہانگیر کے متعلق تفصیل سے درج کیا جا چکا ہے۔ یہاں شاہجہاں اور عالمگیر کے مذہبی عقائد و خیالات سے متعلق بات ہو گی۔

عمل اور رد عمل کا نقشہ سامنے رکھیں تو اکبر کی لامذہبیت اور شاہجہاں کی مذہبیت میں درمیانی کڑی جہانگیر کی مذہبی مجذوبیت ہے۔ وہ مذہب اور لامذہبیت کے درمیان معلق ہی رہا۔ جہانگیر کی مجذوبیت اور عالمگیر کی پختہ اور خالص مذہبیت کے درمیان کی کڑی شاہجہاں کی مذہبیت ہے۔

شاہجہاں جہانگیر کا دوسرا بیٹا ہے اور جودھ بائی کے بطن سے ہے۔ اس کی پیدائش پر جہانگیر نے دیرینہ روایات کے مطابق اس کو باپ کی خدمت میں پیش کیا اور ایک ہزار اشرفی نذر پیش کی۔ اکبر نے اس نذر کو قبول کیا اور بچے کا نام خرم رکھا اور اس کو جہانگیر سے مانگ لیا۔ چنانچہ خرم کو اکبر کی محل سرا میں لے جایا گیا جہاں اکبر کی بیوی رقیۃ الزمانی بیگم بنت ہندال مرزا مقیم تھی۔

اکبر نے خرم کو اس کے حوالے کیا اور کہا کہ چونکہ تمہارے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی اس لیے تم اس بچے کی پرورش کرو۔ دادی خالص سنی تھی اور اس نے ابتدا سے ہی خرم کو مذہبیت کی جانب مائل رکھا۔ شیخ سلیم چشتیؒ کا اثر رقیۃ الزمانی بیگم پر بھی رہا تھا اور اسی اثر سے شاہجہاں بھی چشتیت کی جانب مائل ہوا۔ اکبر کی موت تک خرم دادی کے پاس ہی رہا۔ جب جہانگیر بادشاہ بنا تو اس نے بھی اپنے فرزند پر نوازشات کیں اور ہشت ہزاری و پنج ہزاری سوار کا منصب عطا کیا۔ دو اسپہ و سہ اسپہ علم کے ساتھ عطا کیے[3]۔ "ہر اوزک"[4] اور

---

[2] اس سلسلے میں کچھ اہم نام پہلے ہی گنوائے جا چکے ہیں یہاں اعادہ بے محل ہو گا۔

[3] مغلیہ سلطنت میں عہدوں کی تقسیم کچھ ایسی تھی کہ ہر عہدہ دار اپنی جگہ ایک خود مختار نواب ہوتا تھا۔ اس کو ایک معین مقدار میں پیدل سپاہ اور سوار ہمہ وقت اپنے پاس رکھنا ہوتے تھے تاکہ شاہی لشکر کی امدادی افواج ہمہ وقت تیار حالت میں موجود ہوں۔ ہشت ہزاری سے مراد آٹھ ہزار پیدل فوج اور پنج ہزاری سوار سے مراد پانچ ہزار سوار فوج ہے۔ اسپہ و دو اسپہ سے مراد وہ جھنڈے ہیں جو بادشاہ کی جانب سے عہدے داروں کو دیے جاتے تھے۔ اسپہ نچلے درجے کا علم تھا جبکہ دو اسپہ اعلیٰ ترین علم تھا جو بادشاہ کے بعد کسی کو ملتا تھا۔

حصار فیروزہ کا علاقہ جاگیر میں عطا کیا جو ولی عہد کو جاگیر میں دیا جاتا تھا۔ ۱۰۱۹ھ میں حسین خاں صفوی کی بیٹی سے نکاح ہوا اور دو سال بعد ۱۰۲۱ھ میں ابوالحسن آصف خاں کی بیٹی سے، یہ دونوں نکاح جہانگیر نے اپنی تجویز سے کیے تھے۔ آصف خاں کی بیٹی شاہجہاں کی محبوب بیوی بنی اور ''نواب ممتاز الزمانی ممتاز محل'' کا خطاب پایا۔

نوجوانی میں ہی اس نے وہ کارنامہ دکھایا جو اس سے قبل کسی مغل بادشاہ یا شہزادے نے نہیں دکھایا۔ یہ کارنامہ اودھے پور کے گیلوت ٹھاکروں کو شکست دیکر میواڑ کو مغل سلطنت کا حصہ بنانا تھا۔ اکبر کی دلربا پالیسی وہ کام نہ کر سکی جو شاہجہاں کی مہم جوئی نے کیا۔ یہ ٹھاکر ہندو راجپوتوں میں معزز ترین سمجھے جاتے تھے اور دیگر ریاستوں کے راناؤں کو اپنے انگوٹھے کے خون کا تلک لگاتے تھے۔ رانا کرن سنگھ جو میواڑ کا راجا تھا، شکست خوردہ ہو کر جہانگیر کے دربار میں حاضر ہوا اور مغل سلطنت کی اطاعت قبول کر لی۔ اس موقع پر جہانگیر نے خرم کو شاہجہاں کا لقب عنایت کیا اور اعزازات سے نوازا۔ اس کے بعد شہزادہ خرم نے قندھار، گجرات اور دکن میں اپنی فوجی قابلیت کا لوہا منوایا۔

شاہجہاں اگرچہ ابتدا میں چشتیت کی جانب مائل تھا مگر بعد میں وہ مجددی ہو گیا تھا اور جہانگیر کے عتاب سے شیخؒ کو بچانے کے لیے اس نے بہت کوشش بھی کی۔ اس سے خانقاہ مجددی اور شاہجہاں کے درمیان ایک پائیدار تعلق وجود میں آگیا۔ خود جہانگیر نے شاہجہاں کو حضرت مجددؒ سے بیعت کروایا اور یہ تعلق شیخؒ کے بعد جناب خواجہ معصومؒ سے جڑ گیا۔ خواجہ معصومؒ شیخؒ کے وارث اور جانشین تھے اس کے علاوہ انہوں نے شیخؒ کے طریقہ کار اور انداز عمل کو قریب اور غور سے دیکھا تھا۔ خود شیخؒ جناب خواجہ معصومؒ کے بچپن میں ان کو خطاب کر کے فرماتے تھے ''بابا جلدی بڑے ہو جاؤ ہمیں تم سے بہت کام لینا ہے''۔ اس کام کا پہلا مرحلہ تو وہ تھا جب خواجہ معصومؒ اپنے والد ماجد کے ساتھ لشکر شاہی میں تبلیغ و ترویج دین کی کوشش میں مصروف ہوئے۔ یہ عرصہ کوئی دو سال کے قریب ہے۔ اسی دوران شاہزادہ خرم (شاہجہاں) سے ان کا تعلق مخلصانہ ہو گیا جبکہ یہ تعلق شاہجہاں کی جانب سے نیاز مندانہ تھا۔ اسی دور کا ایک واقعہ وہ ہے جب انگلستان کا وفد سر طامس رو کی قیادت میں جہانگیر کے دربار میں حاضر ہوا اور تجارتی تعلقات اور مراعات کی درخواست کی۔ اس سے پہلے ایک وفد اکبر کے دربار میں بھی آ چکا تھا۔ شاہجہاں کی کوششوں سے اس وفد کو ناکام واپس جانا پڑا۔ شیخ کے بیٹے کو کس طرح یہ گوارا ہوتا کہ فرنگ کے کافر ہندوستان میں قدم رکھیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہاں کی کوشش کے پیچھے خواجہؒ کی ہدایات تھیں، واللہ اعلم اس کی کوئی شہادت دستیاب نہیں ہے۔ دور شاہجہانی میں خواجہؒ کی مسلسل خط و کتابت شاہجہاں سے رہی اور بعض مواقع پر خواجہؒ ایسے نظر آتے ہیں جیسے وہ اپنے کسی شاگرد کو مسائل سمجھا رہے ہوں۔ یہ پورا دور دراصل شیخؒ کی مساعی کا ہی تکملہ ہے۔

جب جہانگیر کے مزاج میں نور جہاں کو دخل حاصل ہوا اور خطبہ و سکہ میں بھی نور جہاں کا نام شامل ہوا تو خرم کی وہ خاطر مدارات باقی نہیں رہی۔ انتہا یہ ہوئی کہ اس کی جاگیر منتقل کر دی گئی۔ اس پر شاہجہاں بغاوت پر مجبور ہو گیا۔ جہانگیر کی عمر کے آخری سال انہی خرخشوں میں گزرے۔ شاہجہاں کی حمایت میں جہانگیر کے سب سے قابل سپہ سالار مہابت خاں نے بھی بغاوت کی، ان بغاوتوں کا بنیادی سبب جہانگیر کے مزاج میں نور جہاں کا حد سے زیادہ دخل تھا۔ اس دخل کی وجہ سے رافضیت کو اقتدار حاصل ہو گیا تھا جو سنجیدہ امرا کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ شاہجہاں اور مہابت خاں کی بغاوتوں نے ایک جانب تو نور جہاں کو خطرے کی گھنٹی سنوا دی جس کے بعد اس نے اپنے داماد اور سوتیلے بیٹے شہزادہ پرویز کو بادشاہ بنانے کے لیے کوششیں تیز کر دیں۔ دوسری جانب خانقاہ مجددی کے کارپردازوں کو میدان عمل میں اترنے پر مجبور کر دیا تاکہ ان تمام کوششوں کا سدباب کیا جا سکے جو نور جہاں کے اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے کی جاری تھیں۔ ان کوششوں میں نور جہاں کا سب سے بڑا اتحادی اس سے توڑ لیا گیا۔ یہ ابوالحسن آصف خاں تھا جو شاہجہاں کا سسر تھا۔ اگرچہ یہ خود بھی رافضی تھا مگر اس کی بیٹی شادی کے بعد مسلمان ہو گئی تھی۔ دورِ جہانگیری کے دو حلیف ایک دوسرے کے سب سے بڑے حریف بن کر آمنے سامنے آ گئے تھے۔ قدرتی طور پر خانقاہ مجددی اور اس کے متوسلین کی ہمدردیاں شاہجہاں کی جانب تھیں چنانچہ وہ تمام امراء جو کسی نہ کسی سطح پر خانقاہ مجددی سے وابستہ تھے، انہوں نے ایک متحدہ محاذ بنا لیا اور شاہجہاں کی حمایت میں نور جہاں کی چالوں کو ناکام بنانے میں آصف خاں کی مدد کرنے لگے۔ ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ کو جہانگیر کا انتقال ہوا اور ۸ جمادی الثانی کو شاہجہاں نے تاج اپنے سر پر رکھا۔ اس زمانے میں بیجاپور، احمد نگر اور گولکنڈہ کی شیعہ ریاستیں مغل سلطنت میں شامل ہوئیں۔ معاشی حوالے سے یہ ہندوستان کے بہترین زمانوں میں سے ایک تھا۔

ڈاکٹر برنیئر نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے:

[4] بادشاہ کی دو مہریں ہوتی تھیں ایک چھوٹی جو عام فرامین پر ثبت ہوتی تھی۔ اس کو اوزک کہا جاتا تھا۔ دوسری بڑی جو خاص خاص فرامین کے لیے استعمال ہوتی تھی اس کو ہر اوزک کہا جاتا تھا اور یہ کسی معتمد امیر کے پاس امانت رکھوائی جاتی تھی جو طلب کرنے پر اس کو پیش کرتا تھا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ دولت و ثروت کا ایک سیلاب ہے جو ملک کے گوشے گوشے سے امنڈ کر باشندگان کو سیراب کر رہا ہے۔ ملک کا ہر باشندہ چین و آرام کی زندگی بسر کر رہا ہے اور ملک صحیح معنوں میں جنت نشان بنا ہوا ہے۔ بے شک کبھی کبھی ملک کی کسی حصے میں قحط بھی پڑ جاتا ہے مگر جونہی بادشاہ کو اطلاع ہوتی ہے شاہی خزانوں کے منہ کھل جاتے ہیں اور جگہ جگہ لنگر خانے کھلنے کے علاوہ ضرورت مندوں میں روپیہ بھی تقسیم ہوتا ہے"۔

"ہر سال دو مرتبہ بادشاہ کو سونا، ریشم، خوشبویات اور بارہ قیمتی اشیاء سے بارہ مرتبہ تولا جاتا ہے۔ جبکہ شہزادے جو تین سال کی عمر سے زائد ہوں نیز شہزادیاں اور بیگمات سال میں ایک مرتبہ انہی اشیاء سے تولے جاتے ہیں اور سیکڑوں من سونا اور دیگر اشیاء محتاجوں میں تقسیم کی جاتی ہیں ایک محکمہ مستقل اسی کام کے لیے قائم ہے"۔

شاہجہاں کے بیس سالہ دورِ حکومت میں ساڑھے نو کروڑ روپیہ خیرات کیا گیا۔ اس کو عمارتیں بنوانے کا بھی شوق تھا چنانچہ عہد شاہجہانی کی خوبصورت عمارات دہلی، آگرہ، لاہور اور قندھار میں آج بھی اس کی نفاست پسندی کی گواہی دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ تاج محل جو رہتی دنیا تک اس کا نام یاد رکھنے کے لیے کافی ہے۔

وہ بلند حوصلہ بھی ہے۔ تخت نشینی کے ساتھ ہی شاہی فوجوں نے قندھار فتح کر لیا تھا۔ مگر کچھ عرصہ بعد عباس صفوی نے دوبارہ قندھار پر قبضہ کر لیا۔ عباس کا انتقال ہوا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا عباس ثانی تخت نشین ہوا۔ یہ موقع تھا کہ قندھار پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا جاتا اور داراشکوہ نے اس کی درخواست بھی کی مگر شاہجہاں نے جواب دیا "ایک لڑکے پر حملہ کرنا جس کا باپ ابھی فوت ہوا ہے اور اس کی سلطنت نے استحکام حاصل نہیں کیا سلاطین نیک سیرت کے رویہ کے مخالف ہے"۔

نذر محمد خاں بلخ کا والی تھا، اگرچہ مغلوں سے دوستی کا اظہار کرتا تھا مگر درپردہ مخالفت رکھتا تھا۔ اس کے خلاف فوجوں کو بھیجا گیا۔ اسی دوران شاہجہاں کو معلوم ہوا کہ ازبکوں نے نذر محمد خاں کے ملک پر حملہ کیا ہے تو باوجود اس کے کہ یہ موقع ڈپلومیسی کے لحاظ سے بہترین تھا' حملہ کرنے کی بجائے شاہزادہ مراد کو جو شاہی افواج کی قیادت کر رہا تھا حکم دیا کہ نذر محمد خاں کے مقابلہ کو چھوڑ کر ان گستاخ باغیوں کی سرکوبی کرے جو نذر محمد خاں سے گستاخی سے پیش آ رہے ہیں۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اکبر اور جہانگیر کے دور میں فرنگی وفود دربار میں آئے تو ان کی کافی آؤ بھگت کی گئی مگر شاہجہاں ابتدا سے ہی ان کا مخالف رہا۔

اکبر اور جہانگیر کا ایرانی صفوی سلطنت سے تعلق نیاز مندانہ تھا مگر شاہجہاں کے دور میں یہ حریفانہ ہو گیا۔ شاہجہاں نے عثمانی خلفاء سے تعلقات بنائے اور چند مرتبہ ہدیے بھی بھیجے۔

اگرچہ جہانگیر نے بھی قلعہ کانگڑہ کی فتح کے بعد وہاں گائے ذبح کروا کر اور اذان دلوا کر مذہبیت کا ثبوت دا تھا۔ دین اسلام کا بنیادی مطالبہ یہ ہے کہ نیت کی اصلاح کرو۔ یعنی لشکر کشی کا مقصد ملک گیری نہیں بلکہ اللہ کے دین کی سربلندی ہونا چاہیے۔ قندھار کی فتح کے موقع پر اپنا خیمہ قندھار سے باہر لگایا۔ تمام لوگ اس کی فتح پر خوش تھے جس کی وجہ سے ان کو قزلباشوں کی ظلم و ستم سے نجات ملی۔ مساجد میں جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تبرا اور زبان درازی کی جاتی تھی وہ یکسر بند کروا دی گئی اور خلفاء و صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب بیان ہونے لگے۔

اسی طرح گولکنڈۃ اور بیجاپور وغیرہ کی لڑائیوں میں اس شرط کو صلح نامہ میں شامل کرنا کہ خطبات میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر تبرا اور طعن و تشنیع نہیں کی جائے گی' ان لڑائیوں کی مذہبی حیثیت کو واضح کرتا ہے۔

یہاں ضروری ہے کہ یہ واضح کیا جائے کہ رواداری کے معاملے میں بھی شاہجہاں کم نہیں تھا۔ بلکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس نے مذہبی رواداری کو اس قدر فروغ دیا کہ وہ مسلمانوں کی طرح ہندوؤں کا بھی محبوب حکمران بن گیا۔ یہی وجہ تھی کہ شاہجہاں کے حامی ہندو راجہ اس کے مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس کے اقتدار کو ذلت نہیں سمجھتے تھے بلکہ انہوں نے شاہجہاں کو شمالی ہندوستان کا مشترک بادشاہ تسلیم کر لیا تھا۔ اور اس کی حمایت میں وہ اپنے ہندو بھائیوں سے لڑنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے اور اس کو پورے ہندوستان کا واحد بادشاہ بنانا چاہتے تھے۔ بلاشبہ شاہجہاں کی مذہبی رواداری کی پالیسی قابلِ تحسین ہے کہ پابندئ مذہب کے باوجود اس نے جائز رواداری سے ہندو مسلمان کو ایک بنا رکھا تھا۔

یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ شاہجہاں کے دور حکومت میں بت خانے توڑے گئے مگر اس کا کیا جواب کہ بت خانے توڑنے کے احکام اکثر ہندو افسروں کی جانب سے دیے جاتے تھے اور توڑنے والے مسلمان اور ہندو دونوں ہوتے تھے۔

شاہجہاں کی نظر میں جنوبی ہند کی لڑائیاں جہاد تھیں مگر مورخ حیران ہو جاتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ بیجاپور کا والی عادل خاں اور گولکنڈہ کا والی قطب الملک ہے۔ جبکہ شیوا جی مرہٹہ جو ان کا حامی ہو جاتا تھا شاہجہاں کے دربار میں پنج ہزاری کے منصب پر فائز ہوتا ہے۔

پابندیٔ مذہب میں بھی شاہجہاں اپنے پیش روؤں سے ممتاز نظر آتا ہے۔ جہاں آرا بیگم جو شاہجہاں کی سب سے بڑی بیٹی ہے اپنے باپ کے شب و روز کا اجمالی تذکرہ کرتے ہوئے لکھتی ہے:

"الحمد للہ اعلیٰ حضرت (شاہجہاں) کے شب و روز ادائے وظائف اور نماز کے بعد شروع ہوتے تھے۔ ہمیشہ ملک و ملت کی خوشحالی اور امن کی جانب توجہ رہتی تھی۔ خلق کی رفاہ اور حالات سے آگاہی کے لیے ان کے سامنے یادداشتیں پیش کی جاتی تھیں جن پر کتب اللہ اور احکام دین کے مطابق حکم جاری فرماتے تھے۔ اس معاملہ میں کسی بے توجہی کو قبول نہ فرماتے اور اپنے فرزندان کو بھی انہی اخلاق سے آراستہ کرنے کی فکر میں رہتے تھے"۔

خود عالمگیر اپنے ایک رقعے میں شاہجہاں کے معمولات کا مفصل تذکرہ کرتا ہے۔ یہ رقعاتِ عالمگیر کا بارھواں رقعہ ہے اور شہزادہ محمد اعظم کے نام لکھا گیا ہے۔

"اعلیٰ حضرت (شاہجہاں) فرمایا کرتے تھے کہ شکار بیکاروں کا کام ہے۔ اگر کوئی دینی ضرورت نہیں ہے تو دنیا کے کاموں کو درست کرنے میں کیا قباحت ہے؟ آخر دنیا کو آخرت کی کھیتی بتایا گیا ہے۔ چار گھڑی رات رہتی تھی کہ آپ خواب گاہ سے برآمد ہوتے اور وضو کر کے اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتے تھے۔

اذان صبح کے بعد علماء و فضلاء کی جماعت کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتے اور جھروکۂ درشن میں تشریف لے جاتے جہاں درشنیوں کو فیضانِ دیدار سے نوازا جاتا۔ چار گھڑی دن چڑھ جاتا تو دیوان عام کرتے تھے اور جملہ کارپردازان حکومت کارگزاری پیش کرتے تھے۔ پھر ہاتھیوں اور گھوڑوں کی ایک معینہ تعداد کو ملاحظہ کر کے دیوان عام اور دیوان خاص میں تشریف لے جاتے تھے جہاں بڑے بڑے بخشی (متعلقہ محکموں کے سیکرٹری) نئے ملازمین کے لیے فرامین حاصل کرتے۔ اور ہر ایک صوبے کے خاص خاص حالات کو بیان کر کے ان پر تحریری احکام و زبانی اجازت حاصل کرتے۔

دوپہر کے قریب یہ سلسلہ جاری رہتا اس کے بعد طعام خاصہ پیش کیا جاتا جو تاکید کر کے حلال ذرائع سے تیار کیا جاتا تھا۔ تقویت بدن اور عبادات و انصاف پروری کی طاقت حاصل کرنے کے لیے بقدر رسد رمق (اتنا کہ جسم میں طاقت آجائے) تناول فرماتے۔ اور تمام وظیفہ خواروں کی بذات خود خبر لے کر خواب گاہ میں تشریف لے جاتے۔

زیادہ تر وظیفہ خوار یتیم، مسکین، نادار علماء، فضلا، طلبائے علوم اور غربا ہوتے تھے، جن میں سے اکثر سے خود اعلیٰ حضرت ذاتی تعارف رکھتے تھے۔

ایک ساعت آرام کرنے کے بعد باہر تشریف لاتے اور وضو کر کے تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو جاتے۔ پھر نماز ظہر ادا کرتے اور برج اسد میں رونق افروز ہو کر اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتے۔ اس وقت دیوانِ اعلیٰ حاضر ہو کر مالی امور اور مہمات ملکی کے کاغذات پیش کرتے اور ان پر دستخط کیے جاتے۔ جب چار گھڑی دن باقی رہتا تو دوبارہ دیوان عام کرتے۔ اس وقت بخشی اور دیوان نئے ملازمین اور جایروں کے متمنی حضرات کو پیش خدمت کرتے۔ اعلیٰ حضرت ہر ایک کے حسب نسب، جوہر ذاتی اور کام سے واقفیت کی تحقیق کرتے اور اس کے مطابق منصب اور تنخواہ و جاگیر کے احکامات جاری کرتے۔

شام کو اُٹھ کر مغرب کی نماز ادا کرتے اور خلوت کدہ خاص میں تشریف لے جاتے جہاں مورخین، قصہ گو، قوال اور سیاح حاضر خدمت ہوتے۔ پردہ کے اندر خواتین ہوتیں اور باہر مرد۔ مندرجہ بالا لوگ گزشتہ بزرگوں، بادشاہوں اور حالات دنیا اور زمانہ کے عجائب و غرائب بیان کرتے، قوال میلاد پڑھتے تھے۔ اور مختصر یہ کہ نصف شب تک تمام اوقات کو تقسیم کر کے زندگی اور فرمان دہی کا حق ادا کرتے تھے"۔

اس مکتوب سے شاہجہاں کے نظام الاوقات پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ جہاں آرا بیگم کا کہنا ہے:

ہمیشہ باوضو رہتے اور جواہرات اور سونا چاندی جیسی اشیاء کو ہاتھ لگاتے تو وضو کرتے"۔

مندرجہ بالا نظام الاوقات جو سلطان عالمگیرؒ اور جہاں آرا بیگم نے بتایا ہے ایک نظر ڈالیں اور حضرت شیخ احمد سہرندی مجدد الف ثانیؒ کی کوششوں کو ذہن میں لائیں تو حضرت کی کامیابی واضح ہو کر سامنے آتی ہے۔

شاہجہاں کو سماع کا بھی شوق تھا چونکہ اس کا بچپن اس ماحول میں گزرا تھا جو سلسلہ چشت کے زیر اثر تھا، یہ اسی کا بقیہ اثر تھا۔ اپنے جلوس کے پہلے ہی سال اس نے سجدہ کی روایت

منسوخ کر دی اور زمیں بوسی کا طریقہ رائج کیا مگر یہ بھی منسوخ کر دیا کہ اس میں بھی انسان کو سجدہ کی مشابہت ہے۔ اکبر کے دور سے چلا آتا درشن کا سلسلہ باقی رکھا۔[5]

روافض کے اثر و رسوخ کہ وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفائے راشدین رضوان اللہ اجمعین کے ذکرِ خیر پر جو اثر پڑ سکتا تھا وہ محتاج بیان نہیں۔ جنوبی ہند کی رافضی بادشاہتیں آئے دن اپنی حدود میں ذکر صحابہ پر پابندیاں لگاتی رہتی تھیں۔ ان ریاستوں سے صلح کی پہلی شرط یہی رکھی جاتی تھی کہ خلفائے راشدین پر دشنام طرازی بند کی جائے گی اور ان کے ذکر خیر پر سے پابندی اٹھالی جائے گی۔

شاہجہاں نے جو سکہ تیار کروایا تھا اس میں درمیان میں کلمہ طیبہ اور حاشیہ پر خلفاء راشدین کے نام کندہ تھے۔ دوسری جانب خود بادشاہ کا نام کندہ تھا۔

۱۰۴۳ھ میں کشمیر کے دورہ کے موقع پر معلوم ہوا کہ وہاں احکامات اسلامی سے ناواقفیت کی بنا پر ہندو مسلمانوں میں شادیاں ہوتی ہیں اور ہندو مسلمان لڑکی کو مرنے کے بعد جلا دیتے ہیں اور مسلمان دفن کرتے ہیں۔ شاہجہاں نے حکم دیا کہ جو مسلمان لڑکی کسی ہندو کے گھر میں ہو اس کو علیحدہ کر لیا جائے اگر اس کا خاوند مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح اسی لڑکی سے کر دیں ورنہ کسی مسلمان سے کر دیں۔ اس کے بعد قاضی اور معلم مقرر کیے تاکہ وہ احکامات اسلامی کی تعلیم دیں۔

گجرات (پنجاب) میں بھی اسی قسم کی شکایت دائر ہوئی کہ ہندوؤں نے مسلمان لڑکیوں کو اپنے گھروں میں ڈال رکھا ہے اور کچھ مسجدوں پر بھی قبضہ کر رکھا ہے۔ شاہجہاں نے شیخ محمود گجراتی کو حکم دیا کہ تحقیقات کے بعد مسلمان عورتوں کو ہندوؤں کے تصرف سے نکالیں اور مساجد کا قبضہ چھڑائیں۔ چنانچہ سات مساجد اور بہت سی عورتوں کو ہندوؤں کے قبضہ سے چھڑایا گیا۔ اس کے علاوہ چار سو ہندو مرد اپنی بیویوں کی خاطر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جن کا نکاح انہی عورتوں سے دوبارہ کر دیا گیا۔

اکبر اور جہانگیر کے دور میں نجومیوں پر بہت اعتماد کیا جاتا تھا۔ شاہجہاں نے اپنے عقیدے کو برملا ظاہر کیا" كذب المنجمون و رب الكعبة"

عمر بھر میں ایک مرتبہ شراب پی وہ بھی جہانگیر کے حکم پر۔ البتہ پان شوق سے کھاتا تھا۔ بعض جگہ انعامات میں پان دان دینے کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

ہر انسان کی طرح شاہجہاں میں بھی کمزوریاں تھیں۔ ایک نظر ان پر بھی ہو جائے تو تصویر کافی حد تک مکمل ہو جائے گی:

1. سلاطینِ ایشیا کا عام نظریہ ہے کہ "بادشاہ کا کوئی عزیز یا رشتے دار نہیں ہوتا" جہانگیر ہی کو لیں، تو وہ اپنے رشتے داروں سے اس سے زیادہ احتیاط رکھتا ہے جتنی وہ اپنے دشمنوں سے رکھتا ہے۔

مگر باپ کے برعکس شاہجہاں کی خصوصیت یہ تھی کہ اس کو اپنی بیوی اور بچوں سے بہت محبت تھی۔ خصوصاً دارا شکوہ اور جہاں آرا بیگم جو شاہجہاں کی بڑی اولادیں ہیں ان سے اس کی محبت عشق کے درجے کو پہنچی ہوئی تھی۔ جہاں آرا بیگم کو بھی باپ سے اتنی ہی محبت تھی اور اس نے نہ صرف اپنے باپ کی خدمت بے انتہا کی بلکہ رعایا پر بھی اس کا فیض اس قدر رہا کہ وہ امن اور رحم کی ملکہ کہلائی۔ مگر دارا باپ کی اسی محبت کے باعث بدقسمتی کا شکار ہو گیا جیسا کہ آئندہ اس کے حالات سے معلوم ہو گا۔

2. جہانگیر کا کہنا یہ ہے "معاملاتِ حکومت اور امورِ سلطنت میں مَیں دوسروں کی رائے پر اپنی رائے کو زیادہ صائب سمجھتا ہوں اور اسی کو مقدم رکھتا ہوں"۔ چنانچہ جب اس کو شاہجہاں سے بدگمانی ہوئی تو اسی وجہ سے اس بدگمانی میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ شاہجہاں نے حاضر ہو کر بدگمانی ختم کرنے کی درخواست کی تو وہ بھی نامنظور ہو گئی اور شاہجہاں کے وکیل کو اتنا موقع بھی نہ دیا گیا کہ وہ شاہجہاں کی طرف سے معذرت ہی پیش کر دے۔ شاہجہاں اس معاملے میں اپنے باپ کی تصویر رہا اور جب اس کو عالمگیر سے بدگمانی ہوئی تو اس کا رویہ جہانگیر سے بھی زیادہ سخت رہا۔ اور عالمگیر کی ہر معذرت کو رد کر کے کوئی اور نکتہ چینی کر دی گئی۔ عالمگیر کے وکیل کو بھی دربار میں صفائی دینے سے روک دیا گیا۔ یہ تفصیل بھی آئندہ صفحات میں آئے گی۔

3. بائیس سال متواتر کام کرنے کے بعد اس کے مزاج میں میں تیزی بھی پیدا ہو گئی تھی۔

اگرچہ مندرجہ بالا کمزوریاں اس کی خوبیوں کی بہتات میں نمایاں نہیں ہو سکیں مگر درحقیقت انہی کمزوریوں کی وجہ سے اس کی سیاست کو شکست ہوئی اور وہ قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

[5] اکبر نے تو اس کو نئے دین کا شعار قرار دیا تھا مگر بعد کے بادشاہوں نے اس کو سیاسی وجوہ سے جائز رکھا۔ اس سلسلے کو سلطان عالمگیرؒ نے ختم کیا جیسا کہ آگے آئے گا۔

دجال کعبہ کا طواف کرتے ہوئے!

عربی سے اردو ترجمہ: اُبو یمان زین العابدین

عبدالقادر کی بابت مزید تحقیق:

ابوعبداللہ اس کے بعد مکہ سے یمن منتقل ہو گیا۔ اس کا بھائی صلاح بھی اس کے ساتھ آکر مل گیا، تہامہ کے ایک شخص سامر المشرعی، ان تینوں نے یمن میں ملاقات کی اور اس پر اتفاق کیا کہ عبدالقادر سے ایک بار مل لینا چاہئے، اس کی پیشانی اور اس کے دوسرے حالات کا جائزہ لے کر اس کی حقیقت معلوم کرنی چاہئے۔ ملاقات کے دوران ایک ساتھی اس کو باتوں میں مصروف رکھے گا جبکہ باقی سورہ کہف کی تلاوت کریں گے، تینوں عبدالقادر سے ملنے اس کے گھر چلے گئے۔

ابوعبداللہ نے سب سے پہلے اس کے اور علی حمزہ کے درمیان پیدا ہونے والے اشکالات کے بارے میں پوچھا، تو عبدالقادر نے قصہ سنانا شروع کیا، اور جب یہاں تک پہنچ گیا کہ حمزہ نے اسے کہا کہ "ادب سے بیٹھو!" اور اس نے وہی اشارہ کیا، جس کا ذکر پہلے گزرا تو عبدالقادر نے اسے کہا کہ جب تم بندوں کے رب کی طرف اشارہ کرنا چاہو تو اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کرو، یہ کہہ کر اس نے اسی طرح اشارہ کیا کہ انگوٹھا اور شہادت کی انگلی سامنے کی طرف اور باقی انگلیاں مٹھی بنا کر۔ ابوعبداللہ نے کہا رب العباد کی طرف یعنی آسمان کی طرف! (یعنی رب العباد اللہ ہے اس کے لیے اشارہ آسمان کی طرف کیا جاتا ہے تمہاری طرف نہیں) تو عبدالقادر نے کہا جی ہاں رب العباد کی طرف اس طرح اشارہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس طرح کرنا چاہئے اور اپنی طرف اشارہ کیا۔ ابوعبداللہ نے بار بار اپنی بات کی اور عبدالقادر نے بھی ہر مرتبہ یہی بات دہرائی۔ ابوعبداللہ یہ سن کر حیران ہو گیا کہ یہ شخص رب ہونے کا دعویٰ دل میں رکھتا ہے، البتہ صلاح اور سامر کا اس بات کی طرف دھیان نہ جاسکا۔

جب وہ مجلس سے فارغ ہوئے تو ابوعبداللہ نے ان سے پوچھا کیا تم نے اس کی باتوں میں کوئی مشکوک بات سنی تو ان کا جواب نفی میں تھا۔ اس نے کہا کیا تم لوگ حیران نہیں ہوئے جب اس نے اپنی جانب اشارہ کر کے کہا کہ رب العباد کی طرف اس طرح اشارہ کرنا چاہئے، انہوں نے کہا کہ ہم سمجھے یہ نماز کی بات کر رہا ہے۔ اس نے کہا نماز کا کیا تذکرہ تھا؟ بات تو یہ چل رہی تھی کہ اس کے اور علی حمزہ کے درمیان کیا باتیں ہوئیں، تب انہیں بات سمجھ میں آگئی کہ یہ شخص کتنے درجے کا خبیث ہے۔

اس کے بعد ان سب نے عبدالقادر کی پیشانی پر لکھا گیا لفظِ "کافر" دیکھا۔ کافر کا لفظ اس کی پیشانی کی رگوں کے ذریعے لکھا گیا تھا۔ اور ایسا واضح لکھا ہوا تھا کہ اس میں شک کی کسی قسم کی گنجائش نہیں تھی۔ جب وہ اپنی پیشانی ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے تو ہر حرف الگ الگ واضح پڑھا جاتا۔

اور جب وہ اپنی پیشانی کو سکیڑ لیتا ہے یا غصہ ہو جاتا ہے تو یہ حروف ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ البتہ "فاء" اپنی اصل عربی کتابت کے ساتھ ہے یعنی بغیر نقطوں کے موجود رہتا۔

مزید تاکید کے لیے تا کہ زیادہ لوگوں کے علم میں یہ بات آجائے انہوں نے دو اور آدمیوں کو بلایا جن کے نام محمد سالم شلفان الوصابی اور محمد ناجی الرُقیم تھے، ان کا تعلق "ریمہ" سے تھا، ان دونوں نے بھی جائزہ لے کر تصدیق کی، ان کے تاثرات بھی وہی تھے جو پہلے دونوں کے تھے۔

عبدالقادر خطیب بنتا ہے:

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ عبدالقادر سلفی جماعت کے دروس اور ان کی مجلسوں میں حاضر ہوتا تھا، کبھی کبھی خطیب بھی بنتا تھا[6]۔ اتفاقاً ان میں سے ایک شخص جمعہ کے دن

---

[6] حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا سمندر میں کچھ شیاطین قید ہیں جن کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے باندھا ہے قریب ہے کہ وہ باہر نکل آئیں اور لوگوں میں قرآن پڑھیں۔ (رواہ مسلم فی المقدمہ) اور دارمی میں یہ اضافہ ہے کہ "وہ لوگوں کو دین سکھائیں گے"۔ سفیان ثوریؒ سے کہا گیا کہ آپ کا بھانجا کہتا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مسجدوں میں شیاطین بیٹھا کریں گے، لوگوں کو دین سکھائیں گے۔ سفیان نے فرمایا ہمیں یہ بات حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ " لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسجدوں میں شیاطین بیٹھا کریں گے، حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے انہیں سمندر میں باندھا تھا۔ وہ نکل کر لوگوں کو دین سکھائیں گے " حضرت سفیان نے فرمایا بڑے بڑے امور باقی ہیں۔ زہیر بن عباد نے کہا کہ سفیانؒ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو دین سکھانے کے دوران انہیں خواہشات میں مبتلا کر کے حرام کو حلال قرار دیں گے۔ سنت و صبر کے بارے میں لوگوں کو شک میں ڈالیں گے اور دنیا میں بے رغبتی کی فضیلت کو باطل قرار دیں گے۔ انہیں دنیا کی طرف

سلفیوں کی ایک مسجد میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ عبد القادر منبر پر خطبہ دے رہا ہے، جب اس کے خطبے میں شدت آجاتی ہے تو یہ الفاظ اس کی پیشانی پر بہت واضح نظر آنے لگتے ہیں۔ جب اس نے خطبہ پورا کیا، نماز پڑھائی اور لوگ باہر نکل گئے تو یہ اس کے قریب گیا اور اس کی پیشانی کو قریب سے دیکھا تو اسے ایسا واضح نظر آنے لگا جیسے دن کو سورج۔ مگر ان میں ایک ساتھی کو "فاء" کے بارے میں شک تھا۔ اور ایسا اس شخص کو ہوتا ہے جس میں ایک قسم کا خوف ہو، جتنا اس کے عمل سے کراہت و نفرت شدید ہو تو یہ اتنا ہی واضح نظر آتا ہے۔[7]

ابو عبد اللہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر شیخ امین جعفر کے پاس گئے، جو حدیدہ میں ہوتے تھے، انہوں نے ان کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ خود جا کر دیکھ لیں تا کہ اس بات کی تصدیق کر سکیں۔ شیخ نے انکار کیا اور کہا یہ بات اس کو مزید مشہور بنا دے گی، اور اس کے ارد گرد ایسا ہالہ بنا دے گی جس کا وہ مستحق نہیں ہے۔ حاضرین کے بہت اصرار پر انہوں نے موجود لوگوں سے اس بارے میں پوچھا اور تصدیق چاہی، سب نے یکے بعد دیگرے بات کی اور زمین پر مٹی میں شکل بنائی، لیکن اس کے باوجود شیخ نے جانے سے انکار کیا۔

عبد القادر کا قصہ اور علمائے حرمین:

حرمین شریفین میں بعض علما کو عبد القادر کا قصہ سنایا گیا تو انہوں نے قصے کے ساتھ اتفاق کیا، اور ایک قسم کی تائید کی، اور کہا کہ اس کے درست ہونے میں بہ ظاہر کوئی اشکال نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ صحابی حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے مسیح دجال کے ساتھ ملاقات کی ہے (مسلم)۔ اس کے بعد ابو عبد اللہ کو گرفتار کر لیا گیا، کیونکہ وہ ان مشائخ کے پاس بار بار آتا جاتا تھا جس کی وجہ سے یہ شک پیدا ہوا کہ شاید وہ سعودی حکومت کے خلاف کوئی منصوبہ بنا رہا ہے۔ لیکن جب انہوں نے تفتیش کی اور اس نے انہیں عبد القادر کا قصہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ یہ باتیں حرمین کے مشائخ کو بھی بتائی ہیں تو تفتیش کرنے والوں کی رائے یہی بنی کہ اس پر جادو کا اثر ہے۔ انہیں صرف اس کی تصدیق کرنی تھی کہ یہ شخص سچا ہے اور ایک مرتبہ اس پر جادو بھی ہو چکا ہے، جب انہیں تصدیق ہو گئی تو چار مہینے بعد اس کو رہا کر دیا، پھر کئی سال بعد ان مشائخ کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ کیونکہ پے در پے مختلف حادثات کی آگ بھڑک اٹھی تھی اس لیے انہیں بھی قید کر دیا گیا۔

ابو عبد اللہ مایوس نہیں ہوا اور یہ قصہ دوسرے مشائخ کو سنایا جیسے شیخ محمد منجد، شیخ سفر الحوالی، لیکن ان کا رویہ بھی وہی تھا جو "حدیدہ" میں شیخ امین جعفر کا تھا۔ حرمین میں "القاعدہ" کی وجہ سے مختلف واقعات کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ خالد الحاج، یوسف العییری، عبد العزیز المقرن وغیرہ۔ یہ ۲۰۰۴ء کی بات ہے۔ حکومتی ادارے القاعدہ تنظیم کے معاملات میں مشغول تھے، اس لیے انہوں نے اس کو کوئی خاص توجہ نہیں دی، بلکہ جو بھی یہ قصہ سنتا اور مشاہدہ کرنے کی کوشش نہ کرتا وہ اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتا تھا۔ ہاں جو سن کر دیکھ بھی لیتا وہ اس قصے کو پوری اہمیت دیتا۔

اس کے بعد ابو عبد اللہ، سامر المشرعی اور محمد ناجی الرقیم، عبد القادر کے پاس چلے گئے اور دروازہ بھی کئی مرتبہ کھٹکھٹایا لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ لیکن جب وہ اس کے گھر سے دور چلے گئے تو دور سے وہ ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ جب وہ قریب پہنچا تو اس نے ابو عبد اللہ کو غصے سے دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑا، اور کہا:

آجاؤ! تمہیں ہی ملنا چاہ رہا تھا۔ اور اس کو باقی ساتھیوں سے الگ کر کے دور لے گیا۔ اور کہا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

ابو عبد اللہ نے کہا صرف تمہاری ملاقات کے لیے، اس لیے باقی ساتھیوں سے الگ مجھ سے سرگوشیاں مت کرو، ابو عبد اللہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آیا تو عبد القادر نے چیخ کر کہا تم لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

ابو عبد اللہ نے کہا کچھ بھی نہیں۔

عبد القادر نے پھر چیخ کر کہا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں مسیح دجال ہوں؟

ابو عبد اللہ نے موضوع کو بدلنے کے لیے کہا "کیا یہ ممکن ہے کہ تم دجال ہو؟ اور وہ بھی یمن میں"۔ اور دوسرا سوال پوچھا کہ مجھ پر جادو کس نے کیا؟

عبد القادر نے کہا: جاؤ دیکھو کس نے کیا تم پر جادو۔

توجہ کرنے کی ترغیب دیں گے۔ حالانکہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔ (البدع والنہی عنہا لابن الوضاح)

[7] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا تذکرہ کیا کہ "اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے، ہر وہ شخص اس کو پڑھے گا جو اس کے عمل سے نفرت کرتا ہو" (مسلم)

ابو عبداللہ نے کہا: عبد القادر! تم نے ہی افغانستان جانا چاہا تھا تو میں نے تمہیں جانے کا راستہ بتلایا، اور "شباب" تک پہنچانے کا راستہ بتا دیا، اور جو تمہارے اور ان کے درمیان اشکالات پیش آئے کیا تمہیں یہ گمان ہے کہ ان سب کے پیچھے میں ہوں؟

عبد القادر نے کہا: جی ہاں۔

تو ابو عبداللہ نے قسم کھائی کہ مجھے اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

عبد القادر نے بھی اس سے انکار کیا کہ اس نے جادو کیا ہو یا اس میں اس کا کوئی ہاتھ ہو۔

اس کے بعد ان کے درمیان باتیں تیز ہو گئیں، عبد القادر کی آنکھیں لال ہو گئیں، نوکیلے دانت نکال کر پیشانی واضح ہو گئی اور اس پر لکھے گئے حروف کی شکل و صورت بھی صاف ہو گئی، یہ سورج غروب ہونے کا وقت تھا، جب افق سرخ ہو گیا تھا اور اس کے چہرے پر سورج کی سرخ شعاعیں پڑیں تو چہرہ گویا آگ کا شعلہ تھا۔ ابو عبداللہ نے کہا اس وقت کے اس منظر نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد دلائی جو دجال کے بارے میں تھی کہ "گویا اس کا سر سانپ ہو" (مسند أحمد والطبرانی)

آہستہ آہستہ ماحول پر سکون ہو تا گیا۔ ملاقات ختم ہونے سے پہلے عبد القادر نے ہر ایک کو عقیق کا پتھر دیا، سب نے لیا لیکن ابو عبداللہ نے لینے سے انکار کر دیا، پھر عبد القادر نے عقیق کے متعلق لمبی بات کی، اور یہ بھی کہا کہ وہ "کہرب" پتھر کو ڈھونڈنے کی کوشش میں ہے۔ عبد القادر ایسے قیمتی پتھروں کا بہت شوق رکھتا تھا۔ ابو عبداللہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ عبد القادر کا شعبدہ بازی کے ساتھ بھی تعلق ہے۔ آخر میں انہوں نے عبد القادر کو پیچھے چھوڑ دیا اور گاڑی میں سوار ہو گئے۔ ابو عبداللہ اپنے ساتھیوں پر اس وجہ سے ناراض تھا کہ انہوں نے اس سے عقیق کا پتھر کیوں لیا؟ ہو سکتا ہے اس نے ان کے ذریعے جادو کیا ہو، پھر اس نے ان سب سے عقیق لیا اور گاڑی کی کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔

دوبارہ جادو:

اگلے دن عصر کی نماز کے بعد ابو عبداللہ تھوڑی دیر کے لیے لیٹ گیا، اچانک اس نے اپنے بھائی صلاح کی آواز سنی جو اسے بلا رہا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو صلاح اس کے سامنے کھڑا تھا، اور کہہ رہا تھا کہ عبد القادر دروازے کے باہر کھڑا ہے۔ ابو عبداللہ نے کہا دروازہ کھول کر اسے اندر لے آؤ، صلاح کچھ ہچکچایا اور کہنے لگا میں اسے ہرگز اندر نہیں آنے دوں گا۔ ابو عبداللہ خود اٹھ کر باہر گیا، باہر عبد القادر اور ایک اور شخص جس نے پینٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی کھڑا تھا۔

عبد القادر نے کہا میں مسجد گیا تھا تاکہ اپنے پاؤں دھو لوں، لیکن مسجد کا دروازہ بند ہے، کیا آپ مجھے اندر آنے کی اجازت دیں گے، مسجد ابو عبداللہ کے گھر کے سامنے تھی، ابو عبداللہ نے اسے اندر آنے کی اجازت دی[8]۔

ابو عبداللہ اندر چلا گیا اور یہ گمان کیا کہ عبد القادر بھی اس کے پیچھے ہے لیکن جب اس نے پیچھے دیکھا تو اسے نہ پایا۔ جب دوبارہ دروازے کی طرف لوٹا تو دیکھا کہ عبد القادر اپنے ساتھی کے ساتھ کوئی چیز چھپا رہا تھا، اور خفیہ انداز میں اس کے ساتھ سرگوشی کر رہا تھا۔ ابو عبداللہ نے اسے کہا اندر آیئے، وہ اندر آیا تو ابو عبداللہ نے اسے غسل خانہ دکھایا۔ ابو عبداللہ کا کہنا تھا کہ مجھے یہ پتہ نہیں چلا کہ اس نے غسل خانے میں کاغذات پھینکے یا پتھر یا عقیق یا کچھ اور قسم کا جادو۔ پھر وہ باہر نکلا اور ابو عبداللہ کے والد صاحب رحمہ اللہ اور ان کے ماموں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس نے بہت طویل گفتگو کی، خفیہ طور پر مکہ جانے، گرفتار ہونے، تشدد ہونے کا واقعہ ذکر کیا، اس کے پاس چونکہ عقیق کے پتھر تھے اس لیے جادو کرنے کا الزام بھی لگا دیا گیا۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر ان سے چھوٹنے کی کوشش کی کہ ان پتھروں کو مائیکروسکوپ میں دیکھیں اگر اس میں کچھ جادو ہوا تو اس کا پتہ لگ جائے گا۔ ابو عبداللہ کے والد اور ماموں نے اس کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں دکھائی اس لیے وہ اٹھ کھڑا ہوا، اور ابو عبداللہ کے والد کو کہنے لگا کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اپنے بیٹے کو ان لڑکوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے روکیں، پھر دوبارہ اس نے بے شرمی اور بے خوفی سے یہ بات کہی، اور اپنے ہاتھ ابو عبداللہ کے والد کے چہرے تک بلند کیے اور پھر نکل گیا۔

---

[8] یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس کا ٹھنڈے مزاج والا ہونا، دوسروں کے متعلق بہت زیادہ حسنِ ظن وغیرہ ایسی صفات تھیں جو اس کی شخصیت میں بہت واضح تھیں۔ اسی وجہ سے اس کو توفیقِ خداوندی اور ذہانت و ذکاوت کا ان امتحانات و آزمائشوں میں بھی بار بار موقع میسر ہوتا رہا۔ اور شاید عبد القادر نامی اس شخص اور ابو عبداللہ کے درمیان پیش آنے والے واقعات ان دونوں کے درمیان دشمنی کی ابتدا تھی۔ تاکہ وہ اپنے مدمقابل کی نفسیات اور اس کے سوچنے کا انداز پہچان لے، اور تاکہ اللہ اس کے دل سے مسیح دجال کا رعب نکال دے۔ شاید اللہ کی جانب سے ایسے حالات پیدا کیے گئے، جو ان دونوں کو ملوایا گیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کے گھر میں پرورش کی گئی۔ تاہم آئندہ آنے والا وقت ان باتوں کی تردید یا تصدیق کر دے گا۔

اس کے نکلنے کے تھوڑی ہی دیر بعد پورا گھر اوندھا ہو کر الٹ گیا۔ جادو کی وہی پرانی حالت دوبارہ لوٹ آئی، اور ابو عبد اللہ اس کے والد اور ماموں کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی، اس کے والد نے اسے کہا تم اس شخص سے کیا چاہتے ہو؟

ابو عبد اللہ نے قسم کھائی کہ اس نے مجھ پر جادو کیا اس لیے میں اس سے بدلہ لینا چاہتا ہوں۔

والد سخت بے چینی کی حالت میں اس کے اوپر چیخے۔ حالانکہ ابو عبد اللہ ایک سال تک اپنے گھر والوں سے دور رہا تھا، سعودیہ سے آئے ہوئے صرف ۱۲ دن ہی گزر گئے تھے، مگر اگلے دن پھر وہ ناراض ہو کر نکلا اور سعودیہ چلا گیا۔

جادو کی وہی پرانی حالت پھر لوٹ آئی۔ مکہ میں "جرول" کے مقام پر وہ روپوش رہا[9]۔ اسی طرح قصرِ صفا کے پیچھے "اجیاد السد" کے علاقے میں بھی روپوش رہا۔ اس عرصہ میں اس کا خیال یہ تھا کہ اس کے والد اور دوستوں نے اس پر جادو کیا ہوا ہے، وہ خوف کی حالت میں تھا۔ البتہ یہ جادو سابقہ حالت کی بہ نسبت کچھ ہلکا تھا، اس لیے کہ اس دوران وہ اپنی پوری یادداشت اور عقل و فہم کے ساتھ تھا، مگر کچھ خیالات و وساوس تھے یا کچھ گمان اور شکوک لیکن عقل زائل نہ ہوئی تھی۔

دوسری جانب ابو عبد اللہ کے گھر والے جو مکہ میں تھے اسے بہت تیزی کے ساتھ ڈھونڈ رہے تھے لیکن جب زیادہ وقت گزر گیا تو انہوں نے یہ سمجھا کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے، پھر انہوں نے اسے مردہ خانوں میں تلاش کیا۔ یہاں تک کہ ایک قریبی عزیز نے جب ابو عبد اللہ کا حلیہ ایک ہسپتال کے انتظامیہ کو بتلایا تو انہوں نے کہا کہ ہاں ان صفات والا ایک شخص موجود ہے، لیکن اس کی شناخت نہیں ہوئی ہے، یہ سن کر وہ بہت غمگین ہوا لیکن جب انہیں مردہ خانے لے گئے اور اس شخص کی لاش سے کپڑا ہٹایا تو اس کی جان میں جان آئی اور کہا یہ تو نہیں ہے۔

نو مہینے کے بعد جادو کا زور کچھ کم ہوا، تو اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کی بڑی بہن جس کا نام آمنہ تھا حاملہ ہے، اور ابو عبد اللہ کی والدہ چیخ رہی ہے جبکہ وہ اسے اطمینان دلا رہا ہے کہ اللہ خیر کرے گا اور ولادت آسانی کے ساتھ ہو جائے گی۔ ابو عبد اللہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے گھر میں ریفریجریٹر ہے میں اسے کھول رہا ہوں جو ٹھنڈا ہے اور میں مکہ میں ہوں۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ نکالی کہ یہ نو مہینے میرے اپنے گھر والوں سے دوری کا عرصہ ہے اور حمل کی مکمل مدت یہی نو مہینے ہیں، شاید یہ مدت پوری ہونے والی ہے، اور میں گھر واپس جاؤں گا، اس لیے چھپ جانے کی کوئی وجہ نہیں ہے، بلکہ یہ شیطانی وساوس اور خیالات کا اثر تھا۔

چنانچہ میں نے گھر والوں سے رابطہ کیا تو وہ بہت خوش ہوئے، جبکہ وہ بہت پریشان تھے اور میرے والد رحمہ اللہ تو بہت روتے تھے۔ یہ ۲۰۰۴ء کی بات ہے اس وقت ابو عبد اللہ کی عمر ۳۲ سال تھی۔ لوٹنے کے بعد اس نے پکا عزم کر لیا کہ اب عبد القادر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھے گا نہ ہی اسے ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا۔ اگر واقعی وہ دجال ہے تو اس کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہو گا۔

اس کے بعد اس نے عبد القادر کو نہیں دیکھا، مگر چند ہی مرتبہ یمن لوٹتے ہوئے، راستے میں چلتے دیکھا۔ اور ایک مرتبہ مجھے لوگوں نے بتایا کہ وہ آپ کے بھائی "علی"، پھوپھی زاد بھائی، اور ماموں زاد بھائی عادل کے ساتھ ٹیکسی میں جا رہا تھا، اترنے کے بعد اس نے کرایہ دیا اور چلا گیا۔ ایک اور آدمی نے بتایا کہ اس نے اسے کھیل کے میدان میں دیکھا اس کے ساتھ ٹیم تھی جس کو وہ ٹریننگ دے رہا تھا، وہ اس کے پیچھے چل رہے تھے، گویا اس کے شاگرد ہوں۔

ابو عبد اللہ کے گھر کا جلنا:

کچھ مدت بعد ابو عبد اللہ کے گھر میں آگ بھڑک اٹھی۔ اس میں ابو عبد اللہ کے ایک بھائی کا (جس کی عمر چھ یا سات سال تھی) انتقال ہو گیا، آگ بجھاتے ہوئے اس کے والد کے دونوں ہاتھ زخمی ہوئے۔ عجیب بات یہ تھی کہ اس واقعے کے بعد عبد القادر نے ابو عبد اللہ کے ایک رشتہ دار سے رابطہ کیا اور ایسا اشارہ دیا کہ آگ بھڑکنے میں اس کا ہاتھ تھا۔

عبد القادر کے پاس جانے کی کوشش:

ابو عبد اللہ کے قریبی حلقے میں عبد القادر کا قصہ عام ہو جانے کے بعد چند نوجوانوں نے عبد القادر کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا، تاکہ اس مشکوک شخصیت کا جائزہ لیا جائے، اس کی

[9] اس جگہ کا نام پہلے ذی طوی تھا۔ ان حالات کے علاوہ (جن کا تذکرہ اس قصے میں ہے) ابو عبد اللہ اس سے پہلے بھی مکہ میں "ذی طوی" میں اپنے گھر والوں سے نو مہینے تک روپوش رہا۔ یہاں تک کہ گھر والوں نے گمان کیا کہ شاید اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ لیکن پھر وہ نو مہینے بعد گھر آیا اس وقت اس کی عمر ۳۲ سال تھی۔

پیشانی پر لکھے ہوئے حروف کیسے نظر آتے ہیں، اس کی تصویر لینا ممکن ہے یا نہیں؟ مشرقی یمن سے جاتے ہوئے انہوں نے "حدیدہ" کا ارادہ کیا۔ ابھی وہ راستے میں تھے کہ ان کے بیچ لڑائی اور نفرت شروع ہوگئی، آپس کی رائے میں اختلاف پیدا ہوا، اور باتیں تیز ہوگئیں۔ اور اسی حالت میں وہ لوگ واپس لوٹ آئے، لیکن جب وہ اپنے شہر پہنچ گئے انہیں یہ بات بہت عجیب لگی کہ کس طرح ان میں ایسا اختلاف پیدا ہوگیا، جو پہلے کبھی بھی ان میں پیدا نہیں ہوا تھا۔

بظاہر یہ اختلاف ان میں شیاطین نے ڈالا، تاکہ عبدالقادر کی تصویر لوگوں میں نہ پھیلے۔ پیچھے بھی یہ بات گزر چکی ہے کہ خود عبدالقادر کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ اس کی کوئی نشانی کہیں پر باقی نہ رہے، اور یمنی فضائی کمپنی سے اس نے اپنی تصویر واپس لے لی تھی۔

اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل کے ساتھ دجال کا حلیہ سمجھایا ہے تاکہ ہر امتی کو اس کی شکل ایسی یاد ہو گویا وہ سامنے ہے۔

تائیدات:

شیخ ابو محمد المدنی[10] کہتے ہیں کہ انہوں نے خلیجی ملک میں کام کرنے والے تارکینِ وطن میں سے ایک شخص کو عبدالقادر کا قصہ سنایا۔ وہ شخص بہت ہی حیران ہوا۔ اور خلیج لوٹنے کے بعد اپنی جان پہچان رکھنے والے لوگوں میں یہ واقعات بیان کرنے لگا، اس کے ساتھ ایک شخص نے رابطہ کیا اور اسے کہا کہ وہ دجال ہے، اس نے یہ بھی کہا کہ "میں ہی وہ شخص ہوں جس کو تم کتابوں میں پڑھتے رہے ہو" کچھ نہ سمجھ میں آنے والے الفاظ بھی اس نے کہے۔ بلکہ اس شخص کے متعلق اس کی کچھ خاص باتیں بھی اسے بتائیں۔

چند قرائن:

شیخ ابو محمد المدنی نے یہ بھی کہا کہ ایک بار کسی کے ساتھ ملاقات کے لیے وہ "مکلا" شہر گیا، اس کے ساتھ ابو عبداللہ اور ایک اور شخص بھی تھے، اُس شخص کو علاماتِ قیامت کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں تھی، جب اس کے ساتھ ملاقات ہوگئی تو ابو عبد اللہ نے اسے اس باب کے متعلق باتیں کیں، اور اختصار کے ساتھ اس کا عبدالقادر کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کا تذکرہ کیا۔ وہ آدمی بڑا حیران ہوا، یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شخص نے ایسا خواب بھی دیکھا ہے جس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ملحمۂ کبریٰ، امام مہدی کے وقت موجود ہوگا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو جنت کی بشارت دیں گے۔

اس کے ساتھ "مکلا" میں رات گزارنے کے بعد ان تینوں نے واپسی کی اجازت چاہی، راستے ہی میں اس شخص نے ان کے ساتھ رابطہ کیا، اس کی عجیب حالت تھی اور ان سے واپس آجانے کا تقاضا کر رہا تھا۔ چنانچہ جب یہ اس کے پاس واپس گئے تو انہوں نے اس سے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا مجھے گھر پر ایک عورت نے ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ جب تم یہاں سے نکل گئے، اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہ امام مہدی کا گھر ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک آدمی نے مجھ سے رابطہ کیا جو شیطانی ہنسی ہنس رہا تھا۔ مجھے ان کالوں سے بہت حیرانگی ہوئی۔ ٹیلی فون سیٹ سے مجھے ان کے نمبر کا علم ہوا۔ میں نے اس شخص کے ساتھ دوبارہ رابطہ کیا۔ اور اس شخص کا پوچھا جس نے مجھ سے بات کی تھی، کہ یہ نمبر کس کا ہے؟ اور ابھی تھوڑی دیر پہلے کس نے مجھ سے بات کی تھی؟ اس نے کہا یہ "حدیدہ" میں ٹیلی فون آفس کا نمبر ہے، اور یہاں سے رابطہ کرنے والے لوگوں کی پہچان مشکل ہے کیونکہ روزانہ دسیوں لوگ یہاں سے رابطہ کرتے ہیں۔ اس سے مجھے آپ کے بتائے گئے واقعات یاد آئے، حالانکہ میرے گھر کا یہ نمبر معدودے چند ہی لوگوں کے پاس موجود ہے۔ اور میرے نام سے بھی نہیں بلکہ دوسرے شخص کے نام پر ہے۔

بیسان کے باغات:

ابو عبداللہ نے ان واقعات پر تبصرہ کیا اور کہا کہ ۹۰ء کی دہائی میں انہوں نے شیخ طنطاوی کو ایک سعودی چینل پر بات کرتے ہوئے سنا کہ میں زغر کے چشمے پر پچاس سال پہلے گزرا ہوں۔ میں حج کے سفر پر جا رہا تھا۔ وہاں میں نے چند ٹیلے دیکھے وہاں مجھے ایک بوڑھے شخص نے کہا کہ میں یہاں پچاس سال پہلے گزرا ہوں لوگ اس چشمے سے پانی بھر رہے تھے۔ یہ تقریباً سو سال ہوگئے۔ ۹۰ء کی دہائی سے مزید ۳۰ سال گزر گئے۔ یقیناً زغر کا یہ چشمہ مزید ویران ہوگیا ہوگا۔ بلکہ شاید اس نام کی کوئی بستی بھی لوگوں کو معلوم نہ ہوگی۔ رہا بحیرۂ طبریہ اس کا بھی دو تہائی پانی خشک ہو چکا ہے اور ایک تہائی باقی ہے[11]۔ اور بیسان کے

---

[10] ابو عبداللہ کے بہت قریبی دوست اور جنہیں امام مہدی کی مددگار تحریک "حرکۃ انصار المہدی" کی وجہ سے گرفتار کیا گیا تھا۔

[11] بحیرات کے بھی اپنے راز ہیں۔ جب یہ خشک ہونے لگیں اور ان کا پانی نیچے جانے لگے تو یہ کسی مخصوص مملکت کی تباہی اور زوال کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔ ابن جریر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بیان میں اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ بحیرہ ساوہ کا پانی نیچے اتر گیا۔

باغات، تو اس میں پھل نہیں لگتا اور ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ آخری بار کب اس میں پھل آیا تھا۔

سلامتی کی ابتدا:

ابو عبد اللہ کو یقین ہو گیا کہ عبد القادر کے ساتھ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ خصوصا ان تکالیف کے بعد جو اسے پہنچی تھیں بلکہ اس سے آگے اس کے رشتہ داروں، پڑوسیوں اور ساتھیوں کو بھی پہنچی تھیں۔ چہ جائیکہ اس کے دجال ہونے کا امکان ہو۔ اس کے بعد اس نے سلامتی کو ترجیح دی[12]۔ کیونکہ اسے یقین ہو گیا کہ دجال کے اوپر صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مسلط ہوں گے، جو اسے اپنے برچھے سے ماریں گے اور لوگوں کو اس کا خون دکھائیں گے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔

یہاں ابو عبد اللہ کی اس شخصیت کے ساتھ مربوط امور پورے ہو گئے۔

یہ واقعہ لوگ براہ راست ایک دوسرے کو سناتے رہے۔ سکیورٹی وجوہات کی وجہ سے اس کو احاطۂ تحریر میں لانے کا موقع نہ مل سکا۔ جب ان خوفناک حالات میں کچھ تخفیف پیدا ہو گئی تو لوگ پھر اس کو مجلسوں میں بیان کرنے لگے۔ خصوصاً جب ایسے بہت سارے واقعات بعد میں پیش آئے جس نے اس قصے کی بہت ساری کڑیوں کی تصدیق کی۔ پھر بہت سارے لوگوں کا اصرار ہوا جو اس معاملے میں رغبت رکھتے تھے، کہ اس کی تفصیلات بتائی جائیں۔ ہمارا بھی یہی خیال تھا کہ وقت اب ختم ہونے لگا ہے۔ سارے مراحل قریب آنے لگے ہیں۔ مزید تاخیر کی گئی تو یہ قصہ اپنی قیمت کھو دے گا۔ اگر مستقبل قریب میں دجال نکل آیا تو لوگوں کے حافظے میں اس کے بارے میں کچھ محفوظ نہیں ہو گا۔

روایات میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی کے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ نمازِ عشا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرایا گیا اور اسی رات واپس لوٹ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قصۂ معراج حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو ذکر کیا۔ اور فرمایا مجھے انبیاء علیہم السلام دکھائے گئے اور میں نے انہیں نماز پڑھائی۔ پھر مسجد جانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ تو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیص سے پکڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ہوا؟ کہا مجھے خوف ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ واقعہ لوگوں کو سنائیں گے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں ضرور بیان کروں گا، اگر چہ لوگ میری تکذیب کریں"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوف سے کہ کہیں لوگ تکذیب نہ کر دیں معراج کا واقعہ نہیں چھپایا۔ اس کے پیچھے حق کی وہ قوت تھی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری قوم کے ساتھ ٹکر لینے پر آمادہ کیا۔ بعض تو معراج کے واقعے کے بعد مرتد بھی ہو گئے۔ کچھ نے اسے ہنسی مذاق بنایا۔ لیکن اس سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھل کر حق کہنے سے نہیں روکا۔ اس میں اصحابِ دعوت کے لیے بہترین نمونہ موجود ہے کہ وہ بیانِ حق میں کسی قسم کا خوف نہ کریں۔ لوگوں کی خوشامد نہ کریں، اگر وہ حق کے مقابے میں آئیں۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واقعے کی بھی بعض متاخرین نے تکذیب کی ہے۔ حالانکہ وہ دجال کے ساتھ صرف کچھ وقت ہی کے لیے ملے تھے۔ یہاں تو کئی سال تک ملاقات رہی۔

و صلی اللہ علی نبینا محمد وعلیٰ اٰله و صحبه أجمعین

سبحان ربك رب العزة عما یصفون

و سلام علی المرسلین والحمد لله ربّ العٰلمین

☆☆☆☆☆

حالانکہ یہ کافی وسیع کناروں والا سمندر تھا۔ ۹ فرسخ وسیع تھا۔ جس میں کشتیاں چلتی تھیں۔ ولادت والی رات یہ خشک ہوا تو کاہنوں نے سلطنتِ فارس کے زوال کی پیشین گوئی کی۔ درحقیقت پانی زندگی کا راز ہے چنانچہ جب یہ کسی جگہ خشک ہونے لگے وہاں کی حکومت کے اختتام کی نشانی ہے۔ یہاں بھی ایسا ہے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے کہ دجال نے ان سے بحیرہ طبریہ کے بارے میں بھی پوچھا تھا اور اس میں پانی کی مقدار کے بارے میں بھی پوچھا تھا۔ یہ پانی تب سے اب تک مسلسل گھٹ رہا ہے۔ اور یاجوج ماجوج کے زمانے میں یہ کم ترین سطح تک پہنچ جائے گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض کہیں گے یاد کرو! یہاں پانی تھا میں یہاں آیا تھا گویا وہ پہلے اس علاقے تک پہنچ چکا تھا۔

[12] حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص دجال کے بارے میں سنے تو وہ اُس سے دور رہے، کیونکہ اللہ کی قسم ایک شخص اس کے پاس آئے گا وہ یہ گمان کرتا ہو گا کہ میں مومن ہوں، لیکن دجال کے شکوک و شبہات کے سامنے ٹھہر نہیں سکے گا اور اس کے اتباع میں مبتلا ہو جائے گا"۔ (ابو داؤد)

ہم پر روئیں ہماری مائیں اگر ہم نے نمازیوں کا بدلہ نہ لیا

جماعۃ قاعدۃ الجہاد قیادۃ العامۃ کا بیان

تمام تعریفیں اس ذات بابرکات کے لیے جس کا اپنی کتاب میں ارشادِ گرامی ہے:

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ O الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (الحج:۳۹۔۴۰)

”جن لوگوں سے جنگ کی جارہی ہے انہیں اجازت دی جاتی ہے (کہ وہ اپنے دفاع میں لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے، اور یقین رکھو کہ اللہ ان کو فتح دلانے پر پوری طرح قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں صرف اتنی بات پر اپنے گھروں سے ناحق نکالا گیا کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کے ایک گروہ (کے شر) کو دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا تو خانقاہیں اور کلیسا اور عبادت گاہیں اور مساجد' جن میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے' سب مسمار کر دی جاتیں۔ اور اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کریں گے۔ بلاشبہ اللہ بڑی قوت والا، بڑے اقتدار والا ہے“۔

سب سے پہلے تو ہم نیوزی لینڈ کے اس پر اپنی محبوب امت کو تعزیت کرتے ہیں جو وہاں کی دو مساجد میں ہمارے بھائیوں کو پیش آیا، خصوصاً اس تعزیت و تسلی کے مستحق ان پاک باز شہید نمازیوں اور زخمیوں کے گھر والے ہیں جو قدم بڑھا کر نماز جمعہ قائم کرنے چلے تھے۔ صلیبی حسد کے شکار بن گئے، جس کے نتیجے میں پچاس سے زائد نمازی شہید ہو گئے، ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم کرے، اور ان کی شہادت کو اعلیٰ درجے میں قبول فرمائے۔ آمین

اے محبوب امت! یہ مکروہ کارروائی ان جرائم کا تسلسل ہے جن میں ہمیشہ ہی اللہ کے گھر میں موجود بے گناہ نمازی نشانہ بنتے ہیں۔ نئی بات اس میں صرف یہ تھی کہ یہ کارروائی براہِ راست دکھائی گئی، ہم تو افغانستان، عراق، فلسطین اور شام میں اس سے بھی سنگین جرائم کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔

چند مہینے پہلے دنیا نے دیکھا کہ کس طرح امریکی صلیبیوں نے قندوز میں ایک مسجد کو اس وقت نشانہ بنایا جب اس میں سیکڑوں بچوں کی حفظِ قرآن کریم کی تکمیل کی خوشی میں تقریب جاری تھی، انہوں نے وہاں بم باری کر کے ۱۰۰ سے زائد اہلِ ایمان کو شہید کر دیا۔

اس سے بھی چند ماہ پہلے کا منظر بھی دنیا کو بھولا نہ ہو گا کہ کیسے امریکیوں نے حلب کے مضافات میں ایک مسجد ”الجینہ“ میں اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کو نشانہ بنایا، اور جماعت دعوت و تبلیغ کے ہمارے ۵۰ اہلِ ایمان بھائیوں کو شہید کر دیا۔ اللہ ان سب کی شہادت کو قبول کر کے انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔

اسی وجہ سے ہم امتِ مسلمہ کے نوجوانوں کی توجہ اس طرف دلانا چاہتے ہیں کہ وہ ان جارحیت پسندوں کا ہاتھ روک دیں، ہم انہیں اس پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے تحفظ کے لیے اسلحہ اٹھالیں، اور اپنے بھائیوں کے بہنے والے خون کا انتقام لینے کے لیے معرکہ کارزار میں کود پڑیں۔

سب سے ضروری چیز جو قابلِ توجہ ہے یہ ہے کہ امریکیوں، صہیونیوں اور انتہا پسند صلیبیوں کو نشانہ بنایا جائے، اپنے مسلمان بھائیوں کے انتقام کے لیے، دینی و دنیوی مقاصد کے تحفظ کے لیے، اہلِ ایمان کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچانے کرنے کے لیے، امتِ مسلمہ کی کھوئی ہوئی عزت و شرافت کی بحالی کے لیے، اپنی پائمال کی گئی عزت و ناموس کے دفاع کے لیے، چھینی گئی آزادی پر غیرت کے لیے، اپنی ان سرزمینوں کے لیے جنہیں کافروں نے اپنے لیے حلال سمجھ کر رکھا ہے، مظلوم دین پر حمیت کے واسطے، ہم پر روئیں ہماری مائیں اگر ہم نے اپنے نمازی بھائیوں کا انتقام نہ لیا۔

مسلمان بھائیو! اچانک آپڑنے والی ان مصیبتوں کے سامنے اپنے دلوں کو مضبوط بناؤ، دشمن کے پرخچے اڑانے کی مشقیں کریں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عزام رحمہم اللہ کی شجاعت کے قصے پڑھ کر اور اعداد کی رِیت ڈال کر بہادری و شجاعت کی صفات پیدا کریں، اپنی اولاد کو کفار سے بغض اور بے زاری سکھائیں، انہیں تیر اندازی اور ورزش کی عادت ڈلوائیں، انہیں عہدِ رفتہ کے مسلم فاتحین کی حدی خوانی سنائیں۔

اپنی اولاد کو دینِ اسلام، اس کی تاریخ، اس کے عقائد اور مبادیات پر فخر سکھائیں، نمازوں کی پابندی کریں، اپنے رب کے ساتھ رابطہ رکھیں، اپنا اسلحہ اور تحفظ کا سامان اپنے ساتھ رکھیں، اپنی مسجدوں پر مسلح پہرہ مقرر کریں، کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے:

أُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِيْنَ (البقرہ،۱۱۴)

ایسے لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان مسجدوں میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔

اللہ کی راہ میں نکلے مجاہدو! معرکہ ”چارلی ایبڈو“ کے بہادروں کی پیروی کرو، اور صلیبی جنگ جوؤں کو ان کی چھاؤنیوں اور اجتماع گاہوں میں قتل کرو، انہیں اِن کے گرجوں اور عبادت گاہوں میں نشانہ نہ بناؤ۔

(بقیہ صفحہ ۹۱ پر)

صلیبی جنگوں کا جنون!

سعود میمن

عیسائی دہشت گرد کو عالمی نسل پرستوں کی حمایت حاصل تھی:

برطانوی جریدے ٹیلیگراف نے انکشاف کیا ہے کہ ۱۰۰ سے زائد نمازیوں کو شہید اور زخمی کرنے والے آسٹریلوی دہشت گرد برینٹن ٹیرنٹ نے اپنی قاتلانہ پلاننگ سے قبل مشرقی یورپ میں ان تمام ممالک کا دورہ کیا تھا جہاں کئی صدیوں قبل مسلمانوں نے جنگوں میں فتحیاب ہو کر حکومتیں بنائی تھیں۔ ان ممالک کے دورے میں عیسائی دہشت گرد نے مقامی سفید فام انتہا پسند رہنماؤں کے ساتھ متعدد میٹنگیں بھی کی تھیں۔ برطانوی میڈیا کے مطابق برینٹن ٹیرنٹ اپنے دورہ لندن میں دہشت گردی کی جانب مائل ہوا اور "صلیبی جنگجو" (نائٹ ٹیمپلر) بننے کا تہیہ کر لیا۔ اس کا کہنا تھا کہ مسلمانوں کو ماضی میں یورپی ممالک پر حملوں کی سزا دی جانی چاہیے۔ فرانسیسی جریدے دی لوکل نے بتایا ہے کہ انٹیلی جنس ایجنسیوں نے فرانس میں برینٹن ٹیرنٹ کے دورے کی مکمل تفصیلات جاننے کے لیے انکوائری کا آغاز کر دیا ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ عیسائی دہشت گرد نے پیرس سمیت متعدد مقامات کا گاڑی میں سفر کیا تھا اور صلیبی جنگوں کے ہلاک شدگان عیسائی فوجیوں کی یادگاروں پر بھی گیا تھا۔ جب کہ اس نے پیرس میں متعدد نسل پرست رہنماؤں سے ملاقاتیں بھی کی تھیں۔ فرانسیسی حکام اس سلسلے میں ان سہولت کاروں کی تلاش کر رہے ہیں جو برینٹن ٹیرنٹ کے پیرس میں میزبان بنے تھے۔ آسٹریلوی نیوز پورٹل نائن نیوز کے صحافی روبرٹ موریسن نے بتایا ہے کہ ٹیرنٹ سے رابطے میں رہنے والے سفید فام نسل پرستوں کی تحریک عالمی سطح پر کارگزار ہے۔ انتہا پسند سفید فام عیسائیوں کی تحریک امریکہ، آسٹریلیا، برطانیہ، بلغاریہ، پرتگال، اسپین، فرانس، رومانیہ اور کروشیا میں بہت مضبوط ہو چکی ہے۔

روبرٹ موریسن نے انکشاف کیا ہے کہ برینٹن ٹیرنٹ کا تعلق ایک سفید فام عیسائی انتہا پسند تنظیم Narcissistic سے تھا، جس پر آسٹریلیا کی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی نگاہیں نہیں تھیں۔ نیوزی لینڈ حکام کا کہنا ہے کہ انہوں نے ان تمام ممالک سے برینٹن ٹیرنٹ کے سفر و قیام اور ملاقاتوں کی تفصیلات طلب کی ہیں، جہاں اس نے دورے کیے تھے۔ عالمی جرائد اٹلانٹک اور نیو ریپبلک نے بھی نیوزی لینڈ کی مساجد پر حملوں کا ذمے دار سفید فام نسل پرست عیسائی تنظیموں کی سرگرمیوں کو قرار دیا ہے۔ نیو ریپبلک کے تجزیہ نگار پیٹرک اسٹرک لینڈ نے بتایا ہے کہ امریکہ، جرمنی اور آسٹریلیا سمیت متعدد یورپی ممالک میں پنپنے والی نسل پرستی، عالمی امن کے لیے خطرہ ہے، جس کو روکنا بہت ضروری ہے۔ ایسے تمام سفید فام نسل پرست گروہ انٹرنیٹ کی مدد سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ یورپی صحافی الیگزینڈر ریڈ روز کا کہنا ہے کہ امریکہ، یورپ اور آسٹریلیا میں سفید فام عیسائی نسل پرستی برق رفتاری سے پھیل رہی ہے۔ الیگزینڈر ریڈ روز نے خبردار کیا ہے کہ امریکہ سے اُٹھنے والی فاشسٹ اور نسل پرست تحریک دنیا بھر میں نیوزی لینڈ طرز کے حملوں کا سبب بن سکتی ہے۔

کیوی جریدے ہیرالڈ نے بتایا ہے کہ نیوزی لینڈ کی وزارت داخلہ نے متعدد یورپی ممالک سے معلومات طلب کی ہیں کہ برینٹن ٹیرنٹ کے سفر یورپ کا اصل مقصد کیا تھا؟ اس سلسلے میں ٹیرنٹ کے انٹرنیٹ براؤزنگ کا مکمل ریکارڈ بھی چیک کیا جا رہا ہے۔ عیسائی دہشت گرد کے انٹرنیٹ سرونگ ریکارڈ کی چیکنگ میں انکشاف ہوا ہے کہ اس نے صلاح الدین ایوبی، سلطنت عثمانیہ کے فاتحین ارطغرل بیگ، سلطان محمد فاتح، سلطان سلیم اور دیگر کی داستانیں پڑھی تھیں۔ ٹیرنٹ نے سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ کلیسائی افواج کے ٹکراؤ اور برطانیہ کے شہنشاہ رچرڈ کی شکست کی داستانیں بھی ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھی تھیں۔ اس ضمن میں ترک انٹیلی جنس حکام کی جانب سے نیوزی لینڈ حکام کو بتایا گیا ہے کہ عیسائی دہشت گرد نے ترکی کا بھی دورہ کیا تھا اور ترک سلجوق و عثمانی سلاطین کی تاریخ کی کتب آن لائن خریدی تھیں۔ ترک جریدے "ینی شفق" نے بتایا ہے کہ عیسائی دہشت گرد برینٹن ٹیرنٹ نے آبنائے باسفورس سمیت ترکی کے متعدد تاریخی مقامات کا دورہ کیا تھا اور ان مقامات کی تصاویر اور نوٹس بھی لیے تھے۔ آسٹریلوی جریدے نیوز ڈاٹ کام نے بتایا ہے کہ برینٹن ٹیرنٹ نے امریکہ کے علاوہ جن یورپی ممالک کا دورہ کیا تھا ان میں بلغاریہ، رومانیہ، سربیا، اسپین، فرانس، آسٹریلیا، پرتگال، کروشیا، بوسنیا ہرزیگوینا اور برطانیہ شامل ہیں۔

نیوزی لینڈ کے بعد برطانیہ میں بھی مساجد پر حملے:

نیوزی لینڈ میں مساجد پر حملے کے بعد برطانیہ کے شہر برمنگھم میں شرپسندوں نے رات گئے ۴ مساجد پر حملے کر کے ان کے شیشے توڑ دیئے، جس سے برطانیہ میں رہنے والے مسلمانوں میں بھی خوف و ہراس پھیل گیا۔ غیر ملکی میڈیا کے مطابق انگلینڈ کے شہر برمنگھم میں شرپسندوں نے رات گئے مساجد پر حملے کیے جن میں ہتھوڑوں اور لاٹھیوں کا استعمال کیا گیا تھا تاہم واقعے میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، پولیس کے مطابق رات گئے نامعلوم افراد نے وٹن روڈ اسلامک سنٹر پر حملہ کیا اور کھڑکیوں کے شیشے توڑ دیے اور دروازوں کو نقصان پہنچا۔ مسلم کمیونٹی ہی جانب سے برطانوی پولیس کردار پر سوالات اٹھائے گئے ہیں جو ہائی الرٹ ہوتے ہوئے بھی واقعے کے وقت اور واقعے کے بعد بھی مکمل بے بس نظر آ رہی ہے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل ۱۵ مارچ کو نیوزی لینڈ میں دہشت گردوں نے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد میں موجود افراد پر اندھا دھند فائرنگ کی تھی جس کے نتیجے میں ۹ پاکستانیوں سمیت ۵۰ افراد شہید اور درجنوں زخمی ہو گئے تھے۔

☆☆☆☆☆

فراموش شدہ ''مقدس'' جنگ

صلاح الدین

سربوں کے سابق رہنما راڈووان کرادچ نے ہالینڈ کے شہر ہیگ میں جنگی جرائم کے مقدمے میں بیان دیتے ہوئے یہ بات زور دے کر کہی ہے کہ بوسنیا ہرزیگووینا کے مسلمانوں کے خلاف ان کی جنگ جائز اور ''مقدس'' تھی۔ لیکن بوسنیا ہرزیگووینا کی جنگ کا معاملہ کیا تھا؟

بوسنیا ہرزیگووینا کی جنگ کو اب دو دہائیاں ہونے کو آرہی ہیں اور مسلم معاشروں میں ایک ایسی نسل سامنے آچکی ہے جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ بوسنیا کی جنگ کے عنوان سے کب کوئی جنگ لڑی گئی تھی اور اس جنگ میں دو لاکھ سے زائد مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا تھا۔ لیکن بوسنیا کی جنگ کی اہمیت صرف یہی نہیں ہے۔ اس جنگ کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ آج جو کچھ افغانستان اور عراق میں ہو رہا ہے اس کی ابتدا بوسنیا میں ہوئی۔ عالم اسلام کے خلاف امریکا اور اس کے اتحادیوں کی صلیبی جنگ کا آغاز افغانستان یا عراق سے نہیں، بوسنیا سے ہوا تھا۔

لیکن بوسنیا کا قصہ کیا ہے؟ افغانستان میں شکست کے بعد سوویت یونین ٹوٹ گیا اور اس کے کئی مسلم اور غیر مسلم مقبوضات آزاد ہو گئی، جنہیں مغرب نے فوراً ہی آزاد تسلیم کرلیا۔ سابق یوگوسلاویہ سوویت یونین کا مقبوضہ علاقہ نہیں تھا مگر وہ کمیونسٹ ملک ضرور تھا، اور سوویت یونین کے انہدام کے بعد یوگوسلاویہ کی کمیونسٹ حکومت ختم ہو گئی۔ سوویت یونین کی طرح یوگوسلاویہ میں بھی کچھ مقبوضات تھے۔ بوسنیا ہرزیگووینا ان مقبوضات میں سے ایک تھا۔

بوسنیا مسلم اکثریتی علاقہ تھا اور اصولاً اسے بھی آزاد تسلیم کرلیا جانا چاہیے تھا، لیکن امریکا اور یورپ ہی نے نہیں سوویت یونین نے بھی اسے آزاد نہ ہونے دیا۔ امریکا اور یورپ نے بوسنیا سے متصل علاقے کروایشیا اور سوویت یونین نے بوسنیا کے پڑوسی سرب علاقے کی سفارتی، سیاسی، مالی اور عسکری مدد کی اور سرب اور کروایشیائی آبادیاں بوسنیا کے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں۔

اس جنگ میں اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ اور خود پاکستان بالخصوص ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی بے انتہا مدد کی اور انہیں اس قابل بنایا کہ وہ اپنے سے کئی گنا طاقت ور سربوں اور کروایشیائیوں کا مقابلہ کر سکیں۔ بوسنیا کے مسلمان اس مدد کے ذریعے جنگ میں فتح تو حاصل نہ کر سکے مگر وہ اپنے قومی وجود کو بڑی حد تک بچا لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔

بوسنیا کی جنگ ۱۹۹۲ء میں شروع ہوئی اور تقریباً ساڑھے تین سال تک جاری رہی۔ اس عرصے میں امریکا اور یورپ سربوں اور کروایشیائی باشندوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی نسل کشی ہوتے دیکھتے رہے، اور جب مسلمانوں کی آزادی کا امکان معدوم ہو گیا تو ان پر ایک ایسا امن معاہدہ مسلط کر دیا گیا جس کے تحت بوسنیا کے مسلمان ایک طرح کی کنفیڈریشن کے تحت زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے۔

آپ کو معلوم ہے یہ منحوس معاہدہ بوسنیا کے مسلمانوں پر مسلط کرنے والا کون تھا؟ پاکستان اور افغانستان کے بارے میں امریکا کا خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک۔ لیکن اس جنگ کا مرکزی نکتہ کیا تھا؟ اس جنگ کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ اسے علاقائی اور قومی رنگ دیا گیا۔ مگر جیسا کہ راڈووان کرادچ نے تقریباً دو دہائیوں کے بعد تسلیم کیا ہی، یہ جنگ اپنی نہاد میں صلیبی جنگ تھی۔

اہم بات یہ ہے کہ یہ جنگ ایسے مسلمانوں پر مسلط کی گئی تھی جن کی عظیم اکثریت کے عقائد کمزور تھی، عبادات لاپتا تھیں، اخلاقیات معدوم ہو جانے کے خطرے سے دوچار تھی، یہاں تک کہ ان مسلمانوں نے اپنے نام بھی مقامی طرز کے رکھ لیے تھے۔ مگر اس کے باوجود انہیں ''مسلمان'' قرار دے کر ان کی نسل کُشی کی گئی۔ صرف سربرنیکا میں ایک دن میں ۸ ہزار مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا۔

بوسنیا میں مسلمانوں کی نسل کشی کا سب سے ہولناک پہلو یہ تھا کہ قتل اور عصمت دری کی وارداتوں میں وہ سرب اور کروٹس ملوث تھے جو کئی کئی دہائیوں سے مسلمانوں کے پڑوسی تھے۔ اس جنگ کا ایک اور عجیب پہلو یہ تھا کہ سابق یوگوسلاویہ ۷۰ سال تک کمیونسٹ رہا تھا۔ اور ان ۷۰ برسوں میں اسلام ہی نہیں عیسائیت بھی پس منظر میں چلی گئی تھی۔ چنانچہ اصولاً سربوں اور کروٹس میں صلیبی جذبہ موجود نہیں ہونا چاہیے تھا۔

لیکن جس طرح امریکا اور یورپ سیکولر ہو کر بھی صلیبی ہیں اسی طرح سابق یوگوسلاویہ کے سرب اور کروٹس ۷۰ سال تک کمیونسٹ رہنے کے باوجود صلیبی تھی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی نسل کشی کو عیسائیت کی ''بازیافت'' کا ذریعہ بنالیا۔ یعنی

سابق یوگوسلاویہ میں عیسائیت مرچکی تھی مگر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کے ذریعے اسے زندہ کیا گیا۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ مسلمان جب اسے صلیبی جنگ قرار دیتے تھے تو امریکی اور یورپی کہتے تھی: مسلمان ''تنگ نظر'' ہیں، بوسنیا کی جنگ میں مذہبی جذبہ موجود نہیں بلکہ یہ ایک گروہی جنگ ہے جو علاقائی تناظر میں لڑی جارہی ہے۔'' لیکن کرادچ کے بیان سے ظاہر ہوگیا ہے کہ یہ جنگ پہلے دن سے صلیبی جنگ تھی۔

معاصر عالمی تاریخ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہودیت ایک مُردہ مذہب تھا مگر مسلمانوں کی نسل کشی کے ذریعے اسے فلسطین میں زندہ کیا گیا۔ ہندوستان میں ہندوازم ایک از کارِ رفتہ مذہب تھا مگر مسلمانوں کی نسل کشی کے ذریعے بھارت میں ہندوازم کی بازیافت کی گئی۔ سابق یوگوسلاویہ میں آرتھوڈوکس عیسائیت فنا ہو چکی تھی مگر مسلمانوں کے قتل عام کے ذریعے اس کا احیا کیا گیا۔ مسلمان سمجھتے نہیں ہیں ورنہ امریکا اور اس کے یورپی اتحادیوں نے افغانستان اور عراق کی جنگوں کے ذریعے مغربی تہذیب میں ''عیسائی عنصر'' کو زندہ اور متحرک کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ایسا کیوں ہورہا ہے؟ بلاشبہ اس کی ایک وجہ اسلام کی نفرت ہے۔ لیکن اس کی ایک وجہ اسلام اور اسلامی تہذیب کا حد درجہ متاثر کن پہلو ہے۔

کسی تہذیب کے لیے اس سے بڑی بات اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنی بقا کے لیے اپنے ماننے والوں کو جان دینے پر مائل کردے۔ امریکا اور یورپ افغان جہاد میں شریک تھی، انہوں نے بہت قریب سے دیکھا کہ اسلام کس طرح اپنے لیے جان دینے کو سب سے بڑا اعزاز بنادیتا ہے۔ مغرب کے پاس دولت اور اسلحہ تو بہت ہے مگر اس کے پاس ایسی جاں نثاری نہیں ہے۔ یہ جاں نثاری صرف مذہب سے آسکتی ہی، چنانچہ مغربی دنیا صلیبی جذبے کو ابھار کر اپنی تہذیب میں جاں نثاری پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ مگر مغرب اس حقیقت کا اعتراف نہیں کرتا۔ وہ اعتراف کرے گا تو اسلام کی برتری اور فوقیت کو تسلیم کرے گا، اور یہ کام وہ کبھی نہیں کرسکتا!

☆☆☆☆☆

بقیہ: ملا عمرؒ اللہ کے ولی تھے

ڈچ صحافی نے کہا کہ ۲۰۱۳ء کے اوائل میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ بیمار ہوئے، انہیں کھانسی اور قے کی شکایت تھی۔ انہوں نے عبد الجبار عمری کو بتایا دیا کہ ان کا وقت پورا ہو گیا ہے۔ جب عبد الجبار عمری نے ڈاکٹر بلانے کی بات کی تو انہوں نے انکار کردیا۔ عبد الصمد استاذ نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کو پاکستان میں اسپتال لے جانے کی پیشکش کی لیکن امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اس سے بھی انکار کردیا۔

بٹی ڈیم کے مطابق ۲۳/ اپریل ۲۰۱۳ء کو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا اور عبد الجبار کا کہنا ہے کہ اس دن گرم اور خشکی کے مارے جنوبی افغانستان میں ایسا واقعہ رونما ہوا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ ژالہ باری ہوئی۔ ڈچ صحافی نے لکھا کہ میرا خیال تھا کہ عبد الجبار بڑھا چڑھا کر بات کر رہے ہیں لیکن بعد میں امریکی فوج کے ایک جریدے سے مجھے پتہ چلا عین اسی دن ''ٹاسک فورس فیلکن کے ۸۰ سے زائد ہیلی کاپٹرز کو اس وقت نقصان پہنچا تک جب قندھار ایئرفیلڈ پر اچانک ۲۳/ اپریل کو ژالہ باری ہوگئی۔ یہاں بریگیڈ کے آدھے ہیلی کاپٹر کھڑے تھے۔'' بٹی ڈیم نے اس حوالے سے ایش سی کی کتاب ''فیلکن فلائر'' کا حوالہ دیا ہے۔

ڈچ صحافی کے مطابق عبد الجبار عمری اور ان کے دو ساتھیوں کے رات کے وقت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی تدفین کی۔ ان بغیر تابوت ایک بغیر کسی نشانی والی قبر میں سپرد خاک کیا گیا۔ پھر عبد الجبار عمری کوئٹہ گئے اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے سوتیلے بھائی عبد المنان اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے بیٹے یعقوب کو لے کر آئے۔ عبد الجبار نے تدفین کی ویڈیو بنا رکھی تھی لیکن یعقوب نے قبر کشائی پر اصرار کیا تا کہ وہ اپنے والد کی میت اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ ۱۷ دن بعد ایک بار پھر قبر کشائی کی گئی اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے جسد خاکی کو تابوت میں رکھ کر دفنایا گیا۔

رحمه الله رحمة واسعة

☆☆☆☆☆

مغرب میں اسلام دشمنی کی جڑیں

احمد اللہ آفتاب

مغرب کے معاشرے میں پائی جانے والی اسلام دشمنی کی جڑیں ماضی میں صلیبی جنگوں کے دور تک پہنچتی ہیں۔ مغرب نے عملاً تو عیسائیت کو ترک کر دیا۔ لیکن جس طرح اس کی رسومات جیسے 'کرسمس یا ایسٹر' وغیرہ باقی ہیں۔ عین اسی طرح اسلام دشمنی ان کے عوامی لاشعور کا حصہ ہے۔

مغرب کا ایک عام فرد بہت سادہ مزاج ہے۔ سرمایہ داری کے جبر نے اسے بالکل ایک مشین بنا کر رکھ دیا ہے۔ اُس کی کُل عمر بہتر طرزِ زندگی کی جستجو میں گزر جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُسے حقائق کے بارے میں جستجو ہوتی ہے نہ ہی تحقیق کی فرصت۔ اُس کے مبلغ سیاسی اور حالات حاضرہ کے علم کا دارومدار میڈیا کے اداروں کی جانب سے مہیا کی جانے والی معلومات پر ہوتا ہے۔ پھر انہیں معلومات کی بنیاد پر وہ اپنی رائے قائم کرتا اور فیصلہ صادر کرتا ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ مغرب میں بسنے والے ایک فرد میں جس چیز کی سب سے زیادہ کمی سیاسی شعور کی ہے۔ (اس نظام کے تخلیق کاروں کو مطلوب بھی یہی صورتحال ہے۔ مغرب کے بعد ایشیا اور افریقہ میں بھی یہی ماڈل رائج کرنے کی بھرپور کوشش جاری ہے۔)

میڈیا میں مسلمانوں کے خلاف مسلسل اور بھرپور نفرت پھیلائی جاتی ہے۔ ایک دو مستثنیات کے سوا پورے کا پورا میڈیا مسلمانوں کے حوالے سے گمراہ کُن اور یک طرفہ موقف پیش کرتا ہے۔ مسلمانوں کی آواز اور متبادل موقف نہ ہونے کی سے مغرب کا ایک عام فرد اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے انتہائی منفی رائے رکھتا ہے۔ جس کا اظہار مختلف اوقات میں واقعات کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے۔

اسلام دشمنی اور مسلم نفرت یورپ میں کس قدر سرایت کر چکی ہے۔ اس کی ایک ہلکی سی جھلک Citizens' Platform Against Islamophobia کی اس رپورٹ سے کیا جاسکتا ہے۔ جس کے مطابق یورپی ملک سپین میں سال ۲۰۱۷ء کے دوران اسلام دشمنی اور مسلم نفرت کے ۵۴۶ واقعات رپورٹ ہوئے تھے۔ جو واقعات رپورٹ نہیں ہو سکے اُن کی تعداد کا اندازہ ہی نہیں۔ اگر اس صورتحال کے تناظر میں پورے یورپ اور آسٹریلیا، نیوزی لینڈ امریکہ کو شامل کیا جائے تو ایک بیانک تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔

افسوس اس امر کا ہے کہ انتہائی بڑے واقعات کے علاوہ اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے نفرت کے اکثر واقعات سامنے ہی نہیں آتے ہیں۔ ان کی گیرائی اور گہرائی سے مطالعہ کرنے کی بات ہی خواب وخیال ہے۔

امر واقعہ صرف یہ نہیں کہ مغرب میں اسلام دشمنی اور مسلم نفرت مسلسل فروغ پذیر ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہاں کی حکومتیں اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے نفرت کے خلاف کوئی بھی اقدام اٹھانے کو تیار نہیں۔ نہ میڈیا پر نفرت کے پرچار کے حوالے سے کوئی قانون سازی ہوئی ہے۔ نہ ہی کسی نفرت پھیلانے والے کسی فرد کو سزا ملی ہے۔ اس کے برخلاف نفرت پھیلانے والے انتہائی دائیں بازو کے گروپ قبول عام حاصل کرتے جا رہے ہیں۔ بلکہ کئی ممالک میں یہ گروپ انتخابی کامیابی حاصل کر کے حکومت میں بھی شامل ہو چکے ہیں۔

یورپ میں اس طرح کے گروپوں میں علاقے اور نظریاتی کے حوالے سے بہت تنوع پایا جاتا ہے۔ اس لیے ان کا تعارف کسی ایک مضمون میں ناممکن ہے۔ اگر صرف ریاست متحدہ امریکہ کی بات کی جائے تو سمجھنے میں آسانی رہے گی۔ امریکہ میں قائم ہزاروں صیہونیت، سفید قومیت کے تفاخر، سامی دشمنی، مہاجر مخالفت، مذہب دشمنی، ہم جنس پرستی اور گوشت خوری کی مخالفت جیسے نظریات پر قائم گروپ 'اسلام کے خلاف نفرت پھیلانے کے جرم میں شریک ہیں۔ لیکن اگر ہم خالصتاً اسلام دشمنی اور مسلم نفرت کے نظریے پر قائم ہونے والے گروپوں یا انجمنوں کی بات کریں تو اُن کی تعداد بھی ایک سو سے زائد ہے۔ زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ تمام گروپ بغیر کسی قانونی یا معاشرتی رکاوٹ کے نفرت کا یہ کاروبار جارے رکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی گروپ نہ تو قدغن کا نشانہ بنا ہے۔ نہ ہی اسے مقامی یا بین الاقوامی طور پر دہشت گرد قرار دیا گیا ہے۔ اکثر گروپوں یا انجمنوں کو بھرپور سیاسی تحفظ اور پشت پناہی حاصل ہے۔

ذیل میں صرف ریاست متحدہ امریکہ (USA) میں میں اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے نفرت کی بنیاد پر قائم چند گروپوں اور انجمنوں کا نام دیے ہیں۔ ان سے تفصیلی تعارف کے لیے گوگل پر اس کا نام لکھ کر سرچ کی جاسکتی ہے۔

ACT for America

American Freedom Alliance (Los Angeles, California)

American Freedom Defense Initiative (New York, New York)

American Freedom Law Center (Ann Arbor, Michigan)

American Public Policy Alliance (Washington, District of Columbia)

North Carolina Pastors Network (Morganton, North Carolina)

Political Islam (Nashville, Tennessee)

Proclaiming Justice to the Nations (Franklin, Tennessee)

Radio Jihad/Global Patriot Radio (Statewide, New York)

Refugee Resettlement Watch (Fairplay, Maryland)

Sharia Crime Stoppers (Mount Clemens, Michigan)

Soldiers of Odin (Denver, Colorado0

Soldiers of Odin (Statewide, California)

Soldiers of Odin (Statewide, Florida)

Soldiers of Odin (Statewide, Illinois)

Soldiers of Odin (Statewide, Indiana)

Soldiers of Odin (Statewide, Missouri)

Soldiers of Odin (Statewide, North Carolina)

Soldiers of Odin (Statewide, North Dakota)

Soldiers of Odin (Statewide, South Carolina)

Soldiers of Odin (Statewide, Texas)

Southeast Michigan Tea Party (Utica, Michigan)

Sunshine on Government (SONG) Alliance (Newton, Georgia)

The Shoebat Foundation (Newtown, Pennsylvania)

The Straight Way and More (Venice, Florida)

The United West (Lake Worth, Florida)

Truth in Love Project (Chattaroy, Washington)

Truth in Textbooks (Boerne, Texas)

Unconstrained Analytics (Washington, District of Columbia)

Understanding the Threat (Dallas, Texas)

Virginia Christian Alliance (Henrico, Virginia)

☆☆☆☆☆

Bomb Islam (Phoenix, Arizona)

Bureau on American Islamic Relations (Irving, Texas)

Center for Security Policy (Washington, District of Columbia)

Christian Action Network (Forest, Virginia)

Citizens for National Security (Boca Raton, Florida)

Citizens for the St. Croix Valley (Hudson, Wisconsin)

Citizens' Action Group of South Florida (Hollywood, Florida)

Clarion Project (Washington, District of Columbia)

Counter Jihad Coalition (Santa Monica, California)

Cultures In Context Incorporated/Turning Point Project (Immokalee, Florida)

David Horowitz Freedom Center (Los Angeles, California)

Faith Leaders for America (Washington, District of Columbia)

Family Security Matters (Washington, District of Columbia)

Florida Family Association (Tampa, Florida)

Fortress of Faith (Bellingham, Washington)

Foundation for Advocating Christian Truth (Bronx, New York)

G416 Patriots (Boerne, Texas)

G416 Patriots (Meridian, Idaho)

Glasov Gang Productions (Los Angeles, California)

Global Faith Institute (Omaha, Nebraska)

Jihad Watch (Sherman Oaks, California)

Keep South Dakota Safe PAC (Aberdeen, South Dakota)

Last Chance Patriots (Dayton, Montana)

عالمی جنگ کا دوسرا مرحلہ شروع

نصرت بیگ

کیوبک کینیڈا کی مسجد میں جنوری ۲۰۱۷ء کے حملے میں ۶ مسلمان شہید ہوئے تھے، اس کے علاوہ کئی حملے جرمنی اور برطانیہ میں بھی ہوئے، جبکہ بھارت میں ایسے حملے ہونا روزمرہ کا معمول ہے۔ احمد آباد کی مسجد اور درگاہ کو زمین بوس کر دیا گیا تھا اور بابری مسجد کو بھی بی جے پی حکومت کے دور میں شہید کیا گیا، جس کا مقدمہ تاحال چل رہا ہے۔ بھارت کے مسلمان اس پر مقدمہ لڑ رہے ہیں اور وہاں کی سپریم کورٹ پنچائیت کے انداز میں کوئی مفاہمتی فارمولا تلاش کر رہی ہے۔

مگر نیوزی لینڈ کا کرائسٹ چرچ کا حملہ اپنی نوعیت کا بدترین حملہ ہے، جس میں ۵۰ نمازی شہید ہوئے، جن میں ۶ پاکستانی ہیں اور ۲۰ دیگر ممالک کے مسلمان شہریوں کی حالت نازک ہے۔ دہشت گرد ۲۸ سالہ آسٹریلوی باشندہ برینٹن ٹیرینٹ ایک مذہبی جنونی اور انتہائی درندہ صفت بتایا گیا ہے، وہ نہتے نمازیوں پر گولیاں برساتا رہا اور دو مسجدوں النور اور لین روڈ مسجد میں اپنی بزدلانہ سفاکی کا مظاہرہ کرتا رہا۔ النور مسجد میں ۴۱/ اور لین ووڈ مسجد میں ۸ نمازیوں کو شہید کر کے جب اُس کے ہاتھوں سے بندوق چھین لی گئی تو جان کے خوف سے فرار ہو گیا، راہ گیر برقع پوش خاتون کو گولی مار کر بہادری کا بلا اپنے سینہ پر سجا لیا۔ نہ صرف یہ بلکہ سوشل میڈیا سے اپنی سفاکانہ کارروائی کو ۱۵ منٹ تک دکھاتا رہا تو یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ نیوزی لینڈ کی پولیس پندرہ منٹ تک کیا کرتی رہی؟ پھر اُس کی انٹیلی جنس اتنی کمزور تھی کہ اُسے یہ تک معلوم نہ ہو سکا کہ کوئی مذہبی جنونی اس کے ملک میں موجود ہے، کیونکہ اُس کا فیس بک اکاؤنٹ نفرت زدہ تحریروں سے بھرا ہوا ہے۔

وہ ایک مسجد سے دوسری مسجد اور دوسری سے تیسری کھلی جگہ جا پہنچتا ہے اور اُس کی حرکات وسکنات، اُس کی گاڑی، پھر مسجد سے نکل کر ایک خاتون کو مارنا، وہ سب کچھ فیس بک پر دُنیا بھر میں دیکھا جا رہا ہے، مگر نیوزی لینڈ کی پولیس حرکت میں نہ آئی۔ شاید اُن کی ایسی امید نہ تھی اور وہ اس قسم کے حملے کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں تھے اور کوئی باشندہ مزاحمت بھی نہیں کر سکا، کسی کے دل میں رحم نہ آیا۔ گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے بھی کسی کے کان کھڑے نہ ہوئے۔

ایک سے دوسری مسجد اور تیسرا کھلے میدان پر پہنچے اور وارداتیں کرنے میں آدھ گھنٹہ ضرور لگا ہو گا، مگر وہاں کی ریاستی مشینری حرکت میں نہ آئی، البتہ نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم نے اس واقعہ کو دہشت گردی ضرور قرار دیا، جبکہ بی بی سی اور مغربی میڈیا اسے ہنگامہ قرار دیتا رہا۔ اس سفاک دہشت گرد کی زبان سے انتقام اور مسلمانوں کے خلاف الفاظ ادا ہوتے رہے۔ وہ صلیبی جنگوں کی باتیں کرتا رہا، اب برطانوی وزیر اعظم نے اسے دہشت گردی قرار دے دیا ہے، مگر برطانیہ میں بھی مسلمانوں پر حملے شروع ہو گئے ہیں۔

یہاں برسبیل تذکرہ یہ بات کہنا ضروری ہے کہ عمران خان کو بہادر شاہ ظفر اور ٹیپو سلطان کی مثالیں نہیں دینی چاہئے تھیں، شاید وہ اُن کے علم کے مطابق درست ہوں، اصل میں اُن کو صلاح الدین ایوبی کی مثال دینی چاہئے تھی، کیونکہ وہ فاتح رہے۔ بھارت کے معاملے میں ایک شہید اور دوسرا مغلوب ہوا۔

پاکستانی اس وقت شہادت کے بعد کامیابی کی اُمید لگائے بیٹھے ہیں تو وہ کیس تو صلاح الدین ایوبی کا ہے، جنھوں نے اسلام دشمن طاقتیں جب اکٹھا ہو گئیں اور صلاح الدین ایوبی سے یہ کہا گیا کہ اب یہ جنگ بڑی ہو گئی ہے، اس سے کنارہ کشی اختیار کر لو تو انہوں نے کہا کہ نہیں، اچھا ہوا کہ سب دشمن یکجا ہو گئے ہیں اور مجھے اُن سے لڑنے میں آسانی ہو گی۔ انہوں نے جنگ لڑی اور جیتی۔

بہرحال نیوزی لینڈ کا مسلمان عبادت گزاروں پر حملہ انتہائی شرمناک اور انسانیت سوز ہے اور حیوانگی و درندگی کی بدترین مثال ہے، مگر یہ آگ مغرب نے ایک خاص مقاصد کے لیے لگائی تھی اور اس پر ایک سے زیادہ منصوبہ جات، تصور اور نظریئے دیئے ہیں، جیسے ہنٹنگٹن کا تہذیبی تصادم کا نظریہ، صلیبی جنگ کا تصور، نیٹو قائم رکھنے کا عزم کہ ابھی مسلمان باقی ہیں، انتہا پسندی کا لفظ مسلمان کے ساتھ لگا کر اپنے لیے وقتی گنجائش پیدا کی۔ ورنہ تو مطلب مسلمان ہی تھے، مگر میں اِس کو اگر عالمی تناظر میں دیکھا جائے تو مجھے یہ لگتا ہے کہ عالمی امرانے جن میں زیادہ تر صہیونی ہیں، عالمی جنگ یا محدود عالمی جنگ کا جو منصوبہ بنایا تھا، اس میں چار مرحلے رکھے تھے۔

ایک برطانیہ کا یورپی یونین سے علیحدہ ہونا، دوسرے مغربی یا عیسائی دُنیا سے تارکین وطن کی بڑے پیمانے پر بے دخلی، تیسرے عالمی کساد بازاری اور چوتھے عالمی جنگ۔ سوال یہ ہے کہ عالمی امرا عالمی جنگ کیوں چاہتے ہیں؟ اُن کے خیال میں ۱۹۴۵ء کا عالمی نظام گل سڑ گیا ہے اور امریکہ کو کئی چیلنجز درپیش ہیں، جن میں روس اور چین سے زیادہ خطرات پیدا ہو گئے، چین معاشی طاقت بن گیا ہے اور روس اور چین مل جائیں تو امریکہ کی ملٹری طاقت کا مقابلہ بھی آسانی سے کر سکتے ہیں، اس لیے وہ ایک نیا نظام وضع کرنا چاہتے ہیں، جو ایک بڑی جنگ کے بغیر ممکن نہیں ہے، اسی لیے وہ روس اور چین میں بھی دوری پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور کچھ تضادات، عزائم اور مفادات بھی دونوں ممالک کے ٹکراتے ہیں۔

امریکہ کو یورپی یونین سے بھی خطرہ لاحق ہے کہ وہ بھی امریکہ کے مدمقابل کھڑی ہو سکتی ہے۔ قارئین کو یہ جان کر حیرت ہو سکتی ہے کہ یورپ امریکہ کے سخت دباؤ میں رہتا ہے، اتنا پاکستان بھی امریکہ کا دباؤ برداشت نہیں کرتا، جتنا یورپ کے ممالک امریکہ کے دباؤ کا شکار ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۸۸ پر)

کرتی ہے حاجت شیروں کو رُوباہ

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

حالیہ یومِ نسواں پر این جی اوز، موم بتی مار کہ متنازعہ مارچ پر باشعور طبقہ بھنا اُٹھا۔ اس مرتبہ توبظاہر لبرل طبقہ بھی حیا باختہ پلے کارڈز پر نہایت برافروختہ نظر آیا، جو تہذیب، حیا، اقدار کی ساری حدیں پھلانگ کر سڑکوں پر لہرائے گئے۔ خاندان توڑنے، عورت کو منتشر خیالی اور ہیجان خیزی کی دلدل میں دھکیلنے کے سارے پیغام یک جا تھے۔ فخریہ اعلان: 'میں آوارہ میں بدچلن'۔ ('داغ تو اچھے ہوتے ہیں' کا دیا جانے والا سبق پکا ہو گیا ہے انہیں) حیا سوز لباس میں چہرہ ماسک تلے چھپائے۔ 'اکیلی، آوارہ، آزاد'۔ 'میرا جسم میری مرضی'۔ 'اپنا کھانا خود گرم کرو'۔ 'مجھے کیا معلوم تمہارا موزہ کہاں ہے'۔ 'اگر دوپٹہ اتنا پسند ہے تو آنکھوں پر باندھ لو"۔

یہ تو وہ ہیں جو کسی درجے میں لکھے جاسکتے تھے۔ تاہم ذہنی افلاس اور اخلاق باختگی قابلِ رحم اور لائقِ علاج ہے۔ اصلاً جو ایجنڈہ مغرب کا مسلم معاشروں میں خاندان توڑ ابتری پھیلانے کا ہے۔ عورت کو گھر سے بے گھر کرنے اور آزادی کے جھانسے میں دربدر کرنے کا ہے، وہ کسی خوش فہمی کا شکار ہو کر اس مرتبہ 'فاسٹ فارورڈ' پر (بہت تیز) چلا دیا گیا اور عزائم یوں بے نقاب ہوئے کہ لوگ بوکھلا گئے۔ حالانکہ وہ اپنے ایجنڈوں میں 'ٹائٹس' جیسی حیا سوز بیہودہ بے لباسی عام کر چکے۔ تعلیم اور روزگار کے نام پر بہت ابتری پھیلا چکے۔ تاہم اتنی بے باک بغاوت اور 'مرد دشمنی' کے لیے معاشرہ تیار نہیں۔

ویسے سمجھے پوچھے جانے کی بات تو یہ ہے کہ یہ 'مرد' کے نام پر جو طوفان اٹھاتی ہیں، مسلم معاشرے میں وہ 'مرد' کہاں ہوتا ہے؟ آج بھی ہمارے ہاں 'مرد' نہیں۔ مہربان، شفیق رشتوں میں گندھے باپ، بھائی، شوہر، بیٹا، چچا، ماموں، نانا، دادا، بھانجا، بھتیجا ہوا کرتے ہیں۔ ہر رشتہ محترم، محبوب، محافظ، غیور۔ رہے معاشرے کے عام مرد، تو نارمل مہذب گھروں میں عورت کا ان سے کیا واسطہ؟ ان سے برتنے، نمٹنے کو یہ محرم محافظ رشتے موجود ہیں اگر عورت 'اکیلی' آوارہ، آزاد کے زعم میں پاگل نہ ہوئی پھرے؟

یوں بھی جب یہ عورتیں سڑکوں پر رل رہی تھیں اپنے سول سوسائٹی دفتر والوں کے ہمراہ، اس وقت نارمل عورت ۸ مارچ سے بے خبر گھر میں تھی۔ دوپہر میں بریانی، پائے، میٹھے کے ساتھ! مکان کو گھر بنانے والی عورت۔ گھر کے میٹھے رشتوں میں محبت بانٹتی، داد سمیٹ رہی تھی خوش ذائقہ کھانے کی۔ ان کھلکھلاتے خوش باش گھرانوں کے ہاتھوں فرسٹریشن کا مارا شیطان، سڑکوں پر جنہیں نکال لایا تھا وہ فاسٹ فوڈ کے صحت شکن باسی برگر اور سیاہ مشروب پر گزارا کر رہی تھیں۔

جس عورت کا نام لے کر وہ سینہ کوبی کرتی ہیں وہ گھر میں سکینت سے رہ رہی ہے۔ مغرب کی جس عورت کو آئیڈیل بنا کر وہ کن راہوں پر بھٹک رہی ہے ذرا اسے بھی دیکھ لیں۔ اسرائیلی یہودی پروفیسر ڈاکٹر مورڈی چائی کیدار، جو اسرائیلی خفیہ ایجنسی کا اہل کار بھی رہا ہے، عرب دنیا، سیاسیات، اسلامک گروپس کا ماہر ہے۔ اس کی رپورٹ ملاحظہ ہو جس کے مطابق ہزاروں نوجوان یورپ امریکہ، آسٹریلیا، حتیٰ کہ اسرائیل میں مسلمان ہو رہے ہیں۔

اس کی وجوہات میں سرِ فہرست مغرب کے ٹوٹے گھر ہیں۔ طلاق گزیدہ والدین، شراب منشیات کے نشے میں دھت، اولاد کو جذباتی تحفظ، محبت کی گرمائش جو شخصیت سازی کا اہم ترین جزو اور نارمل زندگی کا لازمہ ہے، نہیں دیتے۔ لڑتے جھگڑتے ساتھی بدلتے گھروں کے برعکس مسلمانوں کے ہاں گرمجوشی، والہانہ استقبال، مہمان نوازی، سکینت جو انہیں ملتی ہے وہ ان کے اپنے ہاں کے خود پرست، تنہائی گزیدہ (اکیلی، آوارہ!) سرد مہری کے مارے، بے روح طرزِ زندگی سے یکسر مختلف ہے۔ حوصلہ افزائی، امدادِ باہمی، محبت کے میٹھے بول ان کے دل جیت لیتے ہیں۔

پروفیسر کے مطابق، نو مسلم یہ کہتے ہیں کہ اسلام ان کی زندگی کو ایک مقصد ایک جہت عطا کرتا ہے۔ سالہا سال کے فکری جمود، روحانی خلا، مادیت، لادینیت میں غرق تشنہ طرزِ زندگی کے بعد، انہیں صحیح اور غلط کا پیمانہ یہاں مل جاتا ہے۔ وہ آگے بڑھ کر بخوشی شتر بے مہار آزادی ترک کر کے اسلام کی پابندیاں قبول کرتے ہیں۔ زندگی منضبط اور ذہنی افق وسیع تر ہو جاتا ہے! (تم جس آزادی کو پکار رہی ہو، وہ اس کی تلخیاں سہہ کر اب خود کو لا الہ الا اللہ کے عہد میں باندھ رہے ہیں برضا و رغبت)۔ ہمارے امریکہ قیام کے دوران جن امریکی لڑکیوں نے اسلام قبول کیا، سرتاپا حجاب کی پاکیزگی انہوں نے لپک کر قبول کی۔ ان کی خوشی یہ بھی تھی کہ اب شوہر ہماری ذمہ داریاں اٹھائے گا اور ہم بچوں سے مہکتی پر سکون گھریلو زندگی پا سکیں گی، نوکریوں اور فکرِ معاش سے آزاد! مذکورہ رپورٹ میں بھی نو مسلمات کے حوالے سے یہی لکھا ہے کہ اسلام اخلاقیات اور حیا کو ابھارتا ہے جو ان کے اپنے معاشرے میں عنقا ہے۔

وہ اپنے ہاں کی حیا باختہ مادر پدر آزاد، منشیات شراب میں لتھڑی زندگی سے بیزار ہو کر اعلیٰ اقدار والی اسلامی زندگی کو ترجیح دیتی ہیں۔ اسلام میں راحت عزت اور احترام سے پُر پذیرائی ملتی ہے اپنے ہاں کی تذلیل اور جنسی استحصال کے برعکس۔ گزشتہ سالوں میں مغربی عورتوں کی وہ رپورٹ بھی آئی تھی جس میں وہ پریشر ککر کو جپھی ڈالے اس حسرت میں مبتلا دیکھی جاسکتی ہے کہ یہ میں نے بہت چاہت سے خریدا تھا۔ کاش میں اسے استعمال کر سکوں (تنہائی اور نوکری کی مصروفیت موقع / خواہش نہیں چھوڑتی) یہ حسرت کہ کاش شوہر ہوتا (پارٹنر نہیں) جس کے لیے پکاتی، گرم کرتی، موزہ ڈھونڈتی!

سو یہ ایک پیکیج ہے جو تم نے خود منتخب کرنا ہے اے قابلِ رحم عورت! نیا جھگڑا کھڑا نہ کرو۔ اب ۲۴ مارچ کو 'مرد مارچ' تیار ہے یہ کہتے ہوئے کہ 'اپنی چھپکلی خود مارو'، 'سیر پ کا

ڈھکنا خود کھولو، 'موزہ چھوڑو دوپٹہ ڈھونڈو'! کیا دیوانگی ہے! ملک وقوم پر دشمن نظریں اور دانت گاڑے کھڑا ہے اور نوجوان کن جھگڑوں کی نذر ہیں؟

یہ بھرے پیٹوں اور این جی اوز کا شاخسانہ ہے ورنہ وزیر خزانہ علی الاعلان فرما رہے ہیں۔ 'مہنگائی مزید بڑھے گی عوام کی چیخیں نکل جائیں گی' بے روزگاری، گیس بجلی بحران، معاشی ابتری 'تبدیلی' کے عنوان تلے بڑھتی چلی آرہی ہے۔ آئی ایم ایف کے قرضے اب مل جائیں گے۔ ایٹمی پاکستان سے نمٹنے کا یہ معاشی فارمولا ہمیں سر اٹھانے نہیں دے گا۔

ادھر ابھی تو طالبان امریکہ مذاکرات اور اسی دوران طالبان کی جانب سے پے در پے عسکری کارروائیاں اور مبہوت کن کامیابیاں جاری تھیں۔ جن پر دنیا بھر کے میڈیا کا دم بخود سناٹا جاری تھا۔ ایسے میں ڈچ صحافی خاتون بٹی ڈیم کی پانچ سال ملا عمر کی تلاش پر مبنی کتاب سامنے آگئی۔ ترجمان طالبان نے بھی اسی سلسلے کی تصاویر اور بیان جاری کر دیا۔ اسلامی امارات افغانستان کی قیادت ملا عمرؒ نے جس خستہ حال کچے چھوٹے سے گھر سے کی۔ وہائٹ ہاؤس، پینٹا گون اور ۴۹ چمکتے دمکتے لدے پھندے ممالک کی فوجوں کو شکست دی۔ ان کا دشمن ان کی بہت بڑی بیس سے صرف ۳ میل کے فاصلے پر بلا سکیورٹی کھلے کچے گھر میں مقیم رہ کر ۷ سال بعد ان کی ناک کے نیچے اپریل ۲۰۱۳ء میں انتقال کر کے دفن ہو گیا۔

دو سال بعد خود طالبان کے مطلع کرنے پر سٹیلائٹوں کے گھن گرج والے ہائی ٹیک ماسٹروں کو خبر ملی! ان کے انتقال کے دن علاقے میں شدید ژالہ باری سے بے شمار امریکی جہاز ہیلی کاپٹر سوا ستیاناس ناکارہ ہو گئے۔ آسمان نے اپنی توپوں سے سلامی دی جی دار سپہ سالار کو! عمر فاروقؓ سے ملا عمرؒ تک رومن ایمپائر کی کہانی میں مماثلت کتنی ہے! دنیا میں اس خبر کی گونج نے تہلکہ برپا کر دیا۔ اشرف غنی کے سکیورٹی مشیر حمد اللہ محب نے اسے پراپیگنڈہ قرار دیا۔ حقائق کا انکار کرتے ہوئے! کیا کیجیے کہ اب تو افغان فوج بھی امریکیوں سے اروزگان میں جھگڑ پڑی۔ حملہ کر دیا۔ امریکی فضائیہ نے جوابی بمباری کر دی۔ یہ امریکی تابوت کا آخری کیل ہے۔

افغان باقی کہسار باقی

الحکم للہ! الملک للہ!

رہے ہم؟ تو...

کرتی ہے حاجت شیروں کو رُوباہ!

ہم پیٹ اور کشکول کے ہاتھوں خوئے اسد اللہی سے محروم رہے، امریکہ کے آگے دبے جھکے!!!

☆☆☆☆☆

بقیہ: عالمی جنگ کا دوسرا مرحلہ شروع

اسی وجہ سے یورپ اور خصوصاً فرانس و جرمنی کی یہ خواہش ہے کہ وہ امریکی دباؤ سے نکلیں۔ فرانس اور جرمنی صدیوں تک دشمن رہے ہیں، مگر امریکی دباؤ کی وجہ سے انہوں نے اپنی دشمنی کو دوستی میں تبدیل کیا۔ اسی وجہ سے امریکہ پریشان ہے۔

یورپی یونین کو کمزور کرنے کے لیے امریکہ نے برطانیہ کو یورپی یونین سے نکالا، تاکہ یورپی یونین کسی جنگ کے بعد طاقت کا محور بن کر دُنیا کے افق پر نہ ابھرے۔ اس کے بعد امریکہ اِس جنگ کو پھیلانے کے لیے اور یورپی یونین میں مزید انتشار پیدا کرنے کے لیے تارکین وطن کو اپنے اپنے ملک واپس بھیجنے کا منصوبہ بنائے بیٹھا ہے۔ مجھے نیوزی لینڈ میں مسلمانوں پر یہ حملہ پھر برطانیہ میں اِس کی ریہرسل سے یہ سلسلہ پھیلتا نظر آتا ہے۔ اسی منصوبے کی کڑی نظر آتا ہے اور یہ قاتل و دہشت گرد تارکین وطن کے خلاف باتیں کرتا رہتا تھا۔

اس کے بعد بڑی کساد بازاری کرائی جائے گی اور پھر جنگ کا عمل شروع ہو گا۔ دُنیا کے کئی حصوں میں جنگ کے بادل گھر کر آچکے ہیں، جیسے جنوبی ایشیا میں جنگ کے بادل کافی گھنے ہو گئے ہیں، اس کے علاوہ جنوبی بحر چین کا خطہ جنگ کا ایک بڑا امکانی میدان ہے، تیسرے شام کا معاملہ ابھی ختم نہیں ہوا ہے، امریکہ شام سے عراق میں جا بیٹھا ہے اور وہاں سے اپنی شیطانی کارروائی جاری رکھے گا، جو عراق، سعودی عرب، شام، افغانستان اور دوسرے ممالک کو خطرے میں ڈالے رکھے گا اور جنگ کے امکانات کو بڑھاتا رہے گا۔

چوتھے یوکرائن کا معاملہ فی الحال ٹھنڈا پڑا ہے، مگر کوئی بھی واقعہ اِس محاذ کو بھی گرم کر سکتا ہے۔ پانچواں محاذ قطب شمالی ہے، جہاں بہت معدنیات و انرجی کے وسائل ہیں۔ وہاں روس، چین، امریکہ، برطانیہ اور دیگر ممالک کی آبدوزیں موجود ہیں اور وہ قریبی ممالک کے فوجی عملے کو نظر بھی آتی ہیں، مگر وہ کچھ کر نہیں سکتے، کیونکہ یہ آبدوزیں ایٹمی اسلحے سے لیس ہیں اور کسی بھی کارروائی کے لیے تیار رہتی ہیں۔ سو یہ جنگ کے سامان کیے ہوئے ہیں، ابتدا کہاں سے ہو گی یہ طے کرنا باقی ہے، ممکن ہے پالیسی سازوں نے یہ بھی طے کر لیا ہو، جس سے ہم واقف نہیں ہیں۔

اس وقت جنگ کے چار مرحلوں میں سے دوسرے مرحلے کو نیوزی لینڈ کا قتل عام کر کے مہمیز دی گئی ہے۔ برطانیہ میں واقعہ اس سلسلے کی دوسری کڑی ہے اور یہ سلسلہ بڑھتا نظر آتا ہے۔

☆☆☆☆☆

عورت مارچ! سیکولر، لبرل دہشت گردی

شاہنواز فاروقی

پاکستان "جدیدیت زدگان" اکثر یہ بات کہتے ہیں کہ "جدیدیت" کا مطلب "مغربیت" یعنی Modernization کا مفہوم Westernization نہیں ہے، ان دونوں میں فرق ہے۔ لیکن یہ ایک صریح غلط بیانی ہے جو عوام و خواص کو دھوکا دینے کے لیے کی جاتی ہے۔ ورنہ اصل بات یہ ہے کہ جدیدیت مغربیت کے سوا کچھ نہیں، بلکہ پاکستان کے بڑے شہروں کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں ۸ مارچ کو ہونے والے نام نہاد عورت مارچ سے ثابت ہوگیا ہے کہ Modernization مغربیت سے آگے بڑھ کر Vulgarization بلکہ Dehumanization بھی بن سکتی ہے۔

ذرا آپ عورت مارچ میں موجود پلے کارڈز پر لکھی ہوئی عبارتیں تو ملاحظہ کیجیے:

- My body is not your battle ground
- خود کھانا گرم کرلو
- ہمارا جسم ہماری مرضی
- مجھے کیا معلوم تمہارا موزہ کہاں ہے؟
- اکیلی، آوارہ، آزاد
- اگر دوپٹہ اتنا ہی پسند ہے تو آنکھوں پر باندھ لو
- میں آوارہ، میں بد چلن
- لو بیٹھ گئی صحیح سے
- Emotional Labour کے پیسے دو
- میری شادی کی نہیں آزادی کی فکر کرو
- ناچ میری بلبل، تجھے کوئی کچھ نہیں کہے گا
- عورت بچہ پیدا کرنے کی مشین نہیں
- میں لولی پاپ نہیں، عورت ہوں
- نظر تیری گندی اور پردہ میں کروں؟

جیسا کہ ہم نے عرض کیا، ان نعروں میں بات Westernization سے آگے بڑھ کر Vulgarization بلکہ Dehumanization تک چلی گئی ہے۔

ایک عورت مارچ میں ایک صاحب سے تو یہ تک کہلوایا گیا کہ

> "جب تک نکاح کا ادارہ ختم نہیں ہوگا اُس وقت تک عورت کو ظلم سے نجات نہیں ملے گی"۔

نکاح اور شادی کے ادارے سے انکار صرف قرآن و سنت پر ہی کھلا حملہ نہیں ہے بلکہ ابھی تک ہم جنس پرستوں کے مغرب کو بھی شادی کے ادارے سے انکار کی جرأت نہیں ہوئی ہے۔ مگر جو بات مغرب بھی نہیں کہہ رہا پاکستان کے مغرب زدگان کہہ رہے ہیں!

یہ حقیقت راز نہیں کہ دنیا کے ہر معاشرے میں آزادی اور پابندی کا سوال اُس معاشرے کے عقائد اور اقدار کے تناظر میں کیا جاتا ہے۔ پاکستان صرف آئینی طور پر نہیں، عملاً بھی ایک مذہبی ریاست اور مذہبی معاشرہ ہے۔ چنانچہ پاکستانی معاشرے میں مرد اور عورت دونوں کی آزادی اور پابندی کا مطالبہ قرآن و سنت کی روشنی ہی میں کیا جاسکتا ہے، مگر عورت مارچ کا انعقاد کرنے والوں اور اس کے شرکا نے عملاً اعلان کردیا ہے کہ وہ نہ خدا کو مانتے ہیں، نہ خدا کی کتاب کو تسلیم کرتے ہیں، اور نہ ہی وہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں۔

چنانچہ ان کا اعلان اسلام کے خلاف کھلی بغاوت ہے، اور دنیا کی کوئی ریاست اور دنیا کا کوئی معاشرہ اپنے عقائد اور اقدار کے خلاف کھلی بغاوت کو قبول نہیں کرسکتا۔

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہمارے یہاں حکومت، فوج اور ریاست تو مقدس ہیں، اور ان کی اتھارٹی کو چیلنج کرنے والا باغی اور دہشت گرد کہلاتا ہے، لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی بنیادی تعلیمات کے خلاف بغاوت کررہے ہیں وہ نہ حکومت کو نظر آرہے ہیں، نہ فوج کو دکھائی دے رہے ہیں، نہ ریاست کو سُجھائی دے رہے ہیں۔

کہیں ایسا اس لیے تو نہیں ہورہا ہے کہ عورت مارچ اور اُس کے منتظمین کو حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کی خفیہ تائید و حمایت حاصل ہے؟

ہمیں یہ خیال اس لیے آرہا ہے کہ حال ہی میں توہینِ رسالت کی مجرم کو مغرب کے مطالبے، دباؤ اور دھمکی پر رہا کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں ریاست کے تمام ادارے ایک ہی صفحے پر نظر آرہے تھے۔

یہ امر بھی سامنے کی بات ہے کہ پی ٹی آئی کے ہندو رکن اسمبلی رمیش کمار نے حال ہی میں شراب کے خلاف قانون سازی کی کوشش کی، مگر ملک کی تینوں بڑی جماعتوں پی ٹی آئی، نواز لیگ اور پیپلز پارٹی کے اراکین قومی اسمبلی نے رمیش کمار کے بل کی ڈٹ کر مخالفت کی اور اسے اسمبلی میں پیش نہیں ہونے دیا۔

ان واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ ملک کا پورا حکمران طبقہ کہیں Modernization کا اشتہار بنا دکھائی دیتا ہے، کہیں Westernization کا کارٹون بنا نظر آتا ہے، اور کہیں وہ Vulgarization اور Dehumanization کی حدوں کو چھوتا نظر آتا ہے۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو عمران خان، نواز شریف، آصف زرداری اور اسٹیبلشمنٹ دل ہی دل میں عورت مارچ کے منتظمین اور شرکا کے شکر گزار ہوں گے۔ مگر عمران خان کا پاکستان تو "ریاست مدینہ" کا عکس ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۱۱ پر)

عورت مارچ... خاندانی نظام کے خلاف طبلِ جنگ

فاروق جمالی

کہاں تصورِ وجودِ کائنات ، کہاں وجہِ وجودِ کائنات پر اعتماد ، کہاں نظامِ ماسواء کا یقین اور کہاں 'ماڈرن ورلڈ' کے سائنس دانوں کا اعتقاد ... کہاں رب کی ربوبیت اور تصوف کی حقیقتیں اور کہاں عریانیت سے بھرپور 'پلے کارڈز' کی افتاد... اسلاف کے وجود کے انکاری... خود اپنے وجود کے پجاری... دلیل کے نام پر دعوے... ہر دعوے کے اوپر دلائل... پھر بھی رب کے بنائے ہوئے نظام سے انکار کے قائل... جو نظامِ کائنات اور اپنے 'جسم پر اپنی مرضی' کا دھوکہ کھاتے رہے، اور اپنے خاندانی نظام کو تباہ کرنے کے لیے ، ''عورت مارچ ، عورت مارچ'' کا نعرہ لگاتے رہے ... جو مالکِ کون و مکاں کے نشان اور زیورِ وجہِ کائنات کو 'کارپوریٹ کلچر' کی آڑ میں ڈھیر کرنے میں سر بکفن رہے۔

جو بیہودہ نعروں اور سلوگنز کے ذریعے ضابطہ حیات کو 'زیر' کرنے کی لگن میں مگن رہے ، انہیں یا ان کی ثقافت کو کسی کے جنبش ابرو یا نوکِ قلم نے نہیں انہیں کسی کے غزوے یا کسی کی جنگ نے نہیں، انہیں اپنے ہونے کی خوشی یا کسی کے نہ ہونے کے غم نے نہیں ... انہیں جنات یا خلائی مخلوق کے سائے نے نہیں، انہیں خدا کے ہونے یا نہ ہونے کی رائے نے نہیں ... انہیں تسخیر کائنات کے رازوں سے جڑی سائنس نے نہیں، بس... لبرل سوچ اور خوش فہمی میں 'حرمت و عصمت' کا پیکر یعنی اپنی عورتوں کو بیچ چوراہے میں 'ننگے نعروں سے سجے پلے کارڈ' ہاتھوں میں اٹھا کر لا کھڑا کرنے کی روایت نے آسمان سے پٹخ کر زمین کی گہرائیوں میں دے مارا ہے...

زمین کے اندر سے دفن ثقافت اور اسلاف کی روایت چیخ چیخ کر بین کر رہی ہے کہ ہے کوئی فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار جو لا الہ الا اللہ کے نام پر وجود میں آنے والی اسلامی جمہوریہ پاکستان، اور حالیہ حکمرانوں کی ممکنہ ''ریاست مدینہ ''میں این جی اوز، لبرل ازم اور انسانی حقوق کے نام پر بکتی بنتِ حوا کی رداؤں کو پامالی سے بچائے۔ ہے کوئی مائی کا لال جو کارپوریٹ ورلڈ میں مغربی تسلط کے عتاب میں ناچتی، ماڈرن آنٹیوں کے نرغے میں گھری عورت کو بکاؤ مال بننے سے بچائے ؟

حد تو یہ ہے کہ عورت کی حرمت کے داعی اور انسانی حقوق کی علم بردار این جی اوز تک کی آنکھیں اس وقت پتھرا جاتی ہیں جب عزت و تکریم کے لائق، پاکیزگی کا مجسم یعنی صنف نازک کے خدوخال اور اس کے استعمال کے ذریعے کارپوریٹ دنیا میں مصنوعات بیچنے کی آڑ میں عجیب ہیجان بپا کیا جاتا ہے۔ ان کے ہاتھوں میں برہنہ نعروں سے مزین پلے کارڈز تھما کر مخصوص مغربی ایجنڈا پروموٹ کیا جاتا ہے، پتھروں کے دور سے ۲۰۱۹ء تک کے سفر میں تو صدیاں بیتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں لیکن اپنے اسلاف کی اقدار سے روگردانی کے سفر میں ہم وہیں کے وہیں کھڑے ہیں۔

فرق یہ ہے کہ پتھروں کے دور میں عورت کو لونڈی بنا کر سر بازار نیلامی کے لیے لا کھڑا کیا جاتا تھا، آوازیں کسی جاتی تھیں، بولی لگائی جاتی تھی، دام بڑھائے جاتے تھے، بھیڑ بکری کی طرح کسی کی بہن یا بیٹی کو ہانک دیا جاتا تھا، عزت و تکریم نام کی کوئی شے نہیں تھی، بچیاں پیدا ہوتے ہی زندہ در گور کر دی جاتی تھیں، ان کے کوئی حقوق تک نہ تھے ، عورت کی تعلیم کا کوئی رواج نہیں تھا، بچیوں کو سر بازار نیلام کر دیا جاتا تھا...

پھر یکا یک کایا پلٹی! ظہور اسلام کے بعد ہمارے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین اسلام کی صورت میں زندگی گزارنے کا ایک مکمل ضابطہ حیات دیا، عورت کو جتنی عزت 'دین اسلام نے دی اس کی مثال کسی مذہب یا ثقافت میں نہیں ملتی! عورت کو بطور جزوِ کائنات خود ربِ ذوالجلال نے اتنی اہمیت دی کہ سورہ النساء کا نزول ہوا۔

یہی نہیں بلکہ قرآن پاک میں اللہ تعالی بنی نوع انسان کے وجود کی قسمیں کھاتے ہوئے خواتین کو عزت و تکریم کا منبع قرار دیتا ہے، قرآن پاک کی سورہ النور میں اللہ تعالی فرماتا ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (النور:۳۱)

''اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ ان کی آنکھوں میں حیا ہو اور اپنی شرم گاہوں کی پردہ پوشی کریں اور اپنا بناو سنگھار ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں''۔

اب معاملہ یوں ہے کہ ۸ مارچ، دنیا بھر میں یوم خواتین کے طور پر منایا گیا۔ پوری دنیا کی خواتین ہی نہیں بلکہ مردوں نے بھی رب کائنات کی حسین ترین تخلیق یعنی عورت کو ماں، بہن، بیٹی، بہو، بیوی اور دوست کے روپ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ پورا دن خواتین کے حق میں قومی، بین الاقوامی اور سوشل میڈیا پر تعریفی کلمات اور مبارک بادوں کا سلسلہ چلتا رہا۔

یکا یک مین اسٹریم میڈیا اور سوشل میڈیا پر عجیب ہیجان بپا ہوتا ہے۔ آن کی آن میں ہزار دو ہزار پڑھی لکھی ماڈرن خواتین کا ایک جتھہ ہاتھوں میں پلے کارڈز تھامے سڑکوں پر نکل آتا ہے۔ یہ وہی طبقہ ہے جس نے گزشتہ سال ''میرا جسم ، میری مرضی'' کے عنوان سے ایک ہیجان انگیز مہم چلائی تھی۔

ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑے ڈالے جاتے ہیں، خواتین کے لیے برابری کے حقوق کی باتیں کی جاتی ہیں، تقریریں اور خطابات کا سلسلہ چل نکلتا ہے۔ اور مزے کی بات یہ کہ بین الاقوامی میڈیا اس ایونٹ کو خصوصی طور پر براہ راست کوریج دیتا ہے۔ اس ساری مہم جوئی

میں سب سے اہم وہ پلے کارڈز یا بینرز ہیں جن کا تذکرہ کیے بغیر بات مکمل ہو ہی نہیں سکتی ،پڑھی لکھی خواتین کے ہاتھوں میں موجود پلے کارڈز پر لکھے نعروں کا متن کچھ یوں تھا

- نظر تیری گندی اور پردہ میں کروں
- عورت بچہ پیدا کرنے کی مشین نہیں ہے
- کھانا گرم کردوں گی بستر خود گرم کرلو
- میں لولی پاپ نہیں عورت ہوں
- میں آوارہ میں بدچلن
- divorce and Happy وغیرہ

اور کچھ نعرے تو ایسے ہیں جس کا یہاں پر تذکرہ تک نہیں کیا جاسکتا۔ یہ خواتین کا وہ جتھہ تھا جن میں سے اکثریت یا تو اپنے گھروں سے فارغ ہیں ، یا جنہیں زندگی کی دوڑ میں کسی کا محتاج نہ رہتے ہوئے پیشہ ورانہ طور پر آگے بڑھنا ہے یا پھر وہ جنہیں خدا کے بنائے ہوئے جنسی اور جوڑوں کے نظام سے ماورا زندگی اپنے طریقے سے گزارنی ہے۔

ملکِ پاکستان کی آبادی بائیس کروڑ ہے ۔ اس آبادی کا قریب قریب پچاس فیصد خواتین ہیں۔ اور ہماری آبادی کے پچاس فیصد طبقے یعنی خواتین کی اکثریت نے ماڈرن آنٹیوں اور این جی اوز کے ایجنڈے پر گامزن، عورت مارچ، کے شرکا کی اس حرکت پر شدید غم وغصے کا اظہار کیا ہے ۔ عورت مارچ کے نعروں اور پلے کارڈز سے نفرت کا اظہار کرنے والی یہ خواتین محض گھریلو خواتین نہیں بلکہ دفاتر میں بڑی پوزیشنز پر پیشہ ورانہ ذمہ داریاں نبھا رہی ہیں ۔ جبکہ گھریلو خواتین نے اس مارچ کے مضمرات اور نفرت انگیز نعروں کو یکسر مسترد کردیا ہے۔

خاندانی نظام کے خلاف جو نفرت ناچیز نے گزشتہ دو سال میں دیکھی ہے ، پہلے دیکھنے کو نہیں ملی۔ ہمیں اندازہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں خواتین کے ساتھ بہت اچھا نہیں ہوا، انہیں استحصال کا سامنا ہے ،ان کے حقوق پامال ہورہے ہیں ، مرد کا معاشرہ ہے ، عورت پس رہی ہے ۔ مانا کہ اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھانا بہت ضروری ہے ، اٹھانا بھی چاہیے ، معاشرے یونہی تو بہتری کی جانب جاتے ہیں۔ لیکن اللہ کے بنائے ہوئے نظام کی نفی کرنا، طلاق جیسی ناپسندیدہ چیز کو پروموٹ کرنا۔ قدرتی جوڑوں کے نظام کے خلاف جانا، ہم جنس پرستی کو پروان چڑھانا، مخالف جنس کے خلاف نفرت کا پرچار کرنا اور خاندان کے نظام کو تباہ کرنے کی سعی کرنا بالکل ناقابل قبول ہے۔

یہ این جی اوز کا ایجنڈا ہے جو معاشرے کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔ ہمارے حکمران وطن عزیز کو ''ریاست مدینہ'' بنانا چاہتے ہیں تو یہاں کچھ ریاست کی ذمہ داری بھی بنتی ہے کہ وہ دیکھیں کہ کون اکثریت کی مرضی کے برعکس کس کا ایجنڈا پروموٹ کررہا ہے۔ ہم اسلامی معاشرے کی پیداوار ہیں، ہمارے لیے امہات المومنین رضوان اللہ علیھن اجمعین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خواتین کی زندگیاں بطور نمونہ موجود ہیں۔ ہمیں کسی عورت مارچ سے متاثر ہونے کی ضرورت ہے نہ ہم اس طرح کے نعرے سے متاثر ہونے والے ہیں۔

مغرب کے اس ایجنڈے کی ترویج پر حکومت کو گہری نظر رکھنا ہوگی۔ امید ہے بالغ نظر خواتین ، ماڈرن آنٹیوں کے اس ایجنڈے پر اپنا بھرپور احتجاج ریکارڈ کرائیں گی۔ ہمارا معاشرتی نظام ہمارے دین کی عطا ہے اور اللہ کے فضل سے ہماری خواتین ہمارا فخر ہیں۔ اللہ ہمارے خاندانی نظام کو سازشی عناصر سے محفوظ رکھے۔ آمین

☆☆☆☆☆

بقیہ: ہم پر روئیں ہماری مائیں اگر ہم نے نمازیوں کا بدلہ نہ لیا

ان لوگوں کو ہدف بنانے سے باز رہو جن سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے، یہی ہمارے دینِ حنیف کی تعلیم ہے، اور یہی ہمارے اعلیٰ اخلاق کا تقاضا ہے۔

دنیا کو حضرت یوسف علیہ السلام اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ و اچھے اخلاق کی جھلک دکھاؤ۔ اپنے قول و عمل سے دنیا کو بتلاؤ کہ ہم ہی انسانیت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں، لیکن ہمیں ظلم سہہ کر چین کی نیند نہیں آتی۔ انہیں باور کراؤ کہ ہم خون برائے خون کے قائل نہیں ہیں، بلکہ خون برائے حفاظت کے قائل ہیں۔ انہیں خبر کردو کہ ہم اُنہی سے لڑتے ہیں جو ہم سے ہمارے دین کی وجہ سے جنگ کرتے ہیں، ہمیں اپنے ہی گھروں سے نکالتے ہیں اور ہمیں دربدر کرنے پر امریکہ کی مدد کرتے ہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ شہادت فی سبیل اللہ ہماری سب سے بڑی آرزو ہے، اور جب قومیں اپنا سرمایہ افتخار پیش کرتی ہیں تو شہادت ہمارا سرمایہ ہے۔ ہمیں اور پوری امت کو صلیبیوں کی غارت گری ڈرا نہیں سکتی، ہماری آنکھیں اس وقت تک ٹھنڈی نہیں ہوں گی جب تک ہم اپنا انتقام نہیں لیں گے، اپنے بے گناہ بھائیوں کے بہنے والے خون پر غیرت کرتے ہوئے۔ پس اے اسلام کے جوانو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیو! دوڑو! لپکو!!!

اے اللہ! مسجد نور کے ہمارے نمازی بھائیوں کے پاک خون سے ایسا نور روشن کیجیے جو مغربی ممالک کے رہنے والوں کا راستہ روشن کرے، اور وہ آپ کے اس دین میں داخل ہوں جسے آپ نے اپنے بندوں کے لیے پسند کرلیا ہے، اور اہلِ ایمان کے لیے بھی روشنی عنایت فرمادیجیے تاکہ وہ آپ کے بندوں اور دوستوں کا انتقام لے سکیں۔

الحمد للہ رب العالمین

رجب ۱۴۴۰ھ / مارچ ۲۰۱۹ء

☆☆☆☆☆

پاکستان میں حالات کی مختصر تصویر کشی

حسنین اوکاڑوی

نیب تفتیش سے تنگ سابق سی ڈی اے ممبر سٹیٹ بریگیڈیئر (ر) اسد منیر کی خودکشی:

اسلام آباد میں سابق ممبر سی ڈی اے بریگیڈیئر ریٹائرڈ اسد منیر نے مبینہ طور پر خودکشی کر لی۔ پولیس ذرائع کے مطابق بریگیڈیئر (ر) اسد منیر کی نعش ڈپلومیٹک انکلیو میں اس کے فلیٹ پر پنکھے سے لٹکی ہوئی ملی ہے، گزشتہ روز نیب کے ایگزیکٹو بورڈ کے اجلاس میں اسد منیر کے خلاف ریفرنس دائر کرنے کی منظوری دی گئی تھی، ان پر نیب نے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے ایف گیارہ میں پلاٹ بحال کرنے کا الزام لگایا تھا۔ خاندانی ذرائع کے مطابق اسد منیر نیب کے اپنے خلاف ریفرنس دائر کرنے کی میڈیا رپورٹ پر کافی پریشان تھا، خودکشی سے ایک روز قبل اس نے اپنی اہلیہ سے کہا تھا کہ یہ نیب میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتا؟ جس کے بعد وہ سونے چلا گیا تھا اور صبح اس کی نعش پنکھے سے لٹکی ہوئی ملی، بریگیڈیئر (ر) اسد منیر عسکری انٹیلی جنس ایجنسی پشاور کے ڈائریکٹر بھی رہا۔ اسد منیر نے نیب کی تفتیش سے مبینہ طور پر تنگ آ کر تذلیل سے بچنے کے لئے خودکشی کی جس سے قبل اس نے چیف جسٹس کو خط بھی لکھا۔ بریگیڈیئر (ر) اسد منیر کی خودکشی کے بعد سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والی اس کے مبینہ الوداعی نوٹ میں اس نے چیف جسٹس پشاور ہائی کورٹ سے نوٹس لینے کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس امید پر جان دے رہا ہوں کہ اس نظام میں مثبت تبدیلیاں لائی جائیں گی، یہ بھی کہا ہے نااہل لوگ احتساب کے نام پر لوگوں کی زندگیوں اور عزتوں سے کھلواڑ کر رہے ہیں۔

قطع نظر اس بات کہ بریگیڈیئر (ر) اسد نے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا تھا یا نہیں، یہ واقعہ اس فوج کے افسران کی قوت ارادی اور سخت حالات برداشت کرنے کی استطاعت کو خوب واضح کر رہا ہے۔ جو نیب کا خوف برداشت نہ کر سکتے ہوں خود ہی اندازہ کیجئے بھارت کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے جنگ میں ان کا کیا حال ہو گا۔ دوسرے یہ بھی عجیب بات ہے کہ صرف ایک پلاٹ کے لیے "خلائی مخلوق" نیب کو اس کے پیچھے لگا دیں گے جبکہ بہت سے ایسے کیسز حال ہی میں سامنے آ چکے ہیں جن میں کروڑوں اربوں روپے کی خرد برد میں ملوث فوجی افسران کے ساتھ مک مکا کے بعد صرف ریٹائرمنٹ پر اکتفا کیا گیا۔ لہٰذا کہیں ایسا تو نہیں کہ معاملہ کچھ اور تھا اور سبق سکھانے اور کچھ ٹیوننگ کے لیے نیب کو ذریعہ بنایا گیا۔

زیر التوا مقدمات کی قصوروار عدالتیں نہیں کوئی اور ہے: چیف جسٹس

سپریم کورٹ میں ضمانتِ منسوخی کی درخواست کی سماعت کے دوران چیف جسٹس آصف سعید کھوسہ نے زیر التوا مقدمات سے متعلق ریمارکس میں کہا کہ عدالتوں میں ججز کی پچیس فیصد آسامیاں خالی ہیں۔ اگر یہ آسامیاں پر کر لی جائیں تو تمام زیر التوا مقدمات ایک دو سال میں ختم ہو جائیں گے۔ پاکستان میں بائیس کروڑ آبادی کے لئے صرف تین ہزار ججز ہیں۔ عدالتوں میں میں زیر التوا مقدمات کی تعداد ۱۹ لاکھ ہو گئی ہے۔ گزشتہ ایک سال میں عدالتوں نے ۳۱ لاکھ مقدمات نمٹائے جن میں سے ۲۶ ہزار مقدمات صرف سپریم کورٹ نے نمٹائے۔ امریکہ کی سپریم کورٹ نے گزشتہ ایک سال میں صرف ۸۰ سے ۹۰ مقدمات نمٹائے۔ ججز کی کمی کے باوجود ہمارے ججز زیر التوا مقدمات نمٹانے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ چیف جسٹس نے کہا کہ ہم دن رات کام کر رہے ہیں پھر بھی عدالتوں کو زیر التوا مقدمات کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ زیر التوا مقدمات کی قصوروار عدالتیں نہیں کوئی اور ہے۔

اب ان سے یہ پوچھا جائے کہ اگر زیر التوا مقدمات کی قصوروار عدلیہ نہیں کوئی اور ہے تو اس طرف بھی اشارہ فرما دیتے کون ہے۔ لیکن ایسا کرنا شاید ان کے بس کی بات نہیں۔ انگریز کے دیئے گئے اس عدالتی نظام میں جو گل سڑ کر اپنی بدترین شکل اختیار کر چکا ہے، اس گلے سڑے نظام پر بھی "نامعلوم" افراد کی ایسی گرفت ہے جس کی کچھ تفصیل جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب نے بیان کی اور فارغ کر دیئے گئے۔ کیس مضبوط بنانا ہے یا ہلکا، بینچوں کی تشکیل، کیس چلایا جائے یا دس دس سال تاریخیں دے کر زیر التوا رکھا جائے، جو جج مرضی کے مطابق کیس نہ چلائیں، ان کی مرضی کے مطابق فیصلہ نہ دیں، ان کے خلاف کرپشن کے کیسز بنانا، دوسرے سکینڈلز میں الجھانا، کردار کشی کرنا اور جو جج صاحبان "وطن کی خدمت و حفاظت کے نام پر" مکمل فرمانبرداری اور تعاون پر آمادہ ہو جائیں ان کی جلد از جلد ترقیاں کروانا، ان کی کرپشن پر پردہ ڈالنا غرض یہ ایسے ہتھکنڈے ہیں جس کے باعث اس بوسیدہ نظام میں درستی کی گنجائش ہی نہیں بچتی۔

آن لائن ٹیکسی سروس کی اشتہاری مہم:

دورِ حاضر میں ایڈورٹائزنگ صنعت جس طرح بے لگام، ہر اخلاقی حد کو توڑتے ہوئے فحاشی کے فروغ کے نئے ریکارڈ بنا رہی ہے اسی طرح دوسری جانب ایسے ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں جن کے متعلق "مدینہ ثانی" ہونے کی دعوے دار ریاست میں پہلے کبھی نہ سنا گیا تھا۔ جی ہاں بچوں خواتین اور نو عمر لڑکوں کے ریپ و قتل کے بعد محرم رشتوں میں جنسی زیادتی کے واقعات بھی سامنے آنے لگے ہیں۔ یہاں یہ نقطہ غور کرنے کے قابل ہے کہ فحاشی و عریانی کے فروغ میں صرف ننگے پن کا سہارا نہیں لیا گیا ہے بلکہ شرم و حیا مٹانے کے لیے نت نئی خرافات و خیالات کو معاشرے میں قابل قبول بنانے کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ آن لائن ٹیکسی سروس کریم نے اپنے نئے اشتہار میں دلہنوں کو اپنی شادی سے بھاگنے کی ترغیب دے ڈالی ہے جس پر پاکستان کے عوام خاصے غصے میں ہیں اور کچھ نے تو کریم ٹیکسی سروس کے بائیکاٹ کی مہم بھی شروع کر دی ہے۔

کریم نے اپنی نئی اشتہاری مہم میں حالات حاضرہ اور سماجی امور کا تڑکہ لگایا ہے۔ ایک اشتہار میں بھارتی پائلٹ ابھی نندن کا بلواسطہ حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ پڑوسی ملک سے

”ابھی“ بھاگنا ہو تو کریم بائیک کرو۔ اس اشتہار میں ابھی نندن کی مونچھوں کی شکل بنائی گئی ہے۔ ایک اور اشتہار میں ماں کے تھپڑ سے بچ کر بھاگنے کے لیے کریم کی سروس لینے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ تیسرے اشتہار میں ”باجی“ کا سوٹ خراب کرنے والے ٹیلر کو بھی فرار کے لیے کریم کی پیشکش کی گئی ہے۔ لیکن جس اشتہار سے لوگ مشتعل ہوئے اس میں ایک لڑکی دلہن کے لباس میں ہے اور اوپر لکھا ہے، اپنی شادی سے بھاگنا ہو تو کریم بائیک کرو۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں لڑکی کے گھر سے بھاگ جانے کو والدین کے لیے انتہائی شرمندگی اور جیتے جی مر جانے کے مترادف سمجھا جاتا ہے کتنی آسانی کے ساتھ اس مکروہ فعل کو مزاح کی بات بنادیا گیا۔ اسی نوعیت کا ایک اشتہار خواتین کرکٹ ٹیم کے متعلق بھی بنایا گیا جس میں لڑکی اپنے والد کے کرکٹ کھیلنے سے منع کرنے کی وجہ سے گھر سے بھاگ کر کرکٹ کھیلتی ہے۔ اس اشتہار پر جب تنقید کی گئی تو مختلف چینلز پر دیسی لبرلز کو جیسے آگ لگ گئی ہو۔

یہاں چند باتیں ان کمپنیوں کے مالکان سے کہنا ضروری ہے جو سمجھتے ہیں کہ جس قسم کے فحاشی وعریانیت سے بھرپور اشتہار بنائے جارہے ہیں یہ ان کی مجبوری ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ اب بھی پاکستان کی بہت سی ایسی کمپنیاں ہیں جن کی مصنوعات کی پاکستان کے علاوہ دنیا بھر میں مانگ ہے اور یہ کمپنیاں اپنے اشتہارات میں موسیقی اور خواتین کے مناظر بالکل بھی نہیں دکھاتے۔

ایسی بھی کمپنیاں ہیں جو بین الاقوامی تجارت کرتے ہوئے بھی بینکوں کے سودی نظام پر انحصار نہیں کرتے۔ آن لائن ٹیکسی اور سپر سٹورز کی ملک بھر میں شاخیں اگر ان کے طریقہ کار کو دیکھا جائے تو ایک نقطہ نہایت اہم ہے وہ یہ کہ تجارت، اشیاء، سہولیات کے حق مالکیت ایک بڑی تعداد جو مڈل کلاس اور غریبوں پر مشتمل ہوتی ہے ان کے ہاتھ سے نکل کر یہ چند لوگوں کے ہاتھ منتقل ہو جاتی ہے یعنی جہاں ہزاروں سرمایہ کار ہوں ان کے ہاتھ سے بزنس لے کر ایک فرد کے ہاتھ میں بزنس دے دیا جائے اور یہ ہزاروں افراد بزنس کرنے کی بجائے ایک شخص کی نوکری کرنے لگیں۔ پھر ٹرانسپورٹ بزنس میں یہ بھی اہم ہے کہ ایک ایک شخص کی لوکیشن، کب کہاں جارہا ہے یہ مانیٹرنگ کے قابل ہو گی۔ ایک وقت ایسا نہ آجائے جب آپ اسی کے رحم و کرم پر ہو جاؤ۔ اور یہی دجالی نظام کی خاصیت ہے کہ وہ انسانوں کو رب کی غلامی سے نکال کر مکمل شیطان کی غلامی میں دینا چاہتا ہے۔

توہین رسالت پر فیصل واوڈا دائرہ اسلام سے خارج ہے: مفتی مکی

فیصل واوڈا دائرہ اسلام سے خارج اور توہین رسالت کا مرتکب ہوا ہے، پی ٹی آئی فوری طور پر اس سے برأت کا اعلان کرے ورنہ اہانت رسول کے گناہ میں برابر کی شریک سمجھی جائیگی۔ رئیس دارالافتاء حمادیہ جامعہ ندوۃ العلوم ختم نبوت مفتی محمد طاہر مکی نے اپنے فتویٰ میں کہا ہے کہ اللہ کے بعد سب سے افضل محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے اجماع کا منکر کافر ہے، فیصل واوڈا نے کھلی پیغمبر اسلام کی توہین کی اور گستاخ رسول بن چکا ہے، اور گستاخ رسول کے لیے ہمارے ملک میں قانون موجود ہے موت کا۔ اب حکومت اور اعلیٰ عدلیہ پر فرض ہے کہ وہ اس کے خلاف قانونی کارروائی کریں، توہین رسالت قانون کے مخالفین در اصل ہر روز اسی قسم کی باتیں کرکے خود کو محفوظ بنانا چاہتے ہیں لیکن مسلمان زندہ ہیں۔ فتویٰ میں کہا گیا ہے کہ فیصل واوڈا کا ایمان اور نکاح دونوں ختم ہو چکے ہیں، شریعت محمدیہ کے مطابق اسے دوبارہ کلمہ پڑھنا ہوا اور اسی ٹی وی چینل پر جس پر بیٹھ کر توہین رسالت کی ہے اپنے الفاظ واپس لے کر سرعام نکاح اور ایمان کی تجدید کرنی ہو گی۔ مفتی محمد طاہر مکی نے تفصیلی فتویٰ میں کہا ہے کہ شاہ محمود قریشی سیاست دان اور پیر بنیں، مفتی نہ بنیں۔ اللہ کے رسول اسلام میں داخل ہی کرنے آئے تھے اسلام سے نکالنے نہیں، لیکن جو اسلام سے نکل جائے اس کی نشاندہی بھی واجب ہے، شاہ محمود قریشی' عمران خان کی مدینہ میں برہنہ پا گھومنے کی مثالیں دے کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ اسلام دل میں نہ ہو تو مدینہ میں پاؤں ننگے گھومنا تو درکنار وہاں کی نالیوں کا پانی پینے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ عمران خان کی اب تک واوڈا کے بیان پر خاموشی اس بات کی دلیل ہے کہ عمران خان اُس کی بات سے خوش ہے اور وہ خود کو ایسا سمجھتا ہے جیسا واوڈا نے کہا ہے۔ مفتی طاہر مکی نے اپنے تفصیلی فتویٰ میں اُن علماء پر بھی شدید تنقید کی ہے جو بلا وجہ تو عمران خان اور پی ٹی آئی کے خلاف میدان میں ہوتے ہیں لیکن اتنے بڑے مسئلے پر اب تک ان کی خاموشی ہے۔

نیوزی لینڈ شہدا اور پی ایس ایل تقریب:

گزشتہ دنوں نیوزی لینڈ کے شہر کرائسٹ چرچ کی دو مساجد میں نمازیوں کے شہید کیے جانے پر پہلی دفعہ اس پیمانے پر پوری دنیا میں دکھ کا اظہار کیا گیا جو شاید پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ حتیٰ کہ بعض یورپی اور افریقی ممالک نے بھی قومی سطح پر یوم سیاہ منایا۔

یہاں پاکستان کی صورت حال دیکھیے کہ ایسے نازک موقع پر بھی انہیں میوزیکل کنسرٹ کرواتے ہوئے شرم نہ آئی۔ کرکٹ بورڈ' پی ایس ایل کی اختتامی تقریب میں ناچ گانے کی محفل کسی صورت منسوخ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوا۔ اور سادگی اختیار کرنے کے بجائے میوزیکل کنسرٹ کو کامیاب بنانے کے لیے پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا۔ ڈانس فلور اور لائٹس پر کروڑوں پھونک دیئے۔ اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کے مطابق شہدا سے اظہار تعزیت کے لیے صرف ایک منٹ کی خاموشی رکھی گئی اور اس کے فوراً بعد ہی سیٹیاں بجنے لگیں، جس کے بعد گانوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور تماش بین جھومتے رہے۔ ثقافت کے نام پر خواتین رقاصائیں بھی بلا رکھی تھیں، جن کی تربیت فلڈ لائٹس میں اتوار کی صبح تک کی جاتی رہی۔ نیوزی لینڈ میں رونما ہونے والے افسوسناک واقعہ پر جب ایک

اخباری رپورٹر نے اسٹیڈیم کی میڈیا گیلری میں ایک پی سی بی اہل کار سے دریافت کیا کہ نیوزی لینڈ کے شہر کرائسٹ چرچ میں نمازیوں کی شہادت پر پی ایس ایل فائنل کی اختتامی تقریب میں سادگی اپنائی جائے گی یا نہیں؟ تو انہوں نے انگریزی میں بڑے پیشہ وارانداز میں جواب دیا، جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ ہمیں کسی بھی طرح پیسہ کمانا ہے۔ اس نے کہا کہ

dear this is sports event، we can't stop because we have to face comercial issues if we stop closing ceremony.

''میرے بھائی پی ایس ایل ایک اسپورٹس ایونٹ ہے۔ اختتامی تقریب نہیں روک سکتے، ورنہ ہمیں مالی مسائل کا سامنا ہو گا''۔

حالانکہ نیشنل اسٹیڈیم میں موجود بعض افسران اور صحافیوں کی جانب سے پی ایس ایل اختتامی تقریب منسوخ کرنے کے لیے وٹس ایپ گروپس میں مہم بھی چلائی گئی۔ جس میں تقریب منسوخی کے لیے بورڈ اور حکومت سے اپیل کی گئی۔ مذکورہ پیغام میں پی سی بی حکام سے مطالبہ کیا گیا کہ پی ایس ایل فائنل میں گرینڈ فنکشن کو منسوخ کیا جائے۔ تاکہ کرائسٹ چرچ میں شہید نمازیوں سے اظہار یکجہتی کا پیغام دنیا بھر میں جائے۔ پاکستان کو مدینہ کی ریاست بنانے کے دعوے داروں کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ ایک طرف مسلمانوں کے ناحق خون بہے اور دوسری جانب اسلام کے نام پر بنی ریاست میں ایسے سوگ کے موقع پر ناچ اور گانے کی محفل سجائی جائے۔ اسی طرح چیئرمین پی سی بی احسان مانی کو بھی کنسرٹ منسوخ کرنے کی تجویز دی گئی۔ تاہم اس نے بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ پاکستان کرکٹ بورڈ نے پی ایس ایل کنسرٹ کے لیے بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کی۔ صرف قیمتی اسٹیج اور نیو لائٹس سے ڈانس فلور کی تیاری پر بورڈ کو ایک انٹرنیشنل کمپنی کو ۱۵ لاکھ ڈالر کی رقم ادا کی ہے۔ اسی طرح نیشنل اسٹیڈیم میں فائر ورک کا شاندار اور سحر انگیز انتظام کیا گیا۔ پی ایس ایل کی اختتامی تقریب میں مختلف مقامی گلوکاروں اور فنکاروں کو ایونٹ میں پرفارم کرنے کیلئے پانچ سے ۲۲ لاکھ روپے دیئے گئے۔

تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کے نام پر خرافات:

ملتان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج کے سالانہ کھیلوں کے میلے کی تصاویر اور ویڈیوز ان کے اپنے ہی سوشل میڈیا پیج پر نظر سے گزریں۔ انتظامیہ کی سرپرستی میں ہونے والہ یہ میلہ کھیل اور تفریح کم جب کہ رقص و سرود اور ''پیار و محبت'' کو پروان چڑھانے کے مختلف طریقوں سے بھرپور پروگرام زیادہ لگ رہا ہے۔ تعلیمی ادارہ درسگاہ کم، رقص گاہ زیادہ نظر آرہا تھا۔ مخلوط نظام تعلیم کے بعد اب مخلوط رقص بھی مجبوری قرار پایا ہے۔ تعلیم کا بیوپار کرنے والے کالج کے مالکان مستقبل کے ڈاکٹرز کی کتنی محنت سے تربیت کر رہے ھیں ایسے فنکشنز میں خوب عیاں ہے۔ یہ صرف ملتان کے اس میڈیکل کالج کی کہانی نہیں، پرائمری سکول سے لے کر یونیورسٹیوں تک کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی پروگرام بنت حوا کے تھرکتے جسموں کو سٹیج کی زینت بنائے بغیر مکمل نہیں ہوتا اور غیرت مند استاد اپنی سٹوڈنٹس اور بھائی اپنی بہنوں کو سٹیج کی زینت بنا کر تالیاں پیٹ رہے ہوتے ہیں۔ مسلمان گھرانوں میں پیدا ہونے والے ان بچوں میں یہ زہر اس قدر پیار سے گھول دیا گیا ہے کہ اب اس کو قابل اعتراض فعل تصور ہی نہیں کیا جاتا۔ اور پروفیشنل لائف میں داخل ہو کر یہی نسل میرا جسم میری مرضی کا نعرہ لگا دیتی ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو مدینہ جیسی ریاست بنانے کے دعوے دار بھی اس کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے کیوں کہ انہوں نے ریاست کی بنیاد ہی دھرنا دے کر اسی طریقے سے ڈالی تھی۔ لیکن ہر چھوٹے موٹے ایشو پر واویلا کرتی دوسری سیاسی اور مذہبی جماعتیں بھی ووٹ ٹوٹنے کے خوف اور دقیانوسی اور انتہاپسندی کے لیبل کے خوف سے چپ سادھ جاتی ہیں کہ یہی مصلحت کا تقاضا ہے۔

ادھر لاہور ایف سی کالج کے طلبہ کی ہلڑبازی کے باعث کینال روڈ' اچھرہ پل روڈ کو بند کر دیا گیا۔ شہریوں کو کئی گھنٹے تک ٹریفک جام کے مسئلے کا سامنا کرنا پڑا۔ طلبہ 'ہولی کے نام پر ایک دوسرے پر رنگ پھینکتے رہے۔ گزرنے والی ٹریفک کو روک کر گاڑیوں کی چھتوں پر چڑھتے رہے حتیٰ کہ عام شہریوں پر بھی رنگ پھینک کر انہیں تنگ کرتے رہے۔

عالمی بینک کی جھوٹی رپورٹیں، حقیقت کیا ہے:

عالمی بینک کے جنوبی ایشیا کے بارے میں نائب صدر **Hartwing Schafer** نے جاری کردہ ایک رپورٹ میں کہا کہ پاکستان کو اپنے عوام کو امیر، بہتر تعلیم یافتہ اور صحت مند بنانے کیلئے فوری طور پر مزید اور بہتر سرمایہ کاری کرنے کی ضرورت ہے۔ رپورٹ میں اہم تجاویز پیش کی گئی ہیں جن میں کہا گیا کہ پاکستان کو انسانی وسائل میں اضافے اور بہتری لانے، پیداواری صلاحیت بڑھانے، سماجی اور ماحولیاتی پائیداری کے فروغ، اچھا نظم و نسق یقینی بنانے اور ہمسایہ ملکوں اور دنیا کے دیگر ممالک کے ساتھ روابط کیلئے اپنے محل وقوع سے فائدہ اٹھانے سمیت شرح نمو میں اضافہ کرنا اور اسے برقرار رکھنا شامل ہے۔ اسکے علاوہ پاکستان کو بچوں کی خوراک اور صحت پر توجہ مرکوز کرکے اور مجموعی طور پر تعلیم اور ہنر کے فروغ پر رقم خرچ کر کے بچوں کی ترقی پر کام کرنا چاہیئے۔ دیکھا جائے تو بہ ظاہر ان رپورٹس میں کچھ باتیں بھلی بھی معلوم ہوں گی لیکن جب عملی میدان کو دیکھا جائے کہ وہاں ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف پاکستانی حکومت کو کن اقدامات پر مجبور کرتا ہے تو حقیقت واضح ہو جائے گی کہ امریکہ کے زیر سایہ چلنے والے یہ ادارے عوام کی فلاح و بہبود کی بات کرتے ہیں یا عالمی سامراج کے مفادات کے تحفظ کی۔ مثال کے طور پر پاکستانی حکومت جب مزید قرض لینے پر مجبور ہوتی ہے تو شرائط رکھی جاتی ہیں کہ بجلی گیس پر مزید ٹیکس لگاؤ۔ پھر جو قرض دیئے بھی جاتے ہیں ان میں بھی شرائط ہیں کہ وہ کن جگہوں پر استعمال

ہوسکتے ہیں۔ یہ ایسے پروجیکٹ ہوتے ہیں جہاں کرپشن آسان ہو یعنی حاصل بھی کچھ نہ ہو اور پاکستان قرضوں کی دلدل میں مزید دھنس جائے۔ اسی طرح لگژری گاڑیاں جو امریکہ و یورپ میں بنتی ہیں ان پر ڈیوٹی کم کرنے پر زور ڈالا جاتا ہے اب ان لگژری گاڑیوں پر ڈیوٹی ختم کرواکر، اور بجلی گیس، پٹرول، ڈیزل، کھانے پینے کی اشیاء اور ادویات سمیت ہر شے پر ٹیکسز کی بھرمار کرواکے یہ ادارے کس کی فلاح و بہبود کا خیال رکھتے ہیں یہ سمجھنا مشکل نہیں۔

پاک چین آزاد تجارتی معاہدہ:

وزیراعظم عمران خان کے دورہ چین کے موقع پر پاکستان اور چین فری ٹریڈ معاہدے (ایف ٹی اے II) آزاد تجارتی معاہدے پر دستخط کریں گے۔ اس دورے میں وہ دوسرے ون بیلٹ ون روڈ کے دوسرے فورم فار انٹرنیشنل کارپوریشنز میں شرکت کریں گے۔ مشیر تجارت عبدالرزاق داؤد نے دعوی کیا کہ تجارتی معاہدے کے بعد چین کے لیے پاکستان کی برآمدات کا حجم ۲.۱/ارب ڈالر سے بڑھ کر ۴.۲/ارب ڈالر ہو جائے گا۔

موصوف کا یہ دعویٰ سچ ثابت ہوگا یا نہیں یہ الگ رہا لیکن چین جو پاکستان کی معیشت پہلے ہی تباہ کر چکا ہے پاکستانی مارکیٹ میں چینی مصنوعات کی آزادانہ رسائی پاکستان کی درآمدات کو کہاں تک پہنچائیں گی اس کا اثر زرمبادلہ کے ذخائر پر کتنا پڑے گا، اور نتیجتاً کتنی مہنگائی ہوگی اس کے متعلق مشیر تجارت نے لب کشائی نہیں کی۔ آج پاکستان کی حکومت سی پیک کے ذریعے چین کو پوری دنیا سے جوڑ رہی ہے، اصولاً ان پراجیکٹس پر چین کی سرمایہ کاری ہونی چاہئے تھی لیکن یہ اب بالکل واضح ہے کہ پاکستان بھاری شرح سود پر چین سے قرضے لے کر یہ پراجیکٹس مکمل کر رہا ہے۔ جس کے معیشت پر اثرات نہایت بھیانک شکل اختیار کر رہے ہیں۔

پاکستان کا ایٹمی پروگرام امریکہ کے لیے بڑا خطرہ ہے: امریکی سیکریٹری آف اسٹیٹ مائیک پومپیو

امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو نے اتوار کو ایک انٹرویو میں امریکی سلامتی کو درپیش پانچ بڑے مسائل بتاتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے غلط ہاتھوں میں لگ جانے کا خدشہ ان میں سے ایک ہے۔ اس نے پاکستان پر دہشت گردوں کو محفوظ پناہ گاہیں دینے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ ہم نے پاکستان کے خلاف جو ایکشن لئے ہیں وہ ہم سے پہلے کسی حکومت نے نہیں لئے۔ اس نے کہا کہ دہشت گردی کے مسئلے کو وہ بہت سنجیدہ لیتے ہیں کیونکہ انہوں نے خود اپنے دوستوں کو اس لڑائی میں کھویا ہے۔

”ہم نے ۱۱ ستمبر کے حملوں سے بہت کچھ سیکھا ہے اور ہم نے پاکستان پر اس سلسلے میں مزید اقدامات کرنے کے لیے زور ڈالا ہے“۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان ہونے والی حالیہ کشیدگی کا ذکر کرتے ہوئے اس نے کہا کہ یہ کشیدگی پاکستان کے علاقے سے جانے والے دہشت گردوں کی وجہ سے شروع ہوئی۔ اس نے اس بات پر زور دیا کہ ”پاکستان کو ان دہشت گردوں کو روکنے کے لئے اپنے اقدامات بڑھانے ہوں گے اور ان دہشت گردوں کو محفوظ پناگاہیں دینا بند کرنا ہوگا“۔ صدر ٹرمپ کے بارے میں بات کرتے ہوئے اس نے کہا کہ صدر ٹرمپ اس بات کو واضح کر چکے ہیں کہ وہ اس طویل جنگ کو ختم کرنا چاہتے ہیں مگر وہ چاہتے ہیں کہ اس کا کوئی ایسا حل نکلے جس سے امریکہ کے خلاف ہونے والی دہشت گردی کا خدشہ نہ رہے“۔ اس نے کہا کہ وہ جانتا ہے کہ امن مذاکرات کی ٹیبل پر کون بیٹھا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم امریکہ کو مزید محفوظ بنائیں۔

پاک بھارت جنگ کا خطرہ امریکہ کی مداخلت سے ٹلا:

سترہ مارچ کو خبر رساں ادارے روئٹرز کی اسلام آباد اور نئی دہلی سے ملنے والی رپورٹوں کے مطابق گزشتہ ماہ پاکستان اور بھارت کے مابین سیاسی اور عسکری تناؤ اتنا زیادہ ہو گیا تھا کہ یہ دونوں ممالک ایک نئی جنگ کے دہانے پر پہنچ گئے تھے۔ اس دوران انہوں نے ایک دوسرے کو میزائل حملوں کی دھمکیاں بھی دے دی تھیں۔ لیکن اس خطرے کے بروقت ٹل جانے میں دیگر ممالک کے نمائندوں کے علاوہ اعلیٰ امریکی حکام نے بھی کلیدی کردار ادا کیا تھا، جن میں صدر ٹرمپ کے قومی سلامتی کے مشیر جان بولٹن بھی شامل تھے۔

رائٹرز نے اس کشیدہ صورت حال سے باخبر کم از کم پانچ انتہائی قابل اعتماد ذرائع کے حوالے سے لکھا ہے کہ نئی دہلی نے اہداف کی تخصیص کیے بغیر کہہ دیا تھا کہ وہ پاکستان پر کم از کم چھ میزائل فائر کرے گا۔ اس کے جواب میں پاکستان کی طرف سے یہ کہا گیا تھا کہ وہ بھارت کو ایسے ممکنہ حملوں کا جواب اپنے میزائلوں کے 'تین گنا' حملوں کے ساتھ دے گا۔ روئٹرز نے لکھا ہے کہ ان دونوں جنوبی ایشیائی ممالک کے مابین اس تناؤ کا ایک خاص پہلو یہ بھی تھا کہ اس دوران جن میزائلوں کے دوطرفہ استعمال کی دھمکیاں دی گئی تھیں، وہ روایتی ہتھیاروں سے زیادہ کچھ بھی نہیں تھے۔ پھر بھی اس صورت حال پر واشنگٹن، بیجنگ اور لندن تک میں بہت تشویش پائی جانے لگی تھی۔

پاکستانی فضائیہ نے فروری کے اواخر میں جو بھارتی جنگی طیارہ مار گرایا تھا، وہ دونوں ممالک کے مابین ۱۹۷۱ء کی جنگ کے بعد سے ایسا پہلا واقعہ تھا کہ ان میں سے کسی ایک ملک نے دوسرے کا کوئی جنگی جہاز مار گرایا تھا۔

اس جنگی طیارے کا بھارتی پائلٹ ابھینندن کمار اس لیے پکڑا گیا تھا کہ وہ اپنے ہوائی جہاز کی تباہی سے پہلے ہی اس سے بروقت نکل تو گیا تھا اور اپنے پیراشوٹ کے ذریعے وہ جہاں پر اترا تھا، وہ پاکستان کے زیر انتظام کشمیر کا علاقہ تھا۔ روئٹرز کے مطابق جس روز پاکستانی حکام نے بھارتی پائلٹ ابھینندن کو گرفتار کیا تھا اور اس کی آنکھوں پر بندھی پٹی اور ہتھکڑیوں والی تصویر بھارتی سوشل میڈیا پر وائرل ہو گئی تھی، اسی شام بھارت کے قومی سلامتی کے

مشیر اجیت دووال نے ایک 'محفوظ' ٹیلی فون لائن پر پاکستانی فوج کے خفیہ ادارے آئی ایس آئی کے سربراہ عاصم منیر سے بات بھی کی تھی۔ اس گفتگو کی تفصیلات سے آگاہ مغربی سفارتی اور بھارتی حکومتی ذرائع نے بتایا کہ اجیت دووال نے عاصم منیر کو بتادیا تھا کہ بھارت اپنی انسداد دہشت گردی کی کارروائیوں کے تحت پاکستان میں ان دہشت گردوں کے ٹھکانوں پر حملوں سے باز نہیں آئے گا، جو بھارت کے زیر انتظام کشمیر میں مسلح کارروائیاں کرتے ہیں۔ اس دوران دووال نے آئی ایس آئی کے سربراہ کو یہ بھی کہا تھا کہ بھارت کی یہ جنگ صرف ان عسکریت پسند گروہوں کے خلاف ہے، جو پاکستانی سرزمین سے بھارت پر حملوں کی وجہ بنتے ہیں۔ چند مغربی سفارتی ذرائع کے علاوہ اپنا نام ظاہر نہ کرنے کے خواہش مند ایک پاکستانی وزیر نے بھی اس امر کی تصدیق کی کہ اجیت دووال اور آئی ایس آئی کے سربراہ کے مابین گفتگو میں نئی دہلی کی طرف سے دھمکی دی گئی تھی کہ بھارت کم از کم بھی پاکستان میں چھ اہداف کو نشانہ بنا سکتا ہے۔

کالعدم تنظیموں کے زیر انتظام مساجد و مدارس کا کنٹرول وفاقی حکومت نے سنبھال لیا:

تفصیلات کے مطابق اسلام آباد کے مختلف علاقوں میں واقع مساجد ، مسجد قبا، مدنی مسجد، علی اصغر مسجد، مدرسہ خالد بن ولید اور مدرسہ ضیا القرآن کو تحویل میں لیتے ہوئے ان کا کنٹرول سنبھال کر محکمہ اوقاف نے مساجد کے نئے امام اور خطیب بھی مقرر کردیئے۔ اڈیالہ روڈ اور چاکرہ میں قائم دو فلاحی ڈسپنسریاں بھی سیل کر دی گئیں۔ راولپنڈی انتظامیہ کی طرف سے ابو بکر ہسپتال کو سیل کیا گیا جبکہ چاکرہ میں قائم مدرسہ کو سرکاری تحویل میں لیا گیا ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے متعدد افراد کو بھی حراست میں لیا ہے۔ سوشل میڈیا پر اپنے بیان میں شہریار آفریدی نے کہا کالعدم تنظیموں کے خلاف آپریشن مقاصد کے حصول تک جاری رہے گا۔ (شاید مقاصد سے مراد بھارتی خوشنودی ہو گی۔ اٹھارہ سال میں امریکہ کو تو خوش نہ کر سکے اب دیکھتے ہیں بھارت کو کب راضی کر لینے میں کامیاب ہوتے ہیں)۔ دوسری جانب سندھ حکومت نے بھی جماعۃ الدعوۃ اور فلاح انسانیت فائونڈیشن کے تحت چلنے والے مدارس اور فلاحی اداروں کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔

بھارت نے پاکستانی اقدامات ناکافی قرار دے دیئے:

ایک پریس بریفنگ میں بھارتی دفتر خارجہ کے ترجمان نے کالعدم تنظیموں کے خلاف پاکستانی اقدامات ناکافی قرار دیتے ہوئے ڈومور کا مطالبہ کر دیا۔ رویش کمار کا کہنا تھا کہ پاکستان ''دہشت گردوں اور دہشت گردی کے انفراسٹرکچر'' کے خلاف ٹھوس اقدامات کرے۔

ادھر نوئیڈا میں انتخابی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے بھارتی وزیر اعظم نے پاکستان کے خلاف پھر آگ بھڑکانا شروع کر دی اور ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے ''دہشت گردی'' سے نمٹنے کے لیے ان کے گھر میں گھس کر حملے کی نئی پالیسی اپنائی ہے۔ مودی نے اپوزیشن کو بھی شدید تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ ممبئی حملے کے بعد فوج جواب دینے کے لیے تیار تھی، لیکن کانگریس نے بزدلی دکھائی، اب بھی یہ لوگ چاہتے ہیں کہ چوکیدار سوتا رہے، لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔ بھارتی وزیر اعظم کی یہ نئی ہرزہ سرائی ایسے وقت پر سامنے آئی ہے، جب بین الاقوامی ذرائع ابلاغ میں خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ بھارت میں انتخابات سے پہلے مودی پاکستان کے حوالے سے پھر کوئی شرارت کر سکتا ہیں۔ برطانوی میڈیا کی ایک رپورٹ کے مطابق بڑھکوں نے بھارتی وزیر اعظم کی گرتی ہوئی ساکھ کو کافی سہارا دیا ہے اور اس کی مقبولیت بڑھ گئی ہے۔

کیا بھارت کا جنگی جنون کم ہو سکے گا:

پاکستان کی جانب سے بھارتی پائلٹ کو رہا کرنے کے بعد اگلے روز ہی ایک تقریب میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے مودی نے کہا کہ آپ لوگ لیبارٹری میں کوئی تجربہ کرتے ہیں جسے پائلٹ پروجیکٹ کہا جاتا ہے کامیاب ہونے پر اسے بڑے پیمانے پر یعنی اس کی صنعتی پیداوار کی طرف بڑھتے ہیں۔ تو پائلٹ پروجیکٹ تو ہو گیا اب اصل کام کی طرف آتے ہیں۔ ابھی تک جو ہوا وہ تو بس پریکٹس تھی۔

بھارت کی جنگی تیاریاں صرف بیانات کی حد تک نہیں ہیں بلکہ بہت کم وقت میں، دفاعی سودوں اور بارڈر کی طرف فوجی ساز و سامان کی منتقلی بھی تیزی سے جاری ہے۔ امریکہ نے بھارت کو ۲۴ جدید آبدوز شکن ہیلی کاپٹروں کی فروخت کی منظوری دے دی ہے۔ بھارت نے گزشتہ سال ان ہیلی کاپٹروں کی خریدنے کی درخواست کی تھی جس کو امریکہ نے منظور کر لیا ہے۔ امریکی میڈیا کے مطابق ایم ایچ ۶۰ آر ہیلی کاپٹروں کی مالیت تین کھرب ۶۵ کروڑ روپے ہے۔ امریکی کمپنی لاک ہیڈ مارٹن کا تیار کردہ یہ ہیلی کاپٹر آبدوزوں کو نشانہ بنانے کے علاوہ بحری جہازوں کو ناک آؤٹ کرنے، سرچ اور ریسکیو آپریشنز میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے جبکہ بھارت انھیں برطانوی ساختہ سی کنگ ہیلی کاپٹروں کی جگہ استعمال کرے گا۔ امریکی محکمہ خارجہ کا کہنا ہے کہ مجوزہ فروخت امریکی قومی سلامتی اور خارجہ پالیسی میں مدد دے گی، اس سے امریکہ انڈیا اسٹریٹجک تعلقات کو مضبوط کرنے میں مدد ملے گی۔

حال ہی میں مہاراشٹرا میں سترہ افریقی ممالک جن میں گھانا، کینیا، موریشیس، موزنبیق، نائیجیر، نیمبیا، نائیجیریا، سینیگال، جنوبی افریقہ، سوڈان، تنزانیہ، یوگنڈا، زمبابوے، بینن، بوسٹوانا سمیت مصر کی فوج بھی شامل ہے' کے ساتھ دس روزہ جنگی مشقوں کا اہتمام کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

سوشل میڈیا کی دنیا سے...

نور شہیدی نے لکھا:

اے غزہ تو تیار رہنا ہم تجھ پر آنسو بہائیں گے ...اور سوشل میڈیا پر ٹرینڈ بھی چلائیں گے کیونکہ تجھ پر کفار نے حملہ کیا ہے ...لیکن نہ اپنا طرز زندگی بدلیں گے ...نہ اپنے عیش وآرام میں خلل آنے دیں گے اور نہ اپنے قریب ترین مظلومین اور مجاھدین کی عملی طور پر معاونت اور نہ ہی نصرت کریں گے

ہماری دعا رہے گی کہ اللہ تمہاری مدد کے لیے محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی کو بھیجے لیکن اگر غلطی سے اپنے بچوں میں سے خاندان یا قوم میں سے کوئی صلاح الدین ایوبی کے راستے پر چلنے کی کوشش کرنے لگے تو اس کا ناطقہ بھی بند کریں گے ،اس کا معاشی بائیکاٹ بھی کریں گے ...اور اس کی کردار کشی بھی کریں گے !

لیکن ہاں غزہ تجھ پر آنسو ضرور بہائیں گے

شکر ہے کہ تو ہم سے دور ہے !

طیب حسن نے لکھا:

یہ کہیں شادی کی تقریب نہیں بلکہ غاصب اسرائیلی یہودیوں کی غزہ پر صہیونی دہشت گردی کی تصویریں ہیں۔

جن لبرلز کو ہندوؤں کے مسلمان ہونے پر ہیضہ کا عارضہ لاحق ہوتا ہے اور جو انسانیت کو مذہب کہتے ہیں، یہ دونوں مخلوق ایسے مواقع پر ایسے غائب ہوتے ہیں جیسے زانی کو زنا کرتے دیکھا جائے اور وہ رجم وسنگسار ہونے کے خوف سے بھاگ کھڑا ہو۔

لبرلز والی بات کہنے کی کُجا ضرورت نہیں تھی لیکن منافقت عیاں کرنے کے لیے کبھی کبھار ان کی سراویل اترائی ہونی چاہیے تاکہ باشعور انسانوں کا طبقہ انہیں مساوات وانصاف کے علمبردار نہیں بلکہ منافقت کی چوٹی پر بیٹھے دنیا کے حرامیانہ افکار والے انسان سمجھیں۔

بیانیہ ہے کہ جہاد ریاست کی ذمہ داری ہے اور ہماری ریاستی فوج اسلامی فوجی اتحاد میں شامل ہے بلکہ اتحاد کے سپہ سالار بھی اپنے ہی ہیں، ان سے گزارش ہے کہ آئی اسپیشلسٹ سے آنکھوں کا معائنہ کروائیں اور ڈالر وریال کا جو پردہ آنکھوں کے آگے چھایا ہوا ہے اسے پھاڑ کر نیٹو کے نوش قدم پر چل کر اسرائیلیوں کا خاتمہ کریں۔

لیکن اسلامی فوجی اتحاد سے یہودیوں کو جہنم واصل کرنے کی تمنا رکھنا اس بوڑھے شاعر کی تمنا کی طرح ہے جس نے فرمایا تھا کہ:

الا ليت الشباب يعود يوما

فاخبره بما فعل المشيب

’’کاش کہ جوانی کے دن دوبارہ لوٹ کر آئیں تاکہ میں انہیں خبر دوں کہ بڑھاپے نے میرے ساتھ کیا کیا، نہ تو یہ تمنا کبھی پوری ہو سکتی ہے، نہ ہی اسلامی فوجی اتحاد کو کبھی غیرت آسکتی ہے اگر کوئی معجزہ ہو تو الگ بات ہے‘‘۔

محمد عمران نے لکھا:

اسرائیل کا تیل کہاں سے آتا ہے؟

اسرائیل جن جہازوں سے غزہ پر آگ برسا رہا ہے ان جہازوں میں ڈالا جانے والا تیل اسلامی ملک آذربائیجان سے آتا ہے اور یہ جس پائپ لائن سے آتا ہے اسے Baku–Tbilisi–Ceyhan pipeline کہتے ہیں یا BTC کے مخفف سے یاد کیا جاتا ہے۔اور اس پائپ لائن میں ترکی سمیت کئی ملکوں کی انویسٹمنٹ ہے۔اس پائپ لائن سے آذربائیجان سے تیل جارجیا کے راستے ترکی میں داخل ہوتا ہے اور پھر ترکی کے میڈیٹیرین کے ’’سیہان پورٹ‘‘ سے اسرائیل کے Port Ashkelon بذریعہ بحری جہاز پہنچایا جاتا ہے۔اس پائپ لائن کے گنجائش ایک ملین بیرل یومیہ ہے۔

حالیہ دنوں میں ترکی کی ’’اسلام پسند‘‘ حکومت نے اسرائیل کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے جس کے تحت ترکی سے اسرائیل، زیر سمندر چار پائپ لائن بچھائے جائیں گے جس سے گیس، تیل، بجلی اور ایٹمی پانی (D2O) کی اسرائیل تک کم ترین وقت میں ترسیل ممکن ہوگی، جس کا فاصلہ صرف ۴۰۰ کلومیٹر ہوگی۔لیکن چھوڑیں اس بات کو، جس طرح ہمارا وزیر اعظم بہت سمارٹ ہے، ترکی کا وزیر اعظم آسکر ایوارڈ کے قابل ہے!!!

زبیر منصوری نے لکھا:

وہ مسجد کا بتدریج معذور ہوتا ہوا ایک امام...

وہ غزہ پہنچا تو عرب قومیت اور سیکولرزم کا جادو یاسر عرفات کی قیادت مین سر چڑھ کر بول رہا تھا...

اس نے مسجد سے کرکٹ اور فٹبال ٹورنامنٹ آرگنائیز کرنے سے دعوت کا آغاز کیا کہ بندہ مومن فضول جزوی بحثوں پر نہیں کام پر یقین رکھتا ہے...

اس نے باڈی بلڈنگ کلبز بنائے اور خود اسرائیل کی مدد سے بنائے۔

اس نے نئی نسل کو تفریح اور کھیل کے راستے، امت کی گود میں ڈال دیا۔

اس نے وہ مائیں تیار کیں جو شوہروں کے ساتھ مل کر یہ ’’فیملی پلاننگ‘‘ کرتی تھیں کہ زیادہ سے زیادہ بچے پیدا کریں گی تاکہ تحریک جہاد کو زیادہ سے زیادہ گرم توانا خون مل سکے۔

اس نے حفظ قرآن کا کلچر دیا اور حفاظ اس کا صدقہ جاریہ ہیں

پھر اسے شہید کر دیا گیا...۔

اس کے جنازے میں ۵ لاکھ ابلتے جذبوں والے نوجوانوں شریک تھے،

جو اس طرح رو رہے تھے جیسے یہ معذور بوڑھا کوئی اور نہیں ان کا باپ ہو۔

اللہ پر اس کا ایمان عجیب سرور بخش تھا، اسے اپنی کامیابی کا یقین ویسے ہی تھا جیسے دن کے سورج کا۔۔

وہ رخصت ہوا تو قوم بانجھ نہیں بلکہ شیروں جیسے لیڈروں کی قطاروں پر مشتمل تھی، جو کہتے تھے

"موت تو آنی ہے بیماری سے آئے یا اسرائیلی اپاچی ہیلی کاپٹر کے میزائیل
سے آئے پھر اپاچی ہی کیوں نہیں؟"

اس کے سدھائے ہوئے شیر 'اسرائیل کو ذہانت، میڈیا، تعلیم اور مزاحمت کے میدانوں میں ناکوں چنے چبوا رہے ہیں اور ان شاء اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اولین اتحادی ہوں گے!

وہ چلا گیا......

مگر نہیں وہ کب گیا؟

؎ وہ شخص اب اک سحر کی مانند فضاؤں میں وہ رچا ملے گا

ستیزہ گاہوں میں جاں لڑاؤ وہ خود دواں تم سے آملے گا

مہتاب عزیز نے لکھا:

پیارے بھائی، عزیز دوست اور سوشل میڈیا ایکٹیوسٹ عبد اللہ آدم کو نامعلوم افراد نے تین ہفتے قبل ان کے گھر سے اغوا کیا ...

نامعلوم افراد نے پہلے ان کے والد (جو ریٹائرڈ پروفیسر حال ہی میں کالج کے پرنسپل کے طور پر سبکدوش ہوئے ہیں اور آجکل گھر کی قریبی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہیں) کو اٹھایا اور پھر... کچھ دیر بعد عبد اللہ آدم کو گھر سے اٹھا کر لے گئے... ان کے والد کو بعد ازاں چھوڑ دیا گیا...

انتہائی معتدل مزاج، عربی، انگریزی اور اردو پر یکساں معارت رکھنے والے نوجوان سکالر، معروف بلاگر کو اس طرح غائب کرنا اور پورے خاندان کو اذیت میں ڈالنا کہاں کا انصاف ہے؟؟

آج سے ٹھیک ایک سال قبل ۲۶ مارچ ۲۰۱۸ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے جسٹس اعجاز افضل نے اپنے ریمارکس میں میں حکم دیا تھا کہ "لوگوں کو لاپتہ کرنا سراسر لاقانونیت ہے۔ اگر کسی نے جرم کیا ہے تو قانون کے مطابق مقدمہ چلایا جائے۔ جن جبری لاپتہ افراد کے خلاف مقدمے درج نہیں انہیں فوراً رہا کر دیا جائے"۔

آج ایک سال بعد ہم یہی مطالبہ کرتے ہیں قانون انصاف اور آئین سے متصادم جبری گمشدگیوں کا سلسلہ ختم کیا جائے۔

تمام لاپتہ افراد کو فوری رہا کیا جائے، اگر کسی نے جرم کیا ہے تو اُس کو عدالت میں پیش کیا جائے۔

پاکستان کے وجود کو کسی بیرونی یا اندرونی دشمن سے خطرہ نہیں۔ اگر کوئی چیز وطن عزیز کے وجود کے لیے سنگین خطرہ ہے تو وہ یہی لاقانونیت ہے۔

طارق حبیب نے لکھا:

سوشل میڈیا ایکٹیوسٹ عبد اللہ آدم کو نامعلوم کار سواروں نے تین ہفتے قبل ان کے گھر سے اغواء کر لیا ... ان کے قریبی رشتہ داروں کا کہنا ہے کہ... نامعلوم کار سواروں نے پہلے گھر کی قریبی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دینے والے... عبد اللہ آدم کے والد کو اٹھایا اور پھر... کچھ دیر بعد عبد اللہ آدم کو گھر سے اٹھا کر لے گئے... ان کے والد کو بعد ازاں چھوڑ دیا گیا...

اس حوالے سے سے ہمیشہ سے ایک ہی موقف رہا ہے کہ ...اگر کوئی کسی ملک مخالف سرگرمی میں ملوث ہے تو اسے گرفتار کر کے عدالت میں ... پیش کیا جانا چاہئے... عدالت سے سزا دلوا کر چاہے پھانسی لگا دی جائے اور یقینی طور پر عدالتوں سے ایسا کروانا بھی اغواء کاروں کے لیے یقینی طور پر کوئی ایشو نہیں ہو گا...

مگر جبری طور پر لاپتہ کیا جانا کسی بھی طور پر قابل قبول نہیں ہو سکتا...

اللہ تعالیٰ سب کو اپنی عافیت میں رکھے۔ آمین

ابو بکر قدوسی نے لکھا:

منافقت کا چلن دنیا بھر میں عام ہے۔

کیا آپ کو حیرت نہیں ہوتی کہ جب جب کبھی اقوام متحدہ کا اجلاس ہوتا ہے کیسے خوشبوؤں میں لپٹے، بہترین اور مہنگے سوٹ پہنے دنیا بھر کے ممالک کے نمائندے جمع ہوتے ہیں۔

بظاہر کیسے مہذب، پڑھے لکھے، متمدن لگتے ہیں۔

لیکن اصل میں خون آشام بھیڑیئے ہوتے ہیں، وہ اس طرح کہ دنیا بھر میں لاکھوں معصوم شہریوں کے قتل میں ان کی حکومتیں شریک ہوتی ہیں یا معاون، یا شریک مجرم۔ یا "غیر جانب دار مجرم"!

لیکن منافق کیسے "تہذیب تہذیب" کھیلتے ہیں...

عبد اللہ جان نے لکھا:

علماء کو اب سمجھنا چاہئے کہ کفری جمہوری نظام اب مزید نہیں چل سکتا اِس لیے مفتی شامزئی شہید رحمہ اللہ کی طرح اصل مجرموں کا تعین کرنا ہو گا.... ورنہ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا...

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

مولانا ایثار القاسمی شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

مولانا عبد المجید دین پوری شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

مفتی عتیق شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

مولانا ضیاالرحمن فاروقی شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

مفتی عتیق الرحمن شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

مولانا احمد نورانی شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

شیخ القرآن اسلم شیخوپوری شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

ڈاکٹر غلام مرتضی رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...!

مولانا نور محمد صاحب شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...

مولانا معراج الدین وزیرستان والے شہید!

قاتل اب تک لا پتہ...

مولانا نصیب خان شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...

مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ!

مولانا محسن شاہ صاحب درہ فیضو والے چھریوں کی وار سے شہید!

قاتل اب تک لا پتہ...

مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ!

مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...

مولانا عبد الغفور ندیم شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ...

مولانا سمیع الحق صاحب شہید رحمہ اللہ

قاتل اب تک لا پتہ

اور آج مفتی تقی عثمانی صاحب پر قاتلانہ حملہ!

اوراس کے ساتھ ساتھ سیکڑوں علما کو کراچی اور پورے ملک پاکستان میں دن دھاڑے شہید کر دیا جاتا ہے مگر یہ عالمی دنیا کا نمبرون ادارہ کس مرض کی دوا ہے؟

جو میرے شیوخ اور اکابر کی قاتلوں کو پکڑنے میں تو ناکام رہی ہے،

مگر پرویز مشرف کے قتل کا منصوبہ بنانے والے کو گرفتار کر کے پھانسی بھی دی گئی...

یہ دہرا معیار مزید کب تک چلے گا؟

☆☆☆☆☆

مشرکینِ ہند کی دہشت گردیاں

محمد سعد کشمیری

تمغوں اور شہرت کے لیے کشمیریوں کا قتل:

بھارتی فوج کے جرنیلوں نے تمغے اور شہرت پانے کے لیے بے گناہ کشمیریوں کا خون بہانے کا سلسلہ تیز کر دیا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں تعینات ۱۵ویں کور کے سربراہ بن کر آنے والے جرنیلوں میں زیادہ سے زیادہ کشمیری شہید کرنے کا مقابلہ شروع ہو گیا ہے۔

۱۵ویں کور کے تحت ہونے والی انسانی حقوق کی پامالی کو بھارتی فوجی قیادت نہ صرف نظر انداز کر رہی ہے بلکہ الٹا کشمیریوں کا خون بہانے والے جرنیلوں کی حوصلہ افزائی میں مصروف ہے۔ بھارتی حکومت اور فوجی قیادت نے ۱۹۹۹ء کی کارگل جنگ کے بعد وادیٔ کشمیر کے تمام تر سیکورٹی امور کلی طور پر ۱۵ویں کور کے حوالے کر دیئے تھے جس کا ہیڈ کوارٹر ادھمپور میں ہے۔ ۱۵ویں کور کا کمانڈر صرف اپنے باقاعدہ فوجیوں کو ہی نہیں بلکہ سی آر پی ایف اور دیگر پیرا ملٹری فورسز کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔ مقبوضہ جموں و کشمیر میں مجموعی طور پر بھارتی فوج کی تین کورز تعینات ہیں جب کہ بی ایس ایف، سی آر پی ایف اور دیگر فورسز اس کے علاوہ ہیں۔

حال ہی میں ملٹری سیکریٹری بننے والے لیفٹیننٹ جنرل انیل کمار بھٹ نے ایک برس کے دوران سب سے زیادہ کشمیری شہید کرنے کا "ریکارڈ" بنایا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی انسانی حقوق تنظیموں کے گروپ جموں کشمیر کولیشن آف سول سوسائٹی (جے کے سی سی) نے اپنی ایک رپورٹ میں اعتراف کیا ہے کہ جنرل کمار کی تعیناتی کے دوران ایک برس میں سب سے زیادہ ۴۲۷ کشمیری شہید ہوئے جب کہ فورسز کے ۱۵۹/ اہلکار مارے گئے۔ جے کے سی سی نے اپنی رپورٹ میں ان میں سے ۱۶۰ کشمیریوں کو بالکل بے گناہ شہری قرار دیا جن میں ۳۱ بچے اور ۱۸ خواتین بھی شامل تھیں۔

اس دوران میں گھر گھر تلاشی کے ۲۷۵ آپریشن کیے گئے۔ جے کے سی سی کی رپورٹ میں یہ بھی بتایا کہ ۱۲۰ واقعات میں عام شہریوں کے گھروں کو نقصان پہنچایا گیا جن میں سے ۳۱ گھر بھارتی فوج نے مکمل طور پر جلا دیئے۔ کشمیریوں کے خلاف پیلٹ گن کے استعمال میں بھی لیفٹننٹ جنرل انیل کمار نے نئے ریکارڈ قائم کیے اور سیکڑوں افراد کو زخمی کیا، ان میں ۱۸ ماہ کی بچی ہبہ بھی شامل تھی۔ شہید ہونے والے بے گناہ شہریوں میں ۱۷ بچے ایسے ہیں جنہیں پیلٹ گن کے ذریعے ہی نشانہ بنایا گیا تھا۔

واضح رہے کہ یہ اعداد و شمار خود بھارت نواز تنظیموں کے ہیں۔ دیگر ذرائع کے مطابق گذشتہ برس کے دوران مقبوضہ کشمیر میں بھارتی سیکورٹی فورسز کی جانب سے مقامی خواتین سے زیادتی کے واقعات میں بھی اضافہ ہوا۔ کوئی مہذب ملک ہوتا تو اتنے بڑے جانی نقصان پر جنرل کے خلاف تحقیقات ہوتیں تاہم بھارتی اخبار ٹریبون انڈیا کے مطابق جنرل انیل کمار کی سبک دوشی پر بھارتی فوج نے اسے خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ انیل کمار کے دور میں ۲۵۹ "دہشت گرد" ختم ہوئے ہیں۔

جنرل انیل کمار صرف پچھلے تیرہ ماہ ہی کشمیریوں کے قتل عام میں مصروف نہیں رہا بلکہ اس نے "اتم یدھ سیوا میڈل" اور "اتی وشت سیوا میڈل" سمیت بیشتر اعزازت مقبوضہ کشمیر میں مختلف فوجی عہدوں پر تعیناتی کی بدولت ہی حاصل کیے ہیں۔ جنرل کمار کے پیشرو جسوندر سنگھ سندھو نے بھی یہ دونوں اہم اعزازات حاصل کیے تھے۔ جنرل سندھو بھی طویل عرصے تک مقبوضہ کشمیر میں مختلف پوزیشنوں پر رہا جب کہ جنرل انیل کمار کی جگہ آنے والا لیفٹیننٹ جنرل کنول جیت ڈھلوں بھی مقبوضہ کشمیر کا خصوصی تجربہ رکھتا ہے۔

کشمیریوں کا قتل عام بھارتی فوج کی حکمت عملی میں اتنی اہمیت اختیار کر گیا ہے ڈی جی ملٹری آپریشنز کے عہدے پر رہنے والے لیفٹیننٹ جنرل انیل کمار کو ۱۵ویں کور کا کمانڈر بنا کر بھیجا گیا جب کہ جنرل کمار کی جگہ لینے والے جنرل ڈھلوں ۵ بار مقبوضہ کشمیر میں مختلف پوزیشنیں کمانڈ کر چکا ہے۔

انتہا پسند ہندوؤں نے پولیس کے ساتھ مل کر میرٹھ میں ۲۰۰ سے زائد مسلمانوں کے گھر جلا ڈالے:

یو۔پی کا تاریخی شہر میرٹھ بھارتی دارالحکومت نئی دہلی سے زیادہ دور نہیں۔ مقامی کنٹونمنٹ بورڈ کے حکام، پولیس اور ہندو جتھوں کے ساتھ یہاں بھوسہ منڈی کے علاقے میں پہنچے۔ ان کا موقف تھا کہ وہ تجاوزات ختم کرنے کے لیے آئے ہیں۔ تاہم اسی دوران انتہا پسند ہندوؤں نے مسلمانوں کے گھروں میں آگ لگا دی جس کے بعد فساد شروع ہو گیا۔

بھارتی میڈیا نے شروع میں دعویٰ کیا کہ ۱۵۰ جھگیاں جل گئی ہیں تاہم سامنے آنے والی ویڈیوز سے معلوم ہوا کہ یہ باقاعدہ مکانات تھے جنہیں آگ لگائی گئی۔ پولیس نے ہندو شر پسندوں کو پکڑنے کے بجائے ۶ مسلمانوں کو ہی گرفتار کر لیا ہے اور ان پر پولیس پر پتھراؤ اور گاڑیاں جلانے کے الزامات عائد کیے گئے ہیں۔ بھارت میں اقلیتوں کی نمائندگی کرنے والے آن لائن جریدے "کاروان ڈیلی" نے انکشاف کیا ہے کہ

> "مسلمانوں کے گھر جلانے کا یہ پہلا واقعہ نہیں اور بالخصوص ریاست یوپی میں مسلمانوں کے گھروں پر حملوں کا سلسلہ تیز کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں دلت ہندوؤں کو اکسایا جاتا ہے اور انہیں مسلمانوں پر حملوں کے لیے آگے رکھا جاتا ہے تاکہ مسلمان علاقہ چھوڑ دیں۔ پولیس کے متعصبانہ کردار کے حوالے سے بتایا کہ ایسے واقعات کے بعد گرفتار ہونے والے مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، بیشتر جگہ گرفتار مسلمانوں پر نیشنل

سیکورٹی ایکٹ تھوپ دیا جاتا ہے، جس پر نیشنل سیکورٹی ایکٹ کے تحت مقدمہ بن جائے وہ عام لوگوں کی نظر میں غدار قرار پاتا ہے، لہٰذا اصل ایجنڈا بہت بڑا ہے، وہ (انتہا پسند) چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو دیش مخالف قرار دے دیا جائے"۔

بھارتی اسٹیبلشمنٹ کا پول کھولنے والے شخص سابق آئی جی پولیس ایس آر دراپوری کا کہنا تھا کہ پولیس اور میڈیا دونوں ہی مسلمانوں کے خلاف تعصب رکھتے ہیں۔ مین اسٹریم میڈیا ایسے واقعات کو نمایاں کرتا ہے جن میں اقلیتیوں کو مجرم بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ جن معاملات میں اقلیتوں پر ظلم ہوتا ہے انہیں دبا دیا جاتا ہے۔

سمجھوتہ ایکسپریس دھماکوں کے مجرم بری:

بھارت میں ۴۲ پاکستانیوں کے قاتل ہندو دہشت گردوں کو کلین چٹ دے دی گئی۔ بھارتی عدالتوں کا تعصب کھل کر سامنے آگیا۔ ۱۲ برس بعد "سمجھوتہ ایکسپریس کیس" کا متنازعہ فیصلہ سنا دیا۔ دھماکوں سے سمجھوتہ ایکسپریس کی بوگیوں میں آگ لگانے والے سوامی آسیم آنند سمیت ۴ مجرم بری کر دیے گئے۔ پاکستانی خاتون کی گواہی کی درخواست مسترد کر دی گئی۔

۱۲ برس بعد سنائے جانے والے متنازعہ فیصلے میں بھارتی نیشنل انویسٹی گیشن ایجنسی (این آئی اے) کی خصوصی عدالت نے دھماکوں سے ۲ بوگیوں میں آگ لگانے والے سوامی آسیم آنند، لوکیش شرما، کمل چوہان اور رجیندر چوہدری کو بری کرنے کا حکم دیا۔ عدالت نے قرار دیا کہ این آئی اے چاروں کے خلاف ثبوت دینے میں ناکام رہی۔ پاکستانی خاتون راحیلہ نے گواہی کے لیے درخواست جمع کرائی تھی، ان کے والد بھی سانحے میں شہید ہوئے تھے۔ عدالت نے ۱۱ مارچ کو کیس کا فیصلہ محفوظ کیا تھا جو راحیلہ کی درخواست مسترد کرتے ہوئے بدھ کو سنا دیا گیا۔

واضح رہے کہ بھارتی نیشنل انویسٹی گیشن ایجنسی نے ہندو انتہا پسند لیڈر سوامی آسیم آنند، سنیل جوشی، لوکیش شرما، سندیپ ڈانگے، رام چندرا کالا سنگرا، رجیندر چوہدری اور کمل چوہان کے خلاف مقدمہ درج کیا تھا۔ سنیل جوشی کو ۲۰۰۷ء میں قتل کر دیا گیا تھا جب کہ رام چندرا اور سندیپ ڈانگے تاحال مفرور ہیں۔ سوامی آسیم آنند مکہ مسجد اور درگاہ اجمیر شریف سمیت دہشت گردی کی دیگر کارروائیوں میں بھی ملوث تھا لیکن ان میں سے متعدد مقدمات میں بھی بری ہو چکا۔ اس کا تعلق انتہا پسند ہندو تنظیم ابھینو بھارت سے ہے۔ سانحہ سمجھوتہ ایکسپریس میں بھارتی فوج کا حاضر سروس کرنل پروہت اور خفیہ ایجنسی را ملوث تھی۔

ٹرین میں پاکستانیوں پر حملے کے لیے بم فراہم کرنے والا کرنل پروہت بھی تین برس قبل رہا کیا جا چکا ہے۔ مقدمے میں ۲۲۴ افراد کے بیانات ریکارڈ کیے گئے۔ اس طویل مقدمے میں تقریباً ۳۰۰ گواہ تھے جبکہ درجنوں بھارتی سرکاری گواہ منحرف ہوئے۔ قبل ازیں سمجھوتہ ایکسپریس دھماکوں کا الزام 'اسلامک موومنٹ آف انڈیا' پر لگا دیا گیا تھا۔ تاہم ۲۰۱۰ء میں انتہا پسند ہندوؤں کے ملوث ہونے کے شواہد ملے۔ بھارتی انویسٹی گیشن ایجنسی کی ۱۵۰۰ صفحات پر مبنی چارج شیٹ کے مطابق حملے میں پاکستانیوں کو نشانہ بنایا گیا۔

سانحے میں متاثر ہونے والے فیصل آباد کے رہائشی شوکت علی نے بی بی سی کو بتایا کہ وہ فروری ۲۰۰۷ء میں دہلی میں ایک شادی میں شرکت کے بعد اپنی بیوی رخسانہ اور ۶ بچوں کے ساتھ سمجھوتہ ایکسپریس پر پاکستان واپس آ رہے تھے۔ نصف شب کے قریب جب ٹرین ہریانہ کے شہر پانی پت کے دیوانی گاؤں کے نزدیک پہنچی تو اس کے ایک کمپارٹمنٹ میں بم دھماکے ہوئے جس سے دو بوگیاں آگ کی لپیٹ میں آگئیں۔ دھماکوں کے بعد لگنے والی آگ میں ان کے پانچ بچے درجنوں دوسرے افراد کے ساتھ زندہ جل کر مر گئے تھے۔

انہوں نے اپنی اہلیہ اور ایک سال کی بچی کے ہمراہ ٹرین سے کود کر جان بچائی۔ ہم چلاتے رہے "ہمارے بچے بچاؤ، ہمارے بچے بچاؤ"۔ لیکن جب تک مدد آئی بچے جل کر راکھ ہو چکے تھے۔ شوکت اور رخسانہ کو دہلی کے صفدر جنگ اسپتال منتقل کر دیا گیا۔ ایک ہفتے کے علاج کے بعد انہیں پاکستان بھیجنے کی تیاری کی جانے لگی۔ لیکن انہوں نے اپنے بچوں کی لاشوں کے بغیر پاکستان آنے سے انکار کر دیا۔ شوکت علی کے مطابق انہیں انڈیا کی کسی عدالت نے چشم دید گواہ کے طور پر گواہی کے لیے نہیں بلایا۔ مجھے سب کچھ یاد ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ مرنے سے پہلے مجھے موقعہ ملے کہ میں دنیا کو بتا سکوں کہ ۱۸ فروری ۲۰۰۷ء کی رات سمجھوتہ ایکسپریس میں سفر کرنے والے درجنوں مسافروں کے ساتھ کیا ہوا۔

امریکہ بھارت میں ۶/ ایٹمی توانائی پلانٹ لگائے گا:

امریکہ اور بھارت نے سیکورٹی اور سول نیوکلیئر تعاون جاری رکھنے کا عزم دہراتے ہوئے بھارت میں ۶/ ایٹمی توانائی پلانٹ لگانے کا عندیہ دیا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ کے اعلامیے میں کہا گیا ہے امریکہ اور بھارت کے نویں اسٹرٹیجک اینڈ سیکورٹی ڈائیلاگ کا ۹واں دور واشنگٹن میں ہوا۔ اجلاس میں دونوں ملکوں نے بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ اور ہتھیار غیر ریاستی عناصر کے ہاتھ لگنے سے بچاؤ کا عزم دہرایا۔ اس موقع پر دو طرفہ سیکورٹی اور سول نیوکلیئر تعاون بڑھانے کا عزم ظاہر کیا گیا جس کے تحت امریکہ بھارت میں چھ جوہری پلانٹ قائم کرے گا۔ اجلاس میں اسپیس خطرات کے بارے میں تبادلہ خیال بھی کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

اللہ کے لشکری

عزام ابراہیم

امارت اسلامیہ افغانستان پر صلیبی حملے کو دو دہائیاں بیت جانے کو ہیں، خطۂ خراسان پر دسیوں ہزار فضائی بمباریوں، ڈیزی کٹر، ٹام ہاک، کروز اور گائیڈڈ میزائل داغ دیئے جانے اور زمین پر پوری دنیا کے چھوٹے بڑے ملکوں کے سرکاری و غیر سرکاری لشکروں کے حملے اور ساتھ عوامی ذہن سازی کے لیے شیطان کے پجاریوں کی میڈیا وار اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے صاحب ایمان بندوں اور خود امارت اسلامی کا کیا بگاڑ پائی؟

شیطنت کے حواریوں نے شاید سمجھ رکھا ہے کہ چند شخصیتوں یا خون کی کچھ بوندیں گرنے یا شیطانی لشکروں کے خلاف مختلف محاذوں پر بر سرِپیکار امت کے ابطال کو دھوکہ و فریب سے عقوبت خانوں کی زینت بنانے سے باطل کے خلاف صف آرا اللہ کریم کے لشکری گھبرا جاتے ہیں اور ان کی صفوں میں خوف و انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور ان کے جذبے ماند پڑ جاتے ہیں تو اس سے بڑی بے عقلی اور نا سمجھی کیا ہو گی۔

سقوط امارت اسلامیہ کے وقت اور اس کے بعد افغانستان اور اس کے ہمسایہ ممالک بالخصوص خطۂ برصغیر میں اللہ کی وحدانیت و کبریائی و اللہ ہی کے حق حاکمیت کے داعیوں پر جس طرح سے عرصۂ حیات تنگ کیا گیا اور جس طرح شیطانی ہتھکنڈوں کے ذریعے اللہ کے ان صاحب ایمان بندوں کو اذیتیں پہنچائیں گئیں، یقیناً یہ ایمانی حلاوت اور اللہ کی مدد و نصرت ہی کا حاصل تھا کہ نا صرف یہ کہ امت کے یہ ابطال ان امتحان در امتحانوں سے سرخرو ہو کر نکلے بلکہ بمثلِ سونا 'صعوبتوں کی ان بھٹیوں سے کندن بن کر نکلے۔

تاریخ میں جب جب امارت اسلامیہ افغانستان و اس کے جانبازوں کا تذکرہ ٔخیر ہو گا تو اللہ کے لیے اپنی جانیں نچھاور کرنے والے امت کے دیگر ابطال کے ساتھ ضرور بالضرور خطۂ برصغیر سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حاکمیت کے داعیوں اور "کونوا انصاری اللہ" کی پکار پر "نحن انصار اللہ" کی صدا لگانے والے عظیم ماؤں کے وہ عظیم جگر گوشے کبھی بھی فراموش نہ ہو سکیں گے جو بنگال و پاکستان میں عالمی سامراج کے ٹاؤٹوں کا ظلم سہتے سہتے اپنی جان حق پر نچھاور کر گئے۔

ماؤں کے وہ لختِ جگر بھلا یہ امت کیونکر بھول پائے گی کہ جو فقط "ہمارا رب ہے اک اللہ" کی صدائیں لگاتے لگاتے وقت کے نمرود کی آگ میں کود گئے اور جنھیں مائیں دیکھنے کو ترس ترس کر اپنی بینائیاں کھو بیٹھیں، بہنیں اپنے ان بھائیوں کو چشم تصور میں سہرے باندھتی بوڑھی ہو گئیں مگر صلیبیوں کے مقامی حوالداروں نے اللہ کے ان کے لشکریوں کو کہیں تو زندہ در گور کر دیا اور کہیں جعلی پولیس مقابلوں میں مار کر لاشیں سرد خانوں کے راستے لاوارث سپرد خاک کر دیں، کہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کے وارثوں کو جعلی ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا تو کہیں حق کے داعیوں کی لاشیں سڑکوں، نالیوں، دریاؤں اور نہروں کے سپرد کی جاتیں رہیں۔

دجالی لشکر کے رذیل سپاہیوں کا خیال تھا کہ ان اذیتوں، ٹارگٹ کلنگ، جبری گمشدگیوں اور پھانسیوں سے ظلم و جبر اور شرک وبدعت کے خلاف جلنے والے یہ روشنی کے چراغ شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بجھا دیئے گئے ہیں مگر یہ کیا ہوا کہ ایک چراغ سے چراغ در چراغ جلے اور یوں وہ شمع پھر سے جل اٹھی جسے سید احمد شہیدؒ و آپؒ کے ساتھیوں نے جلایا تھا اور وہ عَلَم آج بھی بلند سے بلند ہو تا جارہا ہے کہ جس کو لے کر حضرت شیخ الہندؒ و آپ کے رفقا' باطل کی سرکوبی کے لیے بلند کر گئے تھے۔

پاکستان کی سول حکومت ہو یا فوجی اسٹیبلشمنٹ یا بنگالی قوم پرستی کی دعوے دار بھارتی و عالمی استعمار کی ٹاؤٹ حکومت اور بھارت کی مشرک گورنمنٹ و اس کے پرائیویٹ بلوائی جھتے؛ اہل ایمان پر ان ظالم حکومتوں اور ان کے سرکاری و غیر سرکاری جتھوں نے کیا کیا ظلم نہیں کیے اور کون ساوہ ایسا شیطانی طریقہ تھا کہ جو ان بدبختوں نے ان لا الہ الا اللہ کی پکار لگانے والوں کو ایذا دینے کے لیے استعمال نہ کیا ہو۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ آج امارت اسلامی افغانستان کو نیست و نابود کرنے کے دعوے دار آج امارت کے سپاہیوں کے پاؤں میں ماتھا رگڑتے جان بخشی کی بھیک مانگ رہے ہیں اور عالمی جہاد اور اس کے داعیوں کو خاک و خاکستر کرنے کا اعلان کرنے والے دیواروں سے سر ٹکرا رہے جبکہ امارت اسلامی اللہ کی مدد و نصرت سے الحمدللہ ثم الحمدللہ آج مضبوط سے مضبوط تر ہو چکی ہے اور عالمی جہاد کی دعوت آج پورے عالم بالخصوص برصغیر میں کوچہ کوچہ قریہ قریہ بفضل خدا تقویت پکڑ چکی اور استعمار کی نیندیں و اس کا سکون حرام ہو چکا۔

☆☆☆☆☆

امریکہ کی عسکری و اخلاقی شکست کے آثار اور عالمی چودھراہٹ

اسامہ سعید

امریکی سینٹ میں افغان جنگ کے خاتمے کا بل:

امریکی سینٹ میں افغان جنگ کے خاتمے کا بل پیش کر دیا گیا۔ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی مانند اس ایکٹ کے ذریعے امریکہ افغانستان میں جیت کا اعلان کرے گا۔ بل کے تحت ۴۵ دن میں افغانستان سے امریکی فوج کی واپسی کا لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔ بل منظور ہونے پر ایک سال کے اندر امریکی فوج افغانستان سے واپس بلالی جائے گی۔

افغانستان سے پسپا ہوتے ہوئے امریکہ اپنی جیت کا اعلان کرنا چاہتا ہے مگر حقیقتاً یہ اعلان امریکہ کے لیے خود ہی کا مذاق اُڑانے کے مترادف ہے۔ وہ جو تکبر و گھمنڈ میں افغانستان کی تاریخ بدلنے آئے اب ان اعلامیوں سے اپنے رستے زخموں کا مداوا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ امریکہ نے بے شک کروسیڈ کے نام پر افغانستان پر چڑھائی کی جس میں افغان مسلمانوں کو بیشتر مسلم ممالک کی مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا مگر اس مادہ پرستی کے دور میں بھی صرف اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر یہ خاک نشین 'فراعینِ وقت سے ٹکرا گئے۔ امریکہ سمیت پچاس ممالک کی نیٹو فورسز کو بھی پسپا ہونے پر مجبور کیا۔

اس جنگ کے دوران بھی واشنگٹن انتظامیہ کو شدت سے احساس ہو چکا تھا کہ مزاحمت کار طالبان کے ساتھ مذاکرات کی میز پر ہی افغانستان میں امن کی کوئی راہ نکالی جاسکتی ہے مگر اس کی ہٹ دھرمی برقرار رہی۔ امریکہ مذاکرات کے آپشن کو شروع میں اختیار کرتا تو خود اس کی معیشت ڈوبتی نہ لاکھوں افغان مسلمان رزقِ خاک بنتے۔ امریکہ 'افغانستان سے انخلا کی منصوبہ بندی کر رہا ہے اور اس صورتحال میں وہ غلام جن کا پیٹ کولیشن سپورٹ فنڈ کا عادی ہو چکا تھا 'امریکہ کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اگر امریکہ افغانستان سے چلا گیا تو افغانستان اندرونی خانہ جنگی کا شکار ہو جائے گا۔ جبکہ یہ بات امریکہ اچھی طرح جانتا ہے کہ طالبان اب اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ افغانستان کو مکمل کنٹرول میں رکھ سکیں۔

امریکہ اسلحے کا سب سے بڑا فروخت کنندہ اور سعودی عرب سب سے بڑا خریدار بن گیا:

بین الاقوامی خبر رساں ادارے کے مطابق سٹاک ہوم انٹرنیشنل پیس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ ۲۰۱۴ء سے ۲۰۱۸ء کے درمیان ہتھیاروں کی خرید و فروخت میں ۲۰۰۹ سے ۲۰۱۳ء کے مقابلے میں ۸ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ سیپری کی رپورٹ میں یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ ہتھیاروں کی فروخت کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک امریکہ ہے جو مجموعی طور پر ۳۶ فیصد ہتھیار فروخت کر رہا ہے۔

امریکہ کے بعد روس، فرانس، جرمنی اور چین اسلحے کی فروخت میں بالترتیب بڑے ممالک ہیں۔ ان پانچوں ممالک نے مجموعی طور پر دنیا بھر میں اسلحے کی فروخت میں ۷۵ فیصد حصہ ڈالا۔ خلیجی ممالک میں اسلحے کی خریداری میں ۲۰۰۹ سے ۲۰۱۳ء کے مقابلے میں ۲۰۱۴ء سے ۲۰۱۸ء کے درمیان ۸۷ فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔ جبکہ سعودی عرب ۲۰۰۹ سے ۲۰۱۳ کے مقابلے میں گزشتہ چار برسوں میں ۱۹۲ فیصد اضافے کے ساتھ اب بھی دنیا میں سب سے زیادہ ہتھیار خریدنے والا ملک ہے۔

سعودی عرب کے اسلحہ خریدنے والے ممالک میں پہلا نمبر ہونے کے بعد بالترتیب بھارت، مصر، اسرائیل، قطر اور عراق کا نمبر آتا ہے جبکہ شام میں اسلحہ کی خریداری میں کمی دیکھی گئی۔ یہ تمام اعداد و شمار ۲۰۱۴ء سے ۲۰۱۸ء تک کے ہیں۔ واضح رہے کہ سیپری ہر چار سال بعد ہتھیاروں کی خرید و فروخت سے متعلق اعداد و شمار جاری کرتا ہے اور حالیہ چار برسوں کا ان سے پیوستہ چار برسوں کا تقابل کیا جاتا ہے۔

جنگی طیارے کی پہلی امریکی خاتون پائلٹ سے جنسی زیادتی:

امریکی ریپبلکن سینیٹر مارتھا مائیک سیلے نے کہا ہے کہ "مجھے ائیر فورس کی ملازمت کے دوران جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ امریکی فوج میں جنسی زیادتی کے واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں میں بھی جنسی زیادتی کا شکار ہونے والی خاتون ہوں" یہ بات اس نے فوج میں جنسی زیادتی کو روکنے بارے سینٹ کی متعلقہ کمیٹی میں اظہار خیال کرتے ہوئے بتائی۔ مارتھا امریکی جنگی طیارے کی پہلی پائلٹ اور جنگی سکواڈرن کی کمانڈ کرنے والی پہلی عورت ہے۔ اس نے کہا کہ بعض لوگ اپنے عہدے کی طاقت کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور میں بھی اس کا شکار ہونے والی ایک خاتون ہوں جس کے ساتھ ایک اعلیٰ افسر نے زیادتی کی تھی۔

سینیٹر مارتھا کا تعلق ایریزونا سے ہے، اس نے امریکی ائیر فورس میں ۱۹۸۸ء سے ۲۰۱۰ء تک کرنل کے طور پر ملازمت کی تاہم اس نے اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کے بارے میں مزید تفصیلات نہیں بتائی صرف اتنا کہا کہ وہ کئی سال تک اس بارے میں خاموش رہی۔ مارتھا کا کہنا ہے کہ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والی دیگر متاثرین کی طرح وہ بھی یہ سمجھتی ہے کہ سسٹم اسے جنسی زیادتی کا نشانہ بنا رہا ہے۔ اس نے مزید کہا کہ ہائی سکول میں تعلیم کے دوران بھی ایک سپورٹس کوچ نے بھی اسے جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا تھا۔ دریں اثناء ۳۱ جنوری ۲۰۱۹ء کو جاری ہونے والی پنٹاگان کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ امریکہ کی ۳ بڑی ملٹری سروس اکیڈمیوں میں تربیت حاصل کرنے والی ۳۲ سو خواتین میں سے ۵۰ فیصد کو جنسی ہراسگی کا سامنا کرنا پڑا۔ جبکہ ۱۶ فیصد کا کہنا ہے کہ انھیں زبردستی جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔ اکیڈمی کے ۹۷۰۰ طلبا میں سے ۱۶ فیصد کو جنسی ہراسگی کا نشانہ بنایا گیا جبکہ ۲ فیصد کے ساتھ زبردستی جنسی زیادتی کی گئی۔ اعداد و شمار سے پتا چلتا ہے کہ ان تینوں فوجی اکیڈمیوں میں جنسی زیادتی اور ہراسگی کی شکایات موجود ہیں۔

امریکہ عالمی عدالت انصاف کی جنگی جرائم کے متعلق تحقیقات میں رکاوٹ بن گیا:

امریکہ 'افغانستان میں جنگی جرائم کی وارداتوں کی تحقیقات میں رکاوٹ بن گیا۔ عالمی

عدالت انصاف کے ججز اور پراسکیوٹرز تحقیقات کے لیے امریکہ اور کابل آنا چاہتے ہیں۔ تاہم نہ صرف واشنگٹن نے انہیں ویزے دینے سے انکار کیا ہے بلکہ امریکی صدر ٹرمپ کے حکم پر اشرف غنی حکومت نے بھی انہیں افغانستان کے ویزے دینے سے انکار کر دیا ہے، جس کے بعد افغانستان میں امریکی افواج کے جنگی جرائم کی تحقیقات میں بڑی رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ افغانستان میں ۱۸ سالہ جنگ کے دوران ہزاروں شہریوں کی ہلاکتوں اور جنگی جرائم کی وارداتوں میں ملوث امریکی و اتحادی فوجیوں کو انصاف کے کٹہرے میں لا کھڑا کرنے پر سوالیہ نشان لگ چکا ہے۔

واضح رہے کہ امریکہ ''انٹرنیشنل وار کرائم کورٹ'' کا رکن نہیں ہے۔ لیکن افغانستان میں امریکی فوجیوں اور سی آئی اے ایجنٹس کے خلاف جنگی جرائم کی وارداتوں کی تحقیقات شروع ہوئیں تو امریکی فوجیوں اور خفیہ ایجنٹس کی شامت آسکتی ہے۔ یہی وجوہات ہیں کہ امریکہ انٹرنیشنل وار کرائم کورٹ کی شدید مخالفت کر رہا ہے اور ساتھ میں اتحادی ممالک کو بھی انٹرنیشنل وار کرائم کورٹ کے خلاف ابھار رہا ہے۔ کیونکہ امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک جرمنی، فرانس، کینیڈا، آسٹریلیا، برطانیہ اور دیگر ممالک کی افواج نے افغانستان میں ہزاروں بے گناہ شہریوں کا بلاوجہ قتل کیا ہے۔ اقوام متحدہ کی اجازت کے ساتھ انٹرنیشنل کرائم کورٹ کے تحقیقات کار ۲۰۰۲ء سے افغانستان میں جنگی جرائم کی وارداتوں کی تحقیقات اور ملوث افراد سے تفتیش سمیت غیر جانب دار انکوائری کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن امریکہ اس کی شدید مخالفت کر رہا ہے۔

یو ایس اے ٹوڈے کے مطابق امریکی سیکریٹری آف اسٹیٹ مائیک پومپیو نے دھمکی دی ہے کہ اگر عالمی عدالت انصاف نے امریکہ کے تئیں اپنا رویہ اچھا نہیں بنایا تو اس پر مالی قدغن لگائی جائے گی۔ امریکہ اس ادارے کے لیے ہر قسم کی مالی امداد کو بند کرے گا اور اتحادیوں سے بھی اسی قسم کی پابندیاں عائد کرنے کی درخواست کرے گا۔ مائیک پومپیو کے مطابق جب امریکی عہدیداروں اور سرکردہ افراد کے خلاف عالمی پابندیاں یا تفتیش دباؤ آئے گا تو ہمارے لوگ اپنا کام درست طریقہ پر نہیں کر سکیں گے۔ ادھر امریکہ کی جانب سے افغانستان میں جنگی جرائم کی تحقیقات کی راہ میں روڑے اٹکانے کی تصدیق پر عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب سے شدید مذمت کی گئی ہے۔ ہیومن رائٹس واچ کی جانب سے کہا گیا ہے کہ امریکی بیان اور دھمکیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ صدر ٹرمپ امریکی اداروں کے لیے احتساب کا عمل نہیں چاہتا۔

امریکہ کی جانب سے عالمی عدالت انصاف سے جڑے افراد پر پابندیوں کا مطلب یہی ہے کہ وہ تشدد اور قتل عام کی وارداتوں جیسے جرائم پر کوئی ایکشن نہیں چاہتے۔ حقوق انسانی کے لیے کارگزار ایک اور تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھی عالمی عدالت انصاف کیخلاف امریکی اقدامات کو معاندانہ قرار دیا ہے۔

عالمی جریدے مڈل ایسٹ مانیٹر نے بھی امریکہ کی جانب سے جنگی جرائم کی عالمی عدالت انصاف کے تحقیق کاروں اور پراسکیوٹرز کو افغانستان کے ساتھ ساتھ امریکہ میں داخلے کی اجازت سے انکار کو سنگین قرار دیا ہے۔ جریدے نے رپورٹ میں لکھا ہے کہ امریکہ میں عالمی عدالت انصاف کے پراسکیوٹرز کے داخلہ پر پابندی کی مدد سے ایک تیر سے دو شکار کئے ہیں۔ ایک جانب امریکہ کے انکار سے ان تمام امریکی سابق و موجود فوجیوں اور سی آئی اے ایجنٹس سے تفتیش کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی تو دوسری جانب یہی تفتیش کار فلسطین میں جنگی جرائم میں ملوث اسرائیلی افواج سے بھی تفتیش نہیں کر سکیں گے۔ اس طرح افغانستان اور فلسطین میں جنگی جرائم کی سنگین وارداتوں اور بالخصوص قیدیوں اور خواتین سے زیادتیوں کی تحقیقات مکمل نہیں ہو سکیں گی۔ الجزیرہ کی جانب سے پیش کی جانے والی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ ماہ عالمی عدالت انصاف (آئی سی سی) کی خاتون پراسکیوٹر فاتو بن سودہ نے آئی سی سی ججوں کو درخواست دے کر افغانستان میں جنگی جرائم کی وارداتوں کی جامع تحقیقات کی اجازت حاصل کی تھی۔ لیکن امریکی سیکریٹری آف اسٹیٹ مائیک پومپیو نے ہفتے کے روز کو ایک بیان میں عالمی عدالت انصاف کے پراسکیوٹرز، تحقیق کاروں اور ججوں کو امریکہ سمیت افغانستان میں داخلے کی جازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔

مائیک پومپیو نے دعویٰ کیا ہے کہ عالمی عدالت انصاف کا اقدام امریکہ کی قانونی حکمرانی کے اصولوں کی خلاف ورزی کے مترادف ہے، جس کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ آئی سی سی کی پراسکیوٹر فاتو بن سودہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ افغانستان میں امریکی افواج کے اہلکاروں سمیت سی آئی اے اور خود افغان فورسز اور انٹیلی جنس انسانیت کے خلاف جرائم میں ملوث ہیں۔

الجزیرہ کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ افغانستان میں جنگی جرائم کی وارداتوں کی تحقیقات کے حوالے سے امریکہ کی عالمی عدالت انصاف کے ساتھ منتقم مزاجی اور دشمنانہ رویہ نیا نہیں ہے۔ ماضی میں بھی امریکی افواج اور حکومت عالمی عدالت انصاف کے ساتھ عدم تعاون کے رویہ پر مبنی پالیسی اپنائے رہی۔

واضح رہے کہ اقوام متحدہ کے ادارے نے ۲۰۱۸ء میں افغانستان میں سویلین ہلاکتوں کے حوالے سے بتایا تھا کہ ۲۰۱۸ء کا سال گزشتہ دو دہائیوں میں عام شہریوں کی ہلاکتوں کے حوالہ سے انتہائی خطرناک رہا ہے جس میں گیارہ ہزار سے زیادہ ہلاکتیں رونما ہوئی ہیں اور ان میں ایک ہزار بچے بھی شامل ہیں۔ غیر جانب دار تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ تمام سویلین ہلاکتیں امریکی اور افغان فورسز کی اندھادھند کارروائیوں اور فضائی حملوں میں ہوئی ہیں۔ تازہ واردات ۱۱ مارچ کو ہوئی ہے جس میں امریکی فضائی حملوں میں ۲۲ عام افغان شہری شہید ہوئے ہیں۔ واضح رہے کہ کچھ عرصہ قبل فاتو بن سودا کے ایک بیان کے

مطابق افغانستان میں سی آئی اے ایجنٹس نے خفیہ عقوبت خانے بنا کر انسانیت سوز جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور اس بات کے ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں۔

ٹرمپ ملکہ آستر کی طرح ہیں جنہوں نے یہودیوں کو بچایا:

مائیک پومپیو سے جب ایک عیسائی نشریاتی ادارے نے یہ سوال کیا کہ کیا ٹرمپ کو بالکل ویسے ہی منتخب کیا گیا ہے جیسے ملکہ استر (Esther) کو خدا نے منتخب کیا تھا تا کہ یہودیوں کو بچایا جائے تو اس کے جواب میں مائیک پومپیو نے کہا:

As a Christian، I certainly believe that is possible

ایک عیسائی کی حیثیت سے میرا عقیدہ ہے کہ ایسا ممکن ہے

اور پھر یوں کہا:

I am confident that lord is at his work here

”مجھے یقین ہے کہ خدا یہاں (یروشلم میں) اپنا کام کر رہا ہے“۔

مائیک پومپیو اسرائیل جانے والا ایسا پہلا وزیر خارجہ ہے جسے اسرائیلی وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو اپنے ہمراہ یہودیوں کی مقدس ترین عبادت گاہ ”دیوار گریہ“ پر لے کر گیا۔ جس دن وہ اسرائیل میں موجود تھا، وہ یہودیوں کے لئے ایک جشن کا دن ہوتا ہے۔ یہودی عقائد کے مطابق اس دن، انہیں ایک ملکہ نے اجتماعی قتل عام سے بچایا تھا۔ اس دن کو یہودی پورم (purim) کہتے ہیں۔

جس انداز میں کھل کر ٹرمپ نے اسرائیل کی مدد کی ہے ایسی ہمت تو شاید سابقہ امریکی حکمرانوں میں بھی نہ تھی۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو امریکی سینٹ میں یہ بل پاس ہوا کہ امریکہ اپنا سفارت خانہ مقدس شہر یروشلم میں منتقل کر کے اسے اسرائیل کے دارالحکومت کا درجہ عطا کرے۔ لیکن اس کے باوجود بل کلنٹن جارج بش اور اوباما اس عمل سے دور رہے۔

لیکن ۱۶ دسمبر ۲۰۱۷ء کو ڈونلڈ ٹرمپ نے یروشلم کو اسرائیل کے دارالحکومت کی حیثیت سے تسلیم کر لیا اور امریکی سفارت خانے کو بھی وہاں منتقل کرنے کا اعلان کر دیا۔ یہ معاملہ یہاں ختم نہیں ہوا، بلکہ ۲۲ مارچ ۲۰۱۹ء کو ڈونلڈ ٹرمپ نے اس بات کا اعلان کیا کہ شام کی گولان کی پہاڑیاں جو اسرائیل نے ۱۹۶۷ء میں قبضے میں لی تھیں، ان پر اسرائیل کا حق تسلیم کر لیا جائے گا۔ گیارہ مارچ ۲۰۱۹ء کو امریکی سفیر ڈیوڈ فریڈ مین اسرائیلی وزیر اعظم کے ساتھ اسی متنازعہ علاقے میں گیا تا کہ امریکی ارادہ دنیا پر واضح کر سکے۔

نیویارک کی بندرگاہ سے ۷ کروڑ ۷۰ لاکھ ڈالر مالیت کی کوکین برآمد:

امریکی حکام نے نیویارک اور نیو وارک بندرگاہ سے ڈیڑھ میٹرک ٹن کوکین پکڑ لی گئی، کسی شخص کو گرفتار نہیں کیا گیا، واقعے کی تحقیقات جاری ہیں۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق امریکی حکام نے بتایا کہ کوکین کی مالیت ۷ کروڑ ۷۰ لاکھ ڈالر ہے جو ۱۰/ ارب ۶۷ کروڑ روپے بنتی ہے، حکام کے مطابق یہ نیویارک پورٹ پر ۲۵ سال میں پکڑی گئی کوکین کی سب سے بڑی مقدار ہے۔ ذرائع کے مطابق ۳۲۰۰ پونڈ وزنی سفید پاوڈر کے ۶۰ بنڈل کینٹینرز میں رکھے گئے تھے۔

امریکی وسطی میدانی ریاستوں میں ۵۰ سالہ تاریخ کا بدترین سیلاب:

امریکہ کے وسط میدانی علاقوں کو ۵۰ سالہ تاریخ کے بدترین سیلاب کا سامنا ہے۔ کئی علاقے پانی میں ڈوب گئے۔ موسم سرما کے اختتام پر آنے والے طوفان نے امریکہ کے وسط میدانی علاقوں میں شدید تباہی مچائی۔ سیلابی صورتحال کے باعث آئیوا، میزوری، نبراسکا سمیت وسطی میدانی ریاستوں کے کئی علاقے زیر آب آ گئے۔ حادثات میں دو افراد ہلاک ہو گئے۔ گھر اور گاڑیاں کئی فٹ پانی میں ڈوب گئیں۔ دریا کنارے آباد علاقوں میں پانی کو روکنے کے لیے شہری اپنی مدد آپ کے تحت تیاریاں کر رہے ہیں۔

امریکی جنگی طیاروں، بحری جہازوں کو عمان کے ہوائی اڈے اور بندرگاہیں استعمال کرنے کی اجازت مل گئی:

عمان کی سرکاری نیوز ایجنسی نے بتایا کہ فریم ورک معاہدے کے تحت عمان امریکی عسکری تعلقات کو فروغ دینا ہے۔ طے پانے والے معاہدے کی رو سے امریکی فورسز عمان کے ہوائی اڈے اور بندرگاہوں کی سہولیات حاصل کر سکے گی خصوصاً بندرگاہ ’دقم‘ شامل ہے۔ واضح رہے کہ دقم بندرگاہ جنوبی عمان میں بحیرہ عرب میں واقع ہے جو خلیج فارس اور گلف آف عمان کے بحری راستے سے محض ۵۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر قائم ہے۔ خیال رہے کہ خلیج فارس اور گلف آف عمان کے اس تنگ بحری راستے سے روزانہ تیل کی بڑی سپلائی ہوتی ہے اور جغرافیائی لحاظ سے انتہائی اہم تصور ہوتی ہے۔

ایران نے سعودی عرب اور خلیجی ممالک سے اختلاف کی بنیاد پر اسی بحری راستے کو متعدد مرتبہ بند کرنے کی دھمکی دی تھی۔ تنگ بحری راستے کو عالمی گزرگاہ کی حیثیت بھی حاصل ہے اور امریکی اور ایرانی فورسز کو اس جگہ پر کشیدگی کا سامنا رہا ہے۔ واضح رہے کہ خلیجی ممالک میں سب سے زیادہ امریکی ملٹری بیس قائم ہیں خصوصاً قطر میں ۱۰ ہزار امریکی فوجی تعینات ہیں۔

گو کہ اس پیش رفت کو میڈیا ”امریکہ ایران کشیدگی“ کے تناظر میں دکھا رہا ہے لیکن اہل نظر خوب جانتے ہیں کہ ایران اور امریکہ کے مابین عرصہ دراز سے چلنے والی کشیدگی نورا کشتی ہی ہے جبکہ اصلاً امریکہ کے خطے میں وسیع تر مفادات ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ عمان کے قریب مصیرہ جزیرے پر بھی غیر ملکی افواج عرصہ دراز سے موجود ہیں۔

☆☆☆☆☆

سرزمینِ جہاد 'افغانستان کے تازہ احوال

مصدر: امارت اسلامیہ کی اردو ویب سائٹ 'الامارہ ڈاٹ نیٹ'

جہاد نے امریکہ کو جھکنے پر مجبور کیا:

معروف امریکی اخبار 'واشنگٹن ٹائمز' نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ "امریکہ افغانستان میں ایک ایسی جنگ میں پھنس چکا ہے کہ اس کا اختتام نہیں ہے۔ امریکی فوج کا افغانستان سے فوری انخلا ضروری ہے"۔ رپورٹ میں قطر میں امارت اسلامیہ اور امریکہ کے درمیان جاری مذاکرات کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے "اگر یہ مذاکرات بغیر نتیجہ ختم ہوئے، تب بھی امریکہ کو افغانستان سے انخلا کرنا چاہیے"۔

حملہ آوروں نے افغانستان پر یلغار کے وقت یہ خیال کیا تھا کہ اس ملک کو جلد ہی تسخیر کر لیا جائے گا۔ امریکہ یہاں بیٹھ کر خطے میں اپنے مفادات کا تحفظ کرے گا۔ بش نے کہا تھا کہ افغانستان سے جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ جب کہ بلیئر نے کہا تھا کہ کم از کم پچاس سال افغانستان میں رہیں گے۔ مغرور دشمن یلغار کے وقت زر خرید میڈیا کے ذریعے اپنے فوجی وسائل اور ٹیکنالوجی کی نمائش کر رہا تھا۔ وہ دن رات پشتو اور فارسی میں کرائے کے صحافیوں کے ذریعے افغان عوام کے زخموں پر نمک پاشی کر رہے تھے۔ دشمن کا دعویٰ تھا کہ وہ ایف 16، بی 52، ڈرون طیاروں، کروز میزائل، کلسٹر بموں، بکتر بند گاڑیوں اور جدید ٹیکنالوجی سے لیس ہے۔

امارت اسلامیہ نے حملہ آوروں سے کہا تھا کہ وہ جوش کے بجائے ہوش سے بات کرے۔ بش اور بلیئر نے دانش مندی کے بجائے جذباتی فیصلہ کیا۔ وسائل پر اعتماد کرنے سے ان کی عقل سلب ہوگئی تھی۔ وہ دھمکیوں پر اتر آئے۔ سپرپاور ملک کی حیثیت سے غریب اور جنگ زدہ ملک پر چڑھائی کی۔ اس وقت امارت اسلامیہ کے بانی امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے دشمن کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ "یہ درست ہے کہ ہتھیار موت کے اسباب ہیں، مگر موت سے بچانے کے اسباب نہیں ہیں"۔ دنیا ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے اس معنی خیز جملے کا مفہوم آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ مجاہدین معمولی ہتھیاروں کے ساتھ مغرور دشمن کے بڑے بڑے فوجی اڈوں میں قیامت صغری برپا کر دیتے ہیں۔ دشمن کو اسی کے فوجی اڈوں میں چُن چُن کر ہلاک کر رہے ہیں۔

افغان عوام نے امریکی جارحیت کے شروع دن سے یہ کہا تھا کہ ہم اپنی دھرتی پر قابض فوج کا ناجائز قبضہ تسلیم نہیں کریں گے۔ اپنے دین اور وطن کے دفاع کے لیے مزاحمت جاری رکھیں گے۔ جارحیت پسندوں اور دفاعی ماہرین نے افغان عوام کے اس موقف پر حیرت کا اظہار کیا۔ اسے پاگل پن قرار دیا۔ سب کہتے تھے کہ جدید ٹیکنالوجی سے لیس اتحادی افواج کا مقابلہ ممکن نہیں ہے۔ انہوں نے جہاں بھی حملہ کیا ہے، وہاں کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیے ہیں۔ تاہم افغان عوام نے اللہ کی مدد اور ایمانی قوت سے ٹیکنالوجی کو شکست دے کر تاریخ رقم کی۔ ماضی کی طرح موجودہ دور میں بھی ایک سپرپاور اور ظالم قوت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔ افغان عوام نے امارتِ اسلامیہ کی قیادت میں دشمن کے متعدد منصوبوں اور حربوں کو ناکام بنایا۔ ملک کے نصف سے زائد حصے سے حملہ آوروں اور کٹھ پتلی حکومت کا صفایا کیا۔ مجاہدین کی کامیاب کارروائیاں جاری ہیں۔ روز بروز دشمن کے گرد گھیرا تنگ ہو رہا ہے۔ مظلوم عوام کو ظلم اور جبر سے نجات مل رہی ہے۔ دنیا کے بیشتر سیاست دانوں اور خاص طور پر امریکی امور کے ماہرین کو یقین ہے کہ امریکہ افغان جنگ ہار چکا ہے۔

امریکہ اپنی تاریخ کی طویل جنگ میں کامیابی حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ جب کہ طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔ لہٰذا امریکہ کو چاہیے وہ ہوش کے ناخن لے اور فوری طور پر افغانستان سے انخلا کرے۔ ورنہ برطانیہ اور روس کی تاریخ دہرائی جائے گی۔ افغانستان اس کی شان و شوکت کا قبرستان بن جائے گا۔

ظلم کا تکرار شکست کا اظہار ہے:

گزشتہ چند ایام سے جارحیت پسندوں اور کابل انتظامیہ نے ایک بار پھر نہتے شہریوں کو نشانہ بنانے اور ان کے مکانات مسمار کرنے کا سلسلہ تیز کر دیا ہے۔ دشمن کی وحشیانہ بمباری، چھاپوں اور حملوں میں درجنوں شہری شہید اور زخمی ہوئے۔ بدقسمتی سے ظلم کا یہ سلسلہ ملک بھر میں جاری ہے۔

کابل انتظامیہ اور حملہ آوروں کے انسانیت دوستی کے نعروں کے شور سے لوگ بہرے ہو گئے ہیں، مگر ان کے ہاں تحقیقات کے لیے کوئی ادارہ موجود نہیں ہے، جو شہری ہلاکتوں کی تحقیقات کرے۔ قصورواروں کو سزا دے۔ تاہم امارت اسلامیہ نے شہری ہلاکتوں کی روک تھام کے لیے خصوصی کمیشن قائم کیا ہے۔ وہ شہری ہلاکتوں کی تحقیقات کرنے کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ شہریوں کو نقصان پہنچانے کے جن واقعات میں مجاہدین ملوث پائے جاتے ہیں، انہیں انصاف کے کٹہرے میں لایا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ شرعی اصولوں کے معاملہ کیا جاتا ہے۔

شہری ہلاکتوں میں اضافہ باعث تشویش اور افسوس ناک امر ہے۔ کابل انتظامیہ اور جارحیت پسندوں کو چاہیے وہ شہریوں کے جانی اور مالی نقصان سے اجتناب کریں۔ دشمن کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ نہتے شہریوں کو نشانہ بنانے اور گرفتار کرنے سے اپنی بقا کے ستون مضبوط نہیں ہو کر سکتے۔ نہتے شہریوں کو نشانہ بنانا ناقابل معافی جرم اور بزدلی کی انتہا ہے۔

دشمن یاد رکھے مظلوم شہریوں کا بدلہ ضرور لیا جائے گا۔ ہمیں یقین ہے اللہ تعالیٰ سفاک دشمن سے افغان مظلوم عوام کا بدلہ ضرور لے گا۔ مجاہدین عوام کی جان، مال اور عزت کے تحفظ کے لیے پرعزم ہیں۔ وہ ظالم دشمن سے اپنے مظلوم لوگوں کا بدلہ لینے کے لیے پرعزم ہیں۔

قابض فوج اور کابل انتظامیہ نے شروع دن سے مجاہدین کا مقابلہ کرنے کے بجائے نہتے شہریوں کے قتل عام کو ترجیح دی ہے۔ بزدل دشمن میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ مجاہدین کا سامنا کرے۔ اس لیے وہ مظلوم عوام سے بدلہ لینے کی پالیسی پر کاربند ہے۔ سفاک دشمن ان مظالم کے ذریعے اپنے اہل کاروں کو حوصلہ دے سکتا ہے اور نہ ہی اپنی ناکامی چھپا سکتا ہے۔ روز روشن کی طرح واضح ہے افغان عوام کے خلاف جارحیت پسندوں اور کابل انتظامیہ کا جاری ظلم ان کی شکست کا اظہار ہے۔

مجاہدین سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے:

پچھلے کچھ دنوں سے مجاہدین صوبہ بادغیس کے مختلف اضلاع میں دشمن کے فوجی اڈوں اور چوکیوں پر حملے کر رہے ہیں۔ جن کے نتیجے میں درجنوں چوکیاں فتح اور اہم علاقے دشمن کے کنٹرول سے نکل گئے ہیں۔ درجنوں فوجیوں نے پسپائی اختیار کی اور ضلع بالا مرغاب میں پڑوسی ملک ترکمانستان کی سرحد پر پہنچ کر وہاں محصور ہو گئے ہیں۔ کابل انتظامیہ کی صوبائی کونسل کے ڈپٹی سربراہ افضلی نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ بادغیس کی صورت حال حکومت کے کنٹرول سے نکل چکی ہے۔ بادغیس کے زیادہ تر علاقوں پر طالبان کا کنٹرول ہے۔

حکومت کے کنٹرول میں صرف صدر مقام قلعہ نو باقی ہے۔ اس نے کہا کہ طالبان نے بالا مرغاب میں فرنٹ لائن میں موجود فوجیوں کو شکست دی ہے۔ بلا شبہ وہ صوبائی صدر مقام پر بھی کنٹرول حاصل کر لیں گے۔ اس نے کہا کہ بادغیس میں موجود فوجیوں کے حوصلے پست ہیں۔ اب تک درجنوں فوجی ہلاک، زخمی اور درجنوں اہل کار ترکمانستان کی سرحد پر پہنچ گئے ہیں۔

دوسری جانب امارت اسلامیہ کے ترجمان جناب قاری یوسف احمدی نے بھی ایک وضاحتی بیان جاری کیا ہے۔ اس کے مطابق مجاہدین نے بادغیس کے ضلع بالا مرغاب میں وسیع پیمانے پر کارروائیوں کے نتیجے میں ۲ ہزار گھروں پر مشتمل علاقے 'مورچاق' پر کنٹرول حاصل کیا ہے۔

تین فوجی اڈوں اور کئی چوکیوں سے اجرتی اہل کار فرار ہو گئے ہیں۔ سو سے زائد اہل کار ترکمانستان کی سرحد پر پہنچ گئے۔ وہ بارڈر عبور کرنا چاہتے ہیں، مگر ترکمن فوج نے انہیں اجازت نہیں دی۔ وہ وہیں محصور ہو گئے، جن میں سے ۴۲ اہل کار سرنڈر ہو گئے۔ قاری یوسف احمدی نے کہا کہ طالبان نے ان محصور اہل کاروں سے کہا ہے کہ وہ ہتھیار ڈال دیں، تاکہ وہ ہلاکت سے بچ جائیں۔ اب تک تقریباً پچاس کے قریب فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ توقع ہے مزید فوجی بھی سرنڈر ہو جائیں گے۔

بادغیس ملک کے مغرب میں واقع ایک پہاڑی اور خشک میوہ جات سے مالا مال صوبہ ہے۔ اس کا مغربی حصہ ہرات، مشرقی حصہ فاریاب، شمالی سرحد ترکمانستان اور جنوبی حصہ صوبہ غور سے منسلک ہے۔ ۲۳ ہزار مربع کلو میٹر رقبے پر واقع یہ صوبہ چھ اضلاع پر مشتمل ہے۔ سیاسی مبصرین اور تجزیہ کاروں کے مطابق بادغیس کے مضافات میں امارت اسلامیہ کی کامیاب کارروائیوں کے نتیجے میں کابل انتظامیہ کے سیکڑوں فوجیوں کی پسپائی نے ثابت کر دیا کہ وہ امریکی فوج کے انخلا کی بازگشت سے خوف زدہ اور حواس باختہ ہیں۔ سیکڑوں فوجی خود کو محفوظ نہیں سمجھتے ہیں۔ اس لیے پڑوسی ملک میں پناہ لینے کے لیے وہاں فرار ہو گئے تھے۔ اگر امریکہ نے عملی طور پر اعلان کیا کہ وہ افغانستان سے فوج کو واپس بلائے گا تو کابل انتظامیہ کی اجرتی فورسز کا انجام کیا ہو گا، یہ افغان فوج کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

اب بھی وقت ہے وہ اپنے سابقہ اعمال پر ندامت کا اظہار کریں۔ صلیبی جارحیت پسندوں کی جارحیت اور کابل انتظامیہ کے دفاع اور تحفظ سے دست بردار ہو جائیں۔ اپنی قوم کا ناحق خون بہانے سے توبہ کریں۔ یہی واحد راستہ ہے کہ جو انہیں دنیا کی ذلت و مصیبت اور آخرت کے عذاب سے بچا سکتا ہے۔

فوج کی ذلت آمیز زندگی و موت:

کابل انتظامیہ میں شامل تمام حکام ایک دوسرے کے شدید مخالف ہیں۔ ان کے باہمی اختلافات عروج پر پہنچ گئے ہیں۔ بدعنوانی، چوری، رشوت اور جعل سازی کا بازار گرم ہے۔ دوسری طرف مجاہدین ان کے اہل کاروں پر ہر جگہ حملے کر رہے ہیں۔ ملک بھر میں سیکڑوں فوجی مارے جاتے ہیں۔

گزشتہ دنوں میں بادغیس کے ضلع بالا مرغاب کی جنگ میں ۲۷ فوجی ہلاک ہوئے۔ سو اہل کار ترکمانستان فرار ہونے کے بعد واپس آ گئے۔ انہیں مجاہدین نے ہتھیاروں، گولہ بارود اور فوجی گاڑیوں سمیت گرفتار کر لیا۔ درجنوں زخمی اور لاپتہ ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے علاقوں میں گزشتہ ایک ہفتے کے دوران ۱۴۰ فوجی مجاہدین کے ہاتھوں جنگ میں ہلاک ہو چکے ہیں۔

دریں اثنا اروزگان کے ضلع دہراود میں امریکی طیاروں کی فوجی اڈے پر بمباری سے ۷ اہل کار ہلاک اور دس زخمی ہو گئے۔ افغان فوج کی بڑھتی ہلاکتوں کو دیکھ کر ہر کوئی

اندازہ کر سکتا ہے کہ قابض فوج اور کابل انتظامیہ اقتدار اور بدعنوانی کے لیے آپس میں دست و گریبان ہیں۔ وہ فوج کی ہلاکتوں سے بے حد بے پرواہیں۔

میڈیا کی ایک خبر کے مطابق بادغیس میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کی لاشیں ان کے گھر بھیجی گئیں تو ایک فوجی کی لاش گم ہو گئی تھی۔ چنانچہ کسی دوسرے فوجی کی لاش تابوت میں ڈال کر اس کے خاندان کے سپرد کی گئی۔ جب گمشدہ لاش کے خاندان اور رشتہ داروں نے اجنبی لاش دیکھی تو انہوں نے احتجاج کیا اور کابل انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ ہمیں ہماری میت حوالے کی جائے۔

کابل انتظامیہ کے سپاہی بھوک اور پیاس کی وجہ سے جنگ کا میدان چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرتے ہیں یا ہتھیار ڈال کر سرنڈر ہو جاتے ہیں۔ ہلاک ہونے کے بعد ان کی لاشوں کے ساتھ مذکورہ بالا رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ ان کی زندگی اور موت دونوں ایسی شرم ناک ذلت کی شکار ہیں۔

کسی افغان سپاہی میں اب تک اتنا احساس پیدا نہیں ہوا کہ وہ آخر کیوں اور کس لیے ان سفاک حکمرانوں اور کافر دشمن کے لیے اپنا لہو ضائع کر رہا ہے۔ اپنے مسلمان، حریت پسند اور محب وطن مجاہدین کے خلاف کیوں لڑ رہا ہے؟

قابض فوج کی کمان میں لڑنے والے فوجیوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ ان حکمرانوں کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں، جو حالت جنگ میں انہیں ہتھیار فراہم کرنے، بھوک اور پیاس کے لیے کھانا مہیا کرنے کے بجائے ان پر فضائی حملے کروا رہے ہیں۔ ان کی لاشوں کو جنگلی جانوروں اور درندوں کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ نامعلوم قبروں پر ان کے نام کی تختی لگا کر ان کے خاندانوں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کیا اس ذلت کے بعد بھی کسی سپاہی میں اتنا شعور، احساس اور غیرت کا جذبہ پیدا نہیں ہوا کہ وہ اپنے خاندان اور آخرت کے بارے میں غور و فکر کرے۔

اس صورت حال میں فوج کو خود فیصلہ کرنا چاہیے کہ وہ امارت اسلامیہ کی جانب سے عام معافی کے اعلان سے فائدہ اٹھا کر غیر مفید اور ناجائز جنگ سے دست بردار ہو جائے۔ یہ احساس پیدا کیا جائے کہ وہ آخر کیوں اور کس کے لیے خود کو قربان کر رہی ہے؟ ان کی زندگی اور موت دونوں ذلت میں ہیں۔ جس پر انسانیت شرما گئی ہے۔ کابل انتظامیہ کو بھی یہ احساس کرنا چاہیے کہ وہ قابض فوج کے مفادات کے لیے ملک کو مزید تباہ نہ کرے۔ ان جاہل نوجوانوں کو فوج کے نام پر اپنے اقتدار کی ہوس میں قربان نہ کرے۔ ان کی جہالت اور مجبوری سے غلط فائدہ نہ اٹھائے۔

ظلم و سربریت اور عوامی ذمہ داری:

کابل کٹھ پتلی انتظامیہ اپنے ماضی کی نسبت اس وقت سب سے زیادہ سیاسی کشیدگی۔ عسکری میدان میں ناکامیوں۔ عوامی نفرت۔ مختلف سیاسی جماعتوں اور این جی اوز کی مخالفت کے علاوہ اپنے فوجیوں کے جنگ سے فرار جیسی مشکلات کا شکار ہے۔ کابل انتظامیہ حواس باختہ ہو کر مدد کے لیے ادھر ادھر دیکھ رہی ہے، مگر اسے کہیں بھی مددگار نظر نہیں آ رہا۔ وہ اب ہر شخص کو اپنا دشمن سمجھ رہی ہے۔

غیر ملکی جارحیت پسندوں کی جانب سے فراہم کیے جانے والے ٹینک، طیارے اور دوسرے مہلک ہتھیار کٹھ پتلی انتظامیہ نے اپنے نہتے عوام کے خلاف استعمال کرنا شروع کر دیے ہیں۔ اشرف غنی میں مجاہدین کے ساتھ لڑنے کی سکت باقی نہیں رہی۔ جب بھی امارت اسلامیہ کے مجاہدین سے ان کا سامنا ہوا ہے تو افغان فوجی ہتھیار ڈال دیتے ہیں یا ترکمانستان فرار ہو جاتے ہیں۔ اُن کی لاشیں سنگین، فراہ، لوگر، قندوز، بغلان اور اروزگان جیسے جنگی میدانوں میں سڑتی رہتی ہیں۔ یہ فوج عوام پر ظلم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی۔ اس کی سیکڑوں مثالیں سوشل میڈیا پر دیکھی جاسکتی ہیں۔ صرف گزشتہ چند ایام میں ۱۰۵ سے زائد عام شہری شہید کیے جاچکے ہیں، جن میں زیادہ تعداد خواتین اور بچوں کی ہے۔ جب کہ جو میڈیا پر نہیں آئے، ان کی تعداد علیحدہ ہے۔ یہ ظلم و ستم بے بس اور نہتے عوام کے لیے ایک امتحان ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالی اس کا انتقام ظالموں سے ضرور لے گا۔

ان حالات میں عوام صبر کریں اور رُخصت پر عمل کریں تو اس کی گنجائش ہے۔ البتہ یاد رکھیں اس صورت میں بھی کفار اور ان کی کاسہ لیس کابل انتظامیہ کے وحشی اہل کار انہیں آج نہیں تو کل ضرور نشانہ بنائیں گے۔

اگر دوسری جانب عزیمت اور مزاحمت کا راستہ اپناتے اور مظالم کے خلاف متحد ہو کر آواز اٹھاتے ہیں، کسی بھی صورت میں مجاہدین کے ساتھ محاذوں کا رخ کرتے ہیں، مظاہروں اور کچھ آزاد میڈیا فورمز اور سوشل میڈیا کے ذریعے آواز اٹھاتے ہیں یا حتی الوسع اشرف غنی کی ظالم ٹیم کے خلاف کوئی راستہ اپناتے ہیں تو یہ ان کے لیے نجات، عزت اور کامیابی کی طرف قدم ہو گا۔

جارحیت پسند کفار یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ کابل انتظامیہ کے ان تمام مظالم کے پیچھے امریکی جارحیت پسندوں کا حکم اور ان کے فراہم کردہ ہتھیار اور فنڈز ہیں۔ کٹھ پتلی انتظامیہ امریکی اجازت کے بغیر کوئی آپریشن نہیں کر سکتی۔ ان تمام تر مظالم میں امریکہ برابر کا شریک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے کہ اللہ ان لوگوں کی مدد و نصرت کرتا ہے، جو اللہ کے دین کے لیے غیرت دکھاتے ہیں۔ اللہ ان لوگوں کو ضرور ذلیل کرے گا، جنہوں نے ظلم، جبر اور وحشت کا بازار گرم کر رکھا ہو۔ افغانستان کے مظلوم عوام کو یقین ہے کہ ۲۰۱۹ء افغان مجاہد عوام کے لیے کامیابیوں اور دشمن کے لیے ذلت اور شکست کا سال ثابت ہو گا۔ ان شاء اللہ

طالبان فاتح بن کر آئیں گے:

امارتِ اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے 'شمشاد ٹیلی ویژن' کو انٹرویو دیتے ہوئے اہم موضوعات پر مختلف سوالوں کے معقول جوابات دیے۔

- ہم امریکہ کو افغانستان کے اندرونی معاملات پر بات کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ ہم اس کے ساتھ صرف انخلا کے معاملے پر بات کر سکتے ہیں۔
- بین الافغان تنازعات بات چیت کے ذریعے حل کیے جانے چاہییں۔ کابل انتظامیہ امریکہ کے مفادات کے لیے ڈیزائن کی گئی ہے۔ وہ ہمارا مخالف فریق نہیں ہے۔
- جارحیت کے حامیوں کو افغان عوام نے ہلاک کیا ہے۔ جارحیت کے حامی افغان عوام کے خلاف بر سرِ پیکار ہیں۔ جتنے بھی ہلاک ہوئے ہیں، ان کی تعداد اہم نہیں ہے۔
- اسلامی اقدار کے تحت میڈیا کی آزادی، سول ادارے اور سیاسی ڈھانچے بر قرار رہیں گے۔ تاہم ان میں اصلاحات کی گنجائش بہر حال موجود ہے۔ اگر وہ افغانستان اور دینی اقدار کے مخالف ہیں، تو انہیں ختم کر دیا جائے گا۔
- طالبان فاتح کے طور پر آنے کے قابل ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ۱۸ سال سے ملک کی آزادی کا دفاع کیا ہے۔

مختصر یہ کہ شمشاد ٹی وی چینل کو دیے گئے کو انٹرویو منصفانہ انداز اور آزاد ضمیر کی عینک سے دیکھا جائے تو اس حقیقت کو ضرور تسلیم کیا جائے گا کہ امارت اسلامیہ کی بنیاد، حکمت عملی، جدوجہد اور بصیرت اسلام اور افغان تناظر میں تاریخی مقام رکھتی ہے۔ امارت اسلامیہ نے اٹھارہ برس کے دوران تنہا امریکہ اور ۴۹ قابض ملکوں کا مقابلہ کیا ہے۔ ان کے ہر قسم کے ہتھکنڈے اور حربے ناکام بنائے اور دشمن کی ظالمانہ پالیسیاں فنا کیں۔ مغرور دشمن کی ٹیکنالوجی کو قوتِ ایمانی کی بدولت شکست دے کر اسلام کا بول بالا کیا۔ اعداد و شمار کے مطابق طالبان کو کمزور کرنے کے لیے ۲ ٹریلین ڈالر خرچ کیے گئے۔ اللہ کے فضل و کرم سے طالبان کو فوجی میدان میں ایک انچ بھی پسپا نہیں کیا جا سکتا۔

تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مغرور امریکہ نے کسی ملک یا تنظیم کے ساتھ اتنے طویل مذاکرات کیے ہوں، جیسا وہ طالبان کے ساتھ کر رہا ہے۔ یہ امریکہ کی کسمپرسی کی نشانی ہے۔ آج امریکہ مذاکرات کی میز پر آیا ہے اور طالبان کے ساتھ مذاکرات جاری ہیں۔ بلاشبہ یہ ان قربانیوں کا نتیجہ ہے، جو ہمارے مجاہدین نے خالی ہاتھوں امریکی جارحیت کے خلاف دی ہیں۔ آج انہی گراں قدر قربانیوں کی بدولت مجاہدین فاتحانہ مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ہم ذبیح اللہ مجاہد کی اس بات کا بڑے فخر کے ساتھ اعادہ کرتے ہیں کہ

"جی ہاں! طالبان کا حق ہے کہ وہ فاتح کی حیثیت سے دوبارہ آئیں گے"۔

انہوں نے ۱۸ برس سے امریکہ اور ۴۹ ممالک کی فوج کے تمام مظالم کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے۔ امریکی جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ اس دھرتی پر مجاہدین نے اپنی جانیں نچھاور کیں۔ اس لیے پوری دنیا ان کے سامنے جھک گئی۔ اب وہ بہت جلد فاتح بن کر کابل آئیں گے۔ ان شاء اللہ

امارت اسلامیہ کی کامیابی کا راز:

اسلام احکامات کی اتباع میں بنیادی طور پر مسلمانوں اور دنیا بھر کے انسانوں کی کامیابی مضمر ہے، تاہم احکاماتِ دینیہ میں سب سے اہم حکم 'حکمِ جہاد اور کفر سے نفرت کرنا ہے! جس سے عصر حاضر میں پہلو تہی کی جاتی ہے۔

اسی علت نے اسلام کے دیگر احکامات کو بھی متزلزل کر دیا اور دین کی عدم اہمیت کو کفار کے دلوں میں راسخ کر دیا۔

چنانچہ کفار نے مسلمان ممالک پر بے دھڑک حملے کر کے اپنی خواہش کے مطابق نظام ان ممالک پر مسلط کر دیا اور یوں اسلامی نظام بازیچہ اطفال بن کر رہ گیا۔

یہی وجہ ہے کہ کفر کی عظمت اور اسلام کا رعب اہل ایمان کے دلوں سے مسخ ہو کر رہ گیا اور مسلمانوں کی حیثیت کفار کے ساتھ ثرید کے پیالے کی طرح تر نوالہ ثابت ہوئی۔

مگر افغان غیور عوام نے امارت اسلامیہ کی قیادت میں اپنی روایات اور دینی غیرت کا ثبوت دے کر افغان سرزمین کو کفری طاقتوں کے لیے تر نوالے کی جگہ گلے میں پھنسنے والی ہڈی بنا دیا اور اٹھارہ سال تک نہتے ہو کر مٹھی بھر طالبان کے ساتھ عالمی کفری طاقت امریکہ کو ایسی عبرت ناک شکست دے دی جس سے اسلام اور مسلمانوں کا سینہ ٹھنڈا ہو گیا اور اب دنیا کے نقشے پر امارت اسلامیہ بھرپور انداز میں ابھر کر سامنے آیا۔ اس کی بنیادی وجہ کفر سے نفرت اور اللہ سے محبت ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں یہ وجہ سمجھائے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

☆☆☆☆☆

بچہ بغل میں، ڈھنڈورا شہر میں!

مسعود احمد

ممتاز ولندیزی صحافی بیٹے ڈیم (Bette Dam) نے اپنی ایک تازہ کتاب میں انکشاف کیا ہے کہ طالبان کے بانی ملا عمر ۲۰۰۱ء میں امریکی حملے کے بعد سے ایک دن کے لیے بھی افغانستان سے باہر نہیں گئے، بلکہ وہ ۲۰۱۳ء میں اپنی موت تک افغان صوبے زابل کے صدر مقام قلات میں امریکی فوجی اڈے سے چند گز کے فاصلے پر مٹی کے ایک کچے گھر میں رہے۔ امریکی حکومت نے ملا عمر کے سر کی قیمت ایک کروڑ ڈالر مقرر کی تھی۔ ولندیزی زبان میں اس کتاب کا عنوان Op Zoek Naar De Vijand یا ''دشمن کی تلاش'' ہے۔ امریکہ نے اس انکشاف پر کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا، لیکن کابل حکومت نے بیٹے ڈیم کے تجزیئے کو بکواس قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ملا عمر سقوطِ کابل کے فوراً بعد پاکستان چلے گئے تھے۔

۴۰ سالہ بیٹے ڈیم نے جامعہ ایمسٹرڈیم سے صحافت میں ایم اے کیا اور اس کے بعد عملی صحافت شروع کر دی۔ بیٹے ڈیم انٹرنیٹ اور خبر ایجنسیوں کی اطلاعات پر بھروسہ کرنے کے بجائے زمینی حقائق کے مشاہدے کے لیے خود ان علاقوں کا دورہ کرتی ہے۔ اس سلسلے میں عراق، افغانستان اور شام جا چکی ہے۔ ملا عمر اور طالبان پر تحقیق کے لیے بیٹے ڈیم ۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۴ء تک مسلسل کابل میں رہیں۔ اسی بنا پر اسے فارسی اور پشتو پر بھی عبور حاصل ہے۔ یہ خاتون ایک مؤقر امریکی مرکزِ دانش زومیا سینٹر (Zomia Center) سے وابستہ ہے۔ زومیا سینٹر دراصل جامعہ ایریزونا کے تحقیقی مرکز برائے Future of War and New America کا حصہ ہے، جو دنیا بھر میں جنگ، انقلابات اور سیاسی و معاشرتی تبدیلیوں پر تحقیق کرتا ہے۔

بیٹے ڈیم کی کتاب زومیا سینٹر نے شائع کی ہے۔ کابل انتظامیہ کی طرف سے میں نہ مانوں کی رٹ اپنی جگہ، لیکن مصنف کی پانچ برس کی تحقیق اور زومیا جیسے مؤقر ادارے کی طرف سے شائع ہونے والی اس کتاب کو اتنی آسانی سے رد نہیں کیا جا سکتا۔

بیٹے ڈیم نے اپنی کتاب میں لکھا کہ سقوطِ کابل کے ساتھ ہی ملا عمر زابل کے صدر مقام قلات کے ایک کچے سے مکان میں گوشہ نشین ہو گئے۔ تھوڑی ہی دن بعد ان کی ''رہائش گاہ'' سے چند قدم کے فاصلے پر امریکی فوج نے Laghman Forward Operating Base کے نام سے ایک بہت بڑا فوجی اڈا قائم کر دیا، لیکن ملا صاحب اطمینان سے اس کے سائے میں چھپے رہے۔ اس گھر کی جو تصویر جاری کی گئی ہے، اس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ وہاں نہ تو کوئی چہار دیواری ہے، نہ ہی کوئی گیٹ اور دربان۔ طالبان کے ترجمان کا کہنا ہے کہ ملا صاحب صبح کے وقت باہر آکر باغیچے میں بھی بیٹھا کرتے تھے۔

ڈیم کا کہنا ہے حساس محل وقوع کی وجہ سے امریکہ کی خفیہ ایجنسیاں علاقے کے گھروں پر نظر رکھا کرتی تھیں۔ ایک بار ملا صاحب باغیچے میں بیٹھے تھے کہ امریکی فوج کا ایک دستہ وہاں سے گزرا۔ ملا صاحب نے اخبار کو اس انداز میں اپنے منہ کے آگے کر لیا، جیسے وہ معمول کی اخبار بینی میں مصروف ہوں اور فوجی ان کے پاس سے کچھ کہے بغیر گزر گئے۔ ایک بار تو ان کے گھر کی تلاشی بھی لی گئی، لیکن لوگ انہیں پہچان نہ سکے۔

اس کتاب سے امریکہ کا یہ الزام قطعاً غلط ثابت ہوا کہ طالبان کی قیادت پاکستان میں مقیم تھی۔ آپ نے یقیناً کوئٹہ شوریٰ، سیٹلائٹ ٹاؤن ہیڈ کوارٹر، حقانی نیٹ ورک وغیرہ کا شور سنا ہوگا۔ امریکی قیادت ڈو مور کے نام پر پاکستانی حکومت کی جانب سے ان دہشت گردوں کی نشاندہی کے مطالبے کے باوجود امریکہ نے ان کے ٹھکانوں کا کوئی اتہ پتہ نہیں بتایا اور اب اس کتاب سے پتہ چلا کہ یہ لوگ کبھی پاکستان میں رہے ہی نہیں۔

ہماری بدنصیبی کہ ہمارے تجزیہ نگار اور دنیائے صحافت کے جغادری مغرب کی ہر بات کو من و عن درست تسلیم کرکے پاکستان کو بے دردی سے سنگسار کرنے میں ہندوستانی صحافیوں سے بھی آگے ہیں، لیکن اس چشم کشا انکشاف کے بعد جوابی بیانیہ تو ایک طرف، اس کتاب کی تفصیلات بھی پاکستانی میڈیا پر نظر نہیں آئی۔

قطر امن مذاکرات، نہ فیصلہ کن اور نہ مایوس کن:

قطر میں جاری طالبان اور امریکہ کے درمیان ۱۶ دن جاری رہنے والی بات چیت کسی فیصلہ کن نتیجے پر پہنچے بغیر ختم ہو گئی ہے۔ ملاقات کے بعد طالبان کے ترجمان نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

No breakthrough but no breakdown either

یقیناً ہمارے احباب کے کان میری طرف سے مولویوں اور باریش حضرات کی ''بے جا'' حمایت سن سن کر پک چکے ہیں، لیکن ایک بار پھر وہی مرحلہ درپیش ہے۔ میٹھے پشتو لہجے میں انگریزی کے اس مختصر سے جملے کے ذریعے طالبان کے ترجمان نے امید و رجا کی جو کیفیت بیان کی ہے، اس کی تعریف نہ کرنا بددیانتی ہوگی۔ شاید دریا کو کوزے میں بند کرنا اسے ہی کہتے ہیں۔ بات چیت کے حالیہ مرحلے کے اختتام پر ایک طویل ٹویٹ میں امریکی وفد کے سربراہ زلمے خلیل زاد نے کہا کہ ''طویل ملاقات کے اس مرحلے میں قیام امن کے حوالے سے مثبت پیش رفت ہوئی ہے۔ یہ بات تو طے ہے کہ امریکہ اور طالبان دونوں جنگ کے خاتمے اور امن کے قیام کے لیے پرعزم ہیں اور بات چیت کے دوران مختلف امور پر شدید اختلاف کے باوجود ہم درست سمت میں آگے بڑھ رہے ہیں۔''

دونوں جانب سے امید افزا اعلان اپنی جگہ، لیکن یہ بات طے ہے کہ قیام امن کے لیے مثبت پیش قدمی کے باوجود مذاکرات کا یہ مرحلہ بھی بے نتیجہ ختم ہو گیا۔ تاہم موجودہ مرحلے کی سب سے بڑی کامیابی دونوں فریقوں کی جانب سے ایجنڈے پر اتفاق ہے، جو کچھ اس طرح تھا:

- بعد از امن انسداد دہشت گردی کے موثر و قابل اعتماد اقدامات
- افغانستان سے غیر ملکی فوج کا انخلا
- افغان گروہوں کے درمیان بات چیت
- جنگ بندی

زلمے خلیل زاد نے کہا کہ ایجنڈے کے پہلے دو نکات پر معاہدے کے لیے مسودے پر اتفاق ہو چکا ہے۔ گویا امریکہ افغانستان سے نکلنے پر تیار ہے اور پسپا ہوتی فوج کو واپسی کا محفوظ راستہ دینے کے لیے طالبان جو یقین دہانیاں کرا رہے ہیں، اس پر امریکی وزارت دفاع المعروف **Pentagon** مطمئن ہے۔ اب اصل تنازعہ نئے بندوبست میں کابل سرکار کے کردار پر ہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ طالبان اشرف غنی سے مل کر انہیں یہ ضمانت دیں کہ امریکی فوج کی واپسی کے بعد کابل انتظامیہ کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ طالبان امن و انصاف کی ضمانت دینے کو تو تیار ہیں، لیکن وہ کابل حکومت کو امریکی کٹھ پتلی سمجھتے ہیں اور اس کے ساتھ بیٹھنے کو تیار نہیں۔ امریکی سفارتی ذرائع کا کہنا ہے کہ طالبان کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کہ اشرف غنی یا ان کا کوئی نمائندہ امن مذاکرات کے دوران امریکی وفد کا حصہ بن جائے، لیکن وہ کابل حکومت سے براہ راست گفتگو نہیں کریں گے۔ ملاقات کے بے نتیجہ ختم ہونے پر اشرف غنی حکومت نے اطمینان کا سانس لیا اور صدارتی ترجمان نے اپنے ایک ٹویٹ میں "اسلامی جمہوریہ افغانستان" اور طالبان کے درمیان براہ راست بات چیت جلد شروع ہونے کی امید ظاہر کی۔

بات چیت جاری رکھنے کی خواہش کے اظہار کے باوجود اگلی ملاقات کی تاریخ اور مقام کا اعلان نہیں کیا گیا۔ خیال ہے کہ زلمے خلیل زاد وطن واپس آ کر صدر ٹرمپ اور اپنے **Boss** مائیک پومپیو کو بات چیت کی تفصیلات سے آگاہ کرے گا، جس کے بعد امریکہ اپنے آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کرے گا۔ صدر ٹرمپ کو ریپبلکن پارٹی کے قدامت پسندوں کی طرف سے سخت مزاحمت کا سامنا ہے جو افغانستان سے امریکی فوج کے انخلا کو اپنی شکست سے تعبیر کر رہے ہیں۔ انہی لوگوں کے دباؤ پر صدر ٹرمپ نے شام میں ۲۰۰ فوجیوں پر مشتمل ایک علامتی موجودگی برقرار رکھنے کا اعلان کیا ہے، لیکن افغانستان کے مولویوں کے لیے اپنے دیس پر غیر ملکیوں کی کوئی علامت یا حقیر سی نشانی بھی قابل قبول نہیں۔

طالبان نے اگلی ملاقات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا، لیکن وہ اپنی بدن بولی (**body language**) سے ایسا کہتے نظر آئے کہ "ہم امن تو چاہتے ہیں، لیکن معاہدہ اپنی شرائط پر کریں گے، آپ اپنے **Boss** سے بات کر لیں۔" خیال ہے کہ اگلے مرحلے میں امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو خود بھی مذاکرات میں شرکت کے لیے قطر جائے گا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: عورت مارچ! سیکولر، لبرل دہشت گردی

بد قسمتی سے عورت مارچ اور اس کے نعرے شیاطین کی نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ سوال یہ ہے کہ عمران خان ریاست مدینہ کے ساتھ ہیں یا پاکستانی معاشرے کے شیاطین کے ساتھ؟

پاکستان میں خواتین کئی بڑے مسائل کا شکار ہیں، بہت سی جگہوں پر انہیں قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا۔ شادی بیاہ کے معاملات میں لڑکیوں کی مرضی کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ خواتین میں ناخواندگی کی شرح مردوں کے مقابلے پر بلند ہے۔ خواتین کے خلاف جرائم کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی شریکِ حیات کے لیے اچھا ہے"۔ مگر بہت سے مرد، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرتے نظر نہیں آتے۔ لیکن عورت مارچ کے منتظمین اور شرکا نے خواتین کے مسائل کی نشاندہی اور ان کے حل کے حوالے سے کچھ بھی نہ کہا۔ ان کی ساری توجہ اس بات پر رہی کہ معاشرے میں شوہر اور بیوی کے تعلقات کو خراب کیا جائے۔ مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کے مددگار کے بجائے ایک دوسرے کا دشمن باور کرایا جائے۔ شادی کے ادارے کی تذلیل کی جائے اور خواتین کو اسلام، اسلامی تہذیب اور اسلامی اقدار کے خلاف بھڑکایا جائے۔

چنانچہ عورت مارچ اسلام، اسلامی تہذیب، اسلامی معاشرے اور اسلامی اقدار کے خلاف ہی نہیں، خود خواتین کے خلاف بھی ایک سازش تھا۔

بد قسمتی سے ملک کے ذرائع ابلاغ اس سازش کی "رپورٹ" کر کے رہ گئے، حالانکہ ان کا مذہبی اور قومی فریضہ تھا کہ وہ اسلام، اسلامی تہذیب، اسلامی معاشرے اور اسلامی اقدار کے خلاف اس سازش پر آواز اٹھاتے اور رائے عامہ ہموار کرتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے اکثر ذرائع ابلاغ خود معاشرے میں جدیدیت، مغربیت، عریانی و فحاشی اور غیر انسانی تصورات کو عام کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔

اس کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ عورت مارچ کے حوالے سے روزنامہ ڈان میں شائع ہونے والی ایک تحریر میں عورت مارچ کو "انقلابی" قرار دیا گیا ہے۔ لیکن یہاں اصل سوال تو عمران خان اور اسٹیبلشمنٹ سے ہے، اور وہ یہ کہ کیا عورت مارچ کو آپ کی خفیہ تائید و حمایت حاصل تھی؟ اگر نہیں تو مارچ کے منتظمین پورے معاشرے کے سامنے ہیں، چنانچہ ریاست پاکستان کو اس تنظیم کے خلاف سیکولر اور لبرل دہشت گردی کے حوالے سے فوراً کارروائی کرنی چاہیے، ورنہ اسلام کے باغیوں کی حوصلہ افزائی ہوگی اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس حوالے سے گلی گلی کشمکش برپا ہونے میں دیر نہیں لگے گی۔

☆☆☆☆☆

مذاکرات اور جنگی صورت حال

اسلم خان

پچھلے ہفتے امریکہ اور طالبان کے درمیان مذاکرات ناکام ہوئے جس کی وجوہات یہ تھیں کہ امریکہ افغانستان سے نکلنے کے لیے پانچ سالوں کی مدت چاہتا ہے، امریکہ نے طالبان پر پابندیاں لگا رکھی ہیں جنھیں وہ ختم کرنے پر رضامند نہیں، امریکہ نے اپنے مشیر اسکاٹ ملر کو مذاکرات میں شامل کیا جس نے افغان طالبان رہنماؤں پر گوانتاموکی جیل میں بے انتہا تشدد کیا تھا۔ افغان رہنما اس کو دیکھتے ہی مشتعل ہو گئے اور مذاکرات ختم ہو گئے اور امریکہ کے خلاف ایک بڑی فوجی کاروائی کا فیصلہ کیا۔ صوبہ ہلمند کے ضلع شوراب میں امریکہ کے قلعہ بند ۲۱۵ کور پر حملے کا منصوبہ بنایا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں چند سال پہلے ایک امریکی صحافی دورہ کر کے جب باہر نکل رہا تھا تو خارجی دروازے پر یہ تحریر پڑھ کر خوفزدہ ہو گیا: Hell begins from beyond this point یعنی "اس مقام سے آگے جہنم ہے"۔ اس حملے کی تفصیلات بتاتے ہوئے طالبان کی جانب سے کہا گیا ہے:

> "حملے میں طالبان کے فدائین کی ۴۸ گھنٹے تک جاری رہنے والی کاروائی میں ۳۹۷/ امریکی و افغان فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے، فوجی سازوسامان تباہ ہو گیا۔ الخندق آپریشن کے سلسلے میں جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب مقامی وقت کے مطابق رات بارہ بجے کے لگ بھگ افغان طالبان کے ۹ فدائیوں نے صوبہ ہلمند کے ضلع واشیر میں شوراب کے امریکی اڈے اور کابل انتظامیہ کے میوند کور کمانڈ نمبر ۲۱۵ پر چھاپہ مارا اور کارروائی کا آغاز کر دیا۔ آپریشن میں طالبان کے ۹ فدائی مولوی متوکل باللہ ہلمند، حافظ حامد منتقم، نوید اور عبدالرحمن صوبہ قندھار، بدرالدین اور عمر منصور صوبہ غزنی، بدری اور بلال صوبہ زابل کے باشندوں نے حصہ لیا۔ جو ہلکے و بھاری ہتھیاروں، لیزر وسائل، فوجی سازوسامان، آتش گیر مادوں اور دستی بموں سے لیس تھے۔
>
> سب سے پہلے فدائی شوراب ائربیس میں تین اطراف سے داخل ہونے میں کامیاب ہوئے۔ وہی حکمت عملی اختیار کی جو چند سال پہلے قندوز کے حصار کو توڑنے کے لیے اپنائی گئی تھی۔ ابتدا میں بیرونی افواج کی قیام گاہوں، ملکی افواج کے کمانڈنگ آفس اور کمانڈو اہلکاروں کی بیرکوں تک پہنچ گئے اور گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ شدید دھماکے اور حملوں کا آغاز کیا اور کاروائی کا یہ سلسلہ ۴۸ گھنٹے تک مسلسل ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب مقامی وقت کے مطابق رات دس بجے تک جاری رہا۔ ان کامیاب کارروائیوں کے دوران ۱۳۷/ امریکی فوجی جن میں ۱۵ پائلٹ اور ۱۸ طیاروں کے مکینک تھے، مارے گئے جبکہ ۱۹ زخمی ہوئے۔
>
> اسی طرح افغان فوج کے کمانڈر سراج اور کمانڈو کمانڈر منصور سمیت ۲۶۰/ افغان فوجی ہلاک ہوئے جن میں ۱۴۲ کمانڈو اور ۱۱۸ عام فوجی شامل ہیں جبکہ ۳۷ فوجی زخمی ہوئے۔ اسی طرح دو ایئرپورٹس، افغان فوج کے دو ہیلی کاپٹر اور بیرونی افواج کے متعدد ہیلی کاپٹر اور جنگی طیارے تباہ، ۳۲ عدد ہموی ٹینک، ۱۹ عدد بکتر بند ٹینک، ۲۷ عدد رینجر گاڑیاں، ۲۱ عدد انٹرنیشنل گاڑیاں، ۷ عدد فوجی ایمبولینس، ۱۱ عدد آئیل بھرے ٹینکر، ایک لاجسٹک ڈپو، ایک اسلحہ کا ڈپو، دو تیل کے ذخیرے، طیاروں کی بڑی ورکشاپ، ٹینک اور رینجر گاڑیوں کا ورکشاپ، متعدد کنٹینرز، اشیاء خوردونوش سے بھرے خیمے، ایک ریڈار تباہ ہوئے۔ اس منصوبہ بندی کے مطابق دیگر فوجی تنصیبات کا چالیس فی صد حصہ تباہ ہوا۔
>
> امریکی فوجوں نے اس سال افغانستان کے طول و عرض میں شہریوں پر چھاپے مار کر اکثر خواتین اور بچوں کو شہید اور زخمی کیا۔ عوم کے گھروں کو بموں سے تباہ کیا۔ مساجد و مدارس، اسکولز، صحت کے مراکز، بازار اور عام شہریوں کے مکانوں کو دھماکوں سے اڑانے کے علاوہ ان پر بمباری بھی کی۔ افغان مظلوم قوم کو جانی و مالی نقصانات پہنچایا اس لیے یہ کاروائی کی گئی"۔

طالبان کی قیادت کی جانب سے جنگجوؤں کو ہدایت دی گئی کہ بیرونی افواج اور افغان فوج کے فوجی اڈے، انٹیلی جنس مراکز اور ملک کے خلاف مذموم منصوبہ سازوں کے مراکز کو نشانہ بنایا جائے تاکہ مجرموں کو ان کے مذموم اعمال کی سزا دی جاسکے۔

ان حالات کے تحت فریقین کے درمیان ابھی تک معاہدے کی تیاری کے سلسلہ میں خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہوئی ہے لیکن اب دوبارہ قطر میں مذاکرات جاری ہیں اور فریقین کے ورکنگ گروپس کی جانب سے پیش کی گئی تجاویز پر غوروخوض جاری ہے۔ طالبان اپنے موقف پر قائم ہیں کہ:

☆ ہمیں اور افغان قوم کو آزاد چھوڑ دو کہ ہم سب مل کر اپنے مستقبل کا فیصلہ کر سکیں۔

☆ چھ ماہ کے اندر اندر افغانستان سے نکل جاؤ۔

☆ ہم پر جتنی بھی پابندیاں عائد ہیں انہیں ختم کرو۔

☆ ہمارے قیدی رہا کرو۔

☆ افغانستان کی تباہی کے تم ذمہ دار ہو، اس کی تعمیر نو کا اعادہ کرو۔

☆ یاد رکھو کہ ۱۹۸۹ء میں روسیوں کے انخلا کے بعد ہم کو دھوکہ دیا گیا تھا۔ اب ہم کسی دھوکے میں نہیں آئیں گے۔

☆☆☆☆☆

سترہ سالہ جنگ میں کون تھکا؟

سعید اللہ

امریکی صدر ٹرمپ کا بیان سامنے آیا ہے کہ افغانستان میں سترہ سالہ جنگ میں امریکہ بھی تھک گیا ہے اور افغان طالبان بھی تھک گئے ہیں۔ پہلی بات تو درست ہے البتہ دوسری بات اس کی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کا جانی ومالی نقصان ناقابلِ برداشت ہو چکا ہے۔ افغان طالبان تھکے نہیں ہیں۔ ان کی جنگ خالصتاً اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہے۔ مسلمانوں کے لیے حکم یہ ہے کہ تم باطل قوتوں سے جنگ کرتے رہو جب تک فتنہ وفساد ختم نہیں ہو جاتا اور کل روئے ارضی پر اللہ کا دین قائم نہیں ہو جاتا۔ یہ مضمون قرآن مجید میں دو مقامات پر آیا ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ (البقرۃ:۱۹۳)

”اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور (ملک میں) اللہ ہی کا دین ہو جائے“۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ(الانفال:۳۹)

”اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ ہی کا ہو جائے“۔

افغان طالبان تو اس حکم پر چل رہے ہیں، وہ نہیں تھکے بلکہ قیامت تک کے لیے تیار ہیں۔ نہتے اور ٹکنالوجی سے محروم ہونے اور چند ہزار کی قلیل تعداد ہونے کے باوجود ان کی قوت مسلسل بڑھ رہی ہے۔ ان کی فتوحات کا معاملہ مسلسل آگے سے آگے جا رہا ہے۔

ساری دنیا کے لیے یہ بہت بڑا سوال ہے کہ ہماری ساری ٹکنالوجی اور جدید ترین ہتھیار اور ساری دنیا کی قوت کے ساتھ افغانستان کا ایک چھوٹا سا گروپ کے سامنے امریکہ جو اس وقت دنیا کی ”سپر طاقت“ ان سے ہاتھ چھڑانا چاہتا ہے؟

وہ کہتے ہیں ہم اشرف غنی کو کوئی حیثیت نہیں دیتے ہم اس سے کیوں مذاکرات کریں؟ اصل معاملہ تو امریکہ کا ہے۔ اگر اسے مذاکرات کرنا ہے تو براہ راست ہم سے کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکہ خود مذاکرات پر مجبور ہوا ہے اور کسی کو سمجھ نہیں آرہی کہ وہ کون سے قوت ہے جس نے اسے اس پر آمادہ کیا ہے؟ یہ بہت بڑا سوال ہے۔

جواب بہت واضح ہے مگر ہم اس کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ امریکہ کا بے پناہ مالی وجانی نقصان ہو چکا ہے۔

ساڑھے سات لاکھ امریکی فوجی نفسیاتی امراض کا شکار ہیں۔ افواج میں خودکشی کا گراف بھی بہت بڑھ چکا ہے۔ امریکہ کی تیار کردہ افغان فوج کے ۴۵ ہزار جوان ہلاک ہو چکے ہیں۔ امریکہ نے اس فوج کو تیار کر کے اسے سارے ہتھیار دے دیے۔ جہاں بھی طالبان کو کامیابی ملتی ہے وہاں انہیں بے شمار اسلحے کے ذخائر بھی ہاتھ آتے ہیں۔ لہٰذا ان کی قوت بڑھ رہی ہے۔ لیکن اصل کامیابی اللہ کی مدد ہی کی بنا پر ہے! بھارت نے وہاں فوجی شمولیت سے انکار کر دیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ افغان طالبان کا مورال بہت بلند ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد اگر مسلمانوں کے ساتھ ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا“۔

امریکہ ٹکنالوجی کے جس مقام پر پہنچ چکا ہے اور اس پر مستزاد ساری دنیا اس کے ساتھ تھی، موجودہ صورت حال کا تو کوئی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا کہ اگر تم اللہ سے بے وفائی کرو یعنی مسلمان ہوئے ہوئے اللہ کے دین کو قائم اور نافذ نہ کرو تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکتا ہے؟ ہم نے بھی آدھا ملک گنوا دیا ہے اور ہر وقت مختلف بحرانوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ معاشی طور پر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے غلام ہیں۔ ہماری پالیسیاں وہ بناتے ہیں۔ پوری قوم گروی رکھی جا چکی ہے۔

جو اللہ کے عذاب کی ایک صورت ہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے دین و شریعت سے بے وفائی کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی ایمان نصیب فرمائے اور دین کے تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق سے نوازے۔

آمین یارب العالمین۔

☆☆☆☆☆

افغان باقی، کہسار باقی

شوراب ایئر بیس پر مجاہدین کی عظیم الشان فدائی کارروائی

مصدر: امارت اسلامیہ کی اردو ویب سائٹ 'الامارہ ڈاٹ نیٹ'

امارت اسلامیہ کے فدائین کی ۴۶ گھنٹے تک جاری رہنے والی کارروائی میں ۳۹۷ غاصب امریکی و کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور متعدد فوجی وسائل وغیرہ تباہ ہوئے۔

حملے کا آغاز:

الخندق آپریشن کے سلسلے میں جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب مقامی وقت کے مطابق رات بارہ بجے کے لگ بھگ امارت اسلامیہ کے ۹ سرفروش فدائین نے صوبہ ہلمند ضلع واشیر کے شوراب میں امریکی اڈے (بیسٹن امریکی بیس) اور کابل انتظامیہ کے میوند کور کمانڈ نمبر ۲۱۵ پر چھاپہ مارا اور وسیع کارروائی کا آغاز کیا۔

حملے کا سلسلہ:

آپریشن میں امارت اسلامیہ کے ۹ فدائین مولوی متوکل باللہ صوبہ ہلمند، حافظ حامد، منتقم، نوید اور عبدالرحمن صوبہ قندہار، بدرالدین اور عمر منصور صوبہ غزنی، بدری اور ہلال صوبہ زابل کے باشندوں نے حصہ لیا، جو ہلکے و بھاری ہتھیاروں، لیزر وسائل، فوجی ساز و سامان، آتش گیر مادوں اور دستی بموں سے لیس تھے۔

سب سے پہلے فدائین نہایت عملی کے تحت شوراب ایئر بیس میں تین اطراف سے داخل ہونے میں کامیاب ہوئے۔ ابتدا میں بیرونی افواج کے قیام گاہوں، ملکی افواج کے کمانڈنگ آفس اور کمانڈو اہلکاروں کے بیرکوں تک پہنچ گئے اور دشمن پر اچانک گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی، شدید دھماکے اور دشمن پر تابڑ توڑ حملوں کا آغاز کیا، اور کارروائی کا یہ سلسلہ 48 گھنٹے تک مسلسل سنیچر اور اتوار کی درمیانی شب مقامی وقت کے مطابق رات دس بجے تک شدت سے جاری رہا۔ آپریشن کے دوران دشمن کی سیکورٹی اہلکاروں کا قتل، فوجی وسائط اور تنصیبات کی تباہی، رات کے وقت دشمن کے بچے کچے کمانڈو کو لیزر گنوں سے نشانہ بنانا اور دن کے دوران دشمن کی تحرکات کو کنٹرول کرنا، تیل کے ذخائر، اسلحہ کے ڈپو، ایئرپورٹ اور ورکشاپوں کو آگ لگانا تھا۔

حملے کی نقصانات:

ان کامیاب کارروائیوں کے دوران ۱۳۷/ امریکی غاصب فوجی، جن میں ۱۵ پائلٹ اور ۱۸ طیاروں کے میکینک تھے، مارے گئے، جب کہ ۱۹ زخمی ہوئے۔ اسی طرح کٹھ پتلی کمانڈ کمانڈر سراج اور کمانڈو کمانڈر منصور سمیت ۲۶۰ کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوئے، جن میں ۱۴۲ کمانڈو اور ۱۱۸ عام فوجی شامل ہیں، جب کہ ۳۷ فوجی زخمی ہوئے۔

اسی طرح دو ایئرپورٹس (امریکی و ملکی) کٹھ پتلی انتظامیہ کے دو ہیلی کاپٹر اور بیرونی افواج کے متعدد ہیلی کاپٹر اور جنگی طیارے تباہ، ۳۲ عدد ہاموی ٹینک، ۱۹ عدد بکتر بند ٹینک، ۲۷ عدد رینجر گاڑیاں، ۲۱ عدد انٹرنیشنل گاڑیاں، ۷ عدد فوجی ایمبولینس، ۱۱ عدد آئل بھرے ٹینکر، ایک لاجسٹک ڈپو، ایک اسلحہ کا ڈپو، دو تیل کے ذخیرے، طیاروں کا بڑا ورکشاپ، ٹینک اور رینجر گاڑیوں کا ورکشاپ، متعدد کینٹینرز، اشیاء خورد و نوش سے بھرے خیمے، ایک ریڈار اور منصوبہ بندی کے مطابق دیگر فوجی تنصیبات کا چالیس فی صد حصہ تباہ ہوا اور دشمن کے کافی وسائل کو ان کے خلاف استعمال کیا گیا۔

حملے کا ہدف:

یہ عظیم کارروائی اس کے بعد منظم اور مرتب کی گئی ہے کہ وحشی امریکی فوجوں اور ان کے ملکی غلاموں نے اس سال افغانستان کے طول و عرض میں شہریوں پر چھاپے مار کر اکثر خواتین اور بچوں کو شہید اور زخمی کرتے، عوام کے گھروں کو بموں سے تباہ کرتے، مساجد، مدارس، اسکولز، صحت کے مراکز، بازار اور عام شہریوں کے مکانوں کو دھماکوں سے اڑانے کے علاوہ ان پر بمباری بھی کرتے، افغان مظلوم ملت کو جانی و مالی نقصانات پہنچاتے۔

امارت اسلامیہ کی قیادت کی جانب سے مجاہدین کو ہدایت دی گئی کہ بیرونی غاصب اور کٹھ پتلی غلام افواج کے فوجی اڈے، انٹیلی جنس مراکز اور ملک کے خلاف مذموم منصوبہ سازوں کے مراکز کو تابڑ توڑ حملوں کا نشانہ بنایا جائے، تاکہ مجرموں کو ان کے مذموم اعمال کی سزا دی جاسکے، مجرم شدید محاسبے سے روبرو ہو جائے اور باقی افراد کی نشاندہی کی جائے، کہ افغان غیور ملت کسی صورت میں بھی اس کے لیے آمادہ نہیں ہے کہ انہیں اپنی مزاحمت سے کوئی پشیمان کریں، ان کی آزادی کے حق کو خراش دے، طاقت کے بل بوتے ان کی گردن کو جھکا دے اور انہیں اسلامی اقدار سے منصرف کر دے۔

حملے کا پیغام:

یہ کامیاب کارروائی غاصب امریکہ، اس کے متحدین اور ملکی لاسہ لیسوں کو واضح طور پر بتلاتی ہے کہ ہمارے گفتار اور کردار میں کوئی فرق نہیں ہے، اگر ہم افغان غیور ملت کی نمائندگی سے کوئی وعدہ یا بات کرتے ہیں، اسے عملی کر کے دکھاتے ہیں، ہم مجرموں کیساتھ حساب کتاب کرینگے، ان سے اپنی ملت اور اسلامی اقدار کا انتقام لیں گے۔

اگر اس کے بعد بھی غاصب امریکہ اور کٹھ پتلی انتظامیہ نے عقل اور منطق کی راہ اختیار نہیں کی، افغان مظلوم کے خلاف اپنی وحشت اور ظلم کو جاری رکھے، تو ایک بار پھر وعدہ کرتے ہیں کہ اس سے برے حالات کا انتظار کریں، ہم اس طرح قابل رشک اور معجزانہ طور پر اپنی ملت اور دین کے حقوق اور حدود سے دفاع کرینگے، طاقت کے ذریعے دشمن کے ہاتھ کو تھام لیں گے اور اپنے ملک کو قبضے اور شر سے نجات دلائیں گے۔

ان شاءاللہ ۔و ما ذالک علی اللہ بعزیز

قاری محمد یوسف احمدی ترجمان امارت اسلامیہ

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ بمطابق ۳ مارچ ۲۰۱۹ء

☆☆☆☆☆

امریکہ کی سترہ سالہ محنت

عفان صدیقی

اللہ عزوجل اپنے پاک کلام میں فرماتے ہیں:

فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ (الانفال:۳۶)

”کفار ضرور مال خرچ کریں گے پھر یہ مال ان کی حسرت کا باعث ہو گا پھر یہ لوگ مغلوب ہو جائیں گے“۔

سترہ سال قبل وقت کا ابرہہ ٔعصر ٔامریکہ اپنی طاقت کے نشے میں چور انا ربکم الاعلیٰ کہتا ہوا دنیا کی واحد اور کمزور اسلامی امارت، امارتِ اسلامی افغانستان پر اپنے تمام لاؤ لشکر اور اتحادیوں کے ساتھ حملہ آور ہوا۔

امارتِ اسلامی کی قوت دشمن کی قوت کے مقابلے میں ایک فیصد بھی نہ تھی۔ امریکہ کے ساتھ اس حملے میں اس کے کفار اتحادی ممالک کے ساتھ ساتھ برائے نام مسلمان کہلائے جانے والے ڈالروں کے پجاری منافقین بھی تھے۔

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں امارتِ اسلامی افغانستان کی حفاظت کرتے ہوئے مجاہدین نے اپنی وسعت کے مطابق مزاحمت کی۔ ہزاروں پاکیزہ نفوس نے اپنے رب سے کیا وعدہ پورا کیا اور جامِ شہادت پا کر مرابط فی اللہ کے اعلیٰ درجوں کے مستحق ٹھہرے۔ لیکن بالآخر دشمن کی بے انتہا ظاہری طاقت کے سامنے پسپا ہونے پر مجبور ہوئے۔

امارتِ اسلامی کے سقوط کے ساتھ دنیا میں قائم واحد اسلامی نظام اور امتِ مسلمہ کے لیے خلافت کی راہ پر گامزن امید کی واحد کرن بھی اندھیروں میں اوجھل ہو گئی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں فوجوں کو تو شکست دی جا سکتی ہے لیکن عقیدے اور نظریے کو کبھی شکست نہیں دی جا سکتی۔ بڑے بڑے لشکر تو پسپا ہو سکتے ہیں لیکن ایمان باللہ اور رب کے وعدوں پر یقین پسپا نہیں ہوا کرتا۔ امارتِ اسلامی کے مجاہدین نے فوجی پسپائی تو کر لی اور اپنے علاقوں کو چھوڑ کر ہجرتیں تو کر لیں لیکن اپنے نظریے اور عقیدے سے ہجرت نہیں کری۔

امریکہ نے افغانستان پر حملہ کرنے کے بعد ظلم و وحشت کی ایک بے مثال تاریخ رقم کی۔ امریکی جیٹ اور بی باون جہازوں کی بمباری سے نہ بچے محفوظ رہے اور نہ ہی عورتیں اور بوڑھے۔ کارپٹ بمباری (CARPET BOMBING) سے نہ مساجد محفوظ رہیں اور نہ ہی مدرسے۔ سرزمینِ افغانستان اجتماعی قبروں سے بھر گئی۔ ایک ایک وقت میں سیکڑوں لوگوں کو صرف اس لیے بارود سے جلا دیا گیا کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب ایک ہے، ہم اسی کے بندے ہیں، اسی کی عبادت کریں گے اور ہم قرآن کے نظام کے علاوہ کسی اور نظام کو نہ مانتے ہیں اور نہ ہی اسے قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔

دوسری طرف پوری دنیا کی کفری قوتیں اپنے منافق غلاموں کی خدمات میں اس پر مُصر تھیں کہ ان مٹھی بھر لوگوں پر اپنا طاغوتی جمہوری نظام ضرور منوانا ہے۔ ان کو وائٹ ہاؤس اور اقوامِ متحدہ کا کلمہ ضرور پڑھوانا ہے۔ وہ اس بات پر غصہ بھی تھے اور حیران بھی کہ پوری دنیا ہمارے زیرِ نظر اور ہمارے زیرِ حکم ہے، کوئی ہماری حکم عدولی نہیں کر سکتا اور یہ کمزور اور غیر ترقی اور غیر تعلیم یافتہ لوگ کیسے ہماری قوت اور بادشاہی کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَن نَّدْعُوَا مِن دُونِهِ إِلَٰهًا لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا (الکھف:۱۴)

”ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے ہم اس کے سوا کسی کو معبود (سمجھ کر) نہ پکاریں گے (اگر ایسا کیا) تو اس وقت ہم نے بعید از عقل بات کہی“۔

امریکہ کی سوچ تو یہ تھی کہ چند مہینوں میں پورے افغانستان پر اپنا قبضہ مستحکم کرکے اسے ایک بیس کیمپ کے طور پر استعمال کرتے ہوئے پورے خطے پر اپنی غیر اعلانیہ حکومت قائم کرلے گا۔ امریکہ کو جہاں چین اور روس کی روز بروز بڑھتی ہوئی قوت سے ایک انجانا سا خوف لاحق تھا، وہیں اسے افغانستان میں اسلامی حکومت کے استحکام کا بھی دھڑکا لگا ہوا تھا۔ افغانستان کی معدنیات اور ترکمانستان کے تیل کے ذخائر کی لالچ بھی اس کی آمد کے دیگر اسباب میں سے ایک سبب تھا۔

لیکن اللہ عزوجل کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ واللہ غالب علی امرہ۔ اللہ عزوجل کی یہ سنت ہے کہ آپ انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے پیروکاروں کے مخالفین کو مہلت دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی سرکشی اور فتنہ پروری میں انتہا کو پہنچ جاتے ہیں اور ان کا خیال ہوتا ہے کہ ہم پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا، زمین و آسمان میں ہمارا حکم چلتا ہے، ہماری سیٹیلائٹس اور دوربینیں پوری دنیا پر نظر رکھی ہوئی ہیں، کوئی شخص بھی ہماری نظر سے اوجھل نہیں ہے، وغیرہ۔ لیکن اللہ عزوجل اس مہلت کے ساتھ ساتھ ان کی تباہی کے اسباب بھی پیدا فرماتے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا (الاعراف:۱۳۷)

”اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے ان کو زمین کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت دی تھی وارث کر دیا“۔

اللہ تعالیٰ خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے بڑے بڑے لشکر نہیں بھیجتے بلکہ اپنی کسی کمزور مخلوق کو اس کی تباہی کا ذریعہ بنا دیتے ہیں۔ ربِ ذوالجلال نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی تباہی اور اپنے دینِ متین کے نفاذ کے لیے کمزور طالبان کو چنا۔ امریکہ کو اپنی آمد کے ابتدائی چند سالوں میں تو اپنے غلبے اور فتح کا احساس ہوتا رہا لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا یہ خواب دھندلا ہوتا رہا اور طالبان کے افغانستان میں رفتہ رفتہ منظم ہونے کے ساتھ ساتھ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لیے افغانستان میں عرصہ حیات تنگ ہونے لگا۔ یہاں تک کہ امریکہ کے یورپی اور مغربی نیٹو اتحادی طالبان کی مزاحمت اور کاری ضربوں کی تاب نہ لاسکے اور بیچ سفر میں ہی اپنے آقا کو اکیلا چھوڑ گئے۔

امریکہ کے گمان میں چند مہینوں کی جنگ سترہ سال کی طویل جنگ پر محیط ہوگئی اور تادم تحریر اپریل ۲۰۱۹ء میں بھی زور و شور سے جاری ہے۔ یہ جنگ تو اسی دن شروع ہوگئی تھی جس دن امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے اپنے قدم یہاں رکھے تھے، وقتاً فوقتاً اس جنگ میں اتار چڑھاؤ آتے رہے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ طالبانِ عظیم الشان کی قوت میں اضافہ ہی ہوتا رہا اور وہ دن بدن منظم ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ امریکہ جو کہتا تھا کہ ''دنیا میں جہاں بھی کوئی دہشت گرد ہوگا ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے''۔ جہاد کی برکت اور فدائیوں اور شہدا کی برکت سے آج وہ اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ اس کا صدر اپنی کمزوری کا اعلان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''ہم کوئی عالمی پولیس نہیں کہ ہر کسی کے پیچھے بھاگتے رہیں اور ہر کسی کی نگرانی کرتے رہیں''۔

وہ امریکہ جو تحکمانہ لہجے میں طالبان کو مخاطب کرکے کہتا تھا کہ ''ہماری بات مان لو، ہمارے نظام کو قبول کرلو ورنہ پتھر کے دور میں پہنچادیں گے''۔ آج وہی امریکہ عاجزی اور کمزوری کی حالت میں طالبان سے مذاکرات کی التجا کر رہا ہے اور اپنی سلامتی کی بھیک مانگ رہا ہے۔ طالبان نے امریکہ کی طرف سے دی گئی مذاکرات کی پیش کش کا ہمیشہ خیر مقدم کیا اور اب تک طالبان اور امریکہ کے مابین قطر کے دارالحکومت دوحہ میں کئی مجالس ہوچکی ہیں جن میں کئی امور زیرِ بحث رہے۔ طالبان کی طرف سے ان مذاکرات میں بنیادی مطالبہ یہ ہے کہ تمام بیرونی قوتیں فوری طور پر افغانستان سے نکل جائیں اور بدلے میں اِمارتِ اسلامی افغانستان یہ اطمینان دینے کے لیے تیار ہے کہ مستقبل میں اس کی زمین کسی بھی ملک کے خلاف استعمال نہیں ہوگی۔

جبکہ دوسری طرف امریکہ کی یہ کوشش ہے کہ اس کی سترہ سالہ کوششیں ضائع نہ ہوں اور ان کی کسی طرح حفاظت اور ترقی کا انتظام ہوجائے۔ امریکہ نے جہاں سترہ سال میں منظم عسکری جنگ جاری رکھی وہیں بہت بڑے پیمانے پر ایک ہمہ جہت فکری جنگ کو بھی جاری رکھا۔ اس فکری جنگ کے بنیادی ارکان میں جمہوری نظامِ حکومت، انسانی حقوق کی تنظیمیں، مغربی تعلیمی نظام، لبرل ازم، ہیومن ازم اور سیکولر ازم کے نظریات کا فروغ اور ان سب کی ترقی اور استحکام کے لیے مغرب کی طرف سے ڈکٹیٹ ہونے والا ہر قسم کی فحاشی اور بداخلاقی کو اجاگر کرنے والا میڈیا سرفہرست ہیں۔

امریکہ نے اس عرصے میں جہاں اپنے مخالفین کو مختلف طریقوں سے دور کیا، وہیں اپنی غلامی کے لیے ہزارہا افراد بھی تیار کیے۔ امریکہ کی کوشش ہے کہ اس کے جانے کے بعد اس کی بنائی ہوئی اس کی غلام حکومت اپنی جگہ کام کرتی رہے، انسانی حقوق کے نام پر بے دینی اور مغربیت پھیلانے والی تنظیمیں مستقبل میں بھی بغیر کسی روک ٹوک کے آزاد رہیں۔ مغربی تعلیمی نظام اسی طرح مغرب کے لیے افراد تیار کرتا رہے۔

طالبان کی اپنے دشمن کی مکاری اور فاسد ارادوں پر پوری نظر ہے اور انہوں نے امریکہ کو صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ افغانستان میں حکومتی، عدالتی، تعلیمی، تجارتی، معاشرتی اور ہر شعبے میں نظام اسلامی ہوگا، ہر شخص کو بشمول عورتوں کو وہی حقوق دیے جائیں گے جو دین اسلام کی طرف سے فراہم کردہ ہیں۔ طالبان کے امریکہ سے مذاکرات صرف اس کے ملک سے نکلنے پر ہیں اور وہ اس کے علاوہ امریکہ کی طرف سے کسی قسم کے ڈکٹیشن کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ امریکہ کی ایک بڑی کوشش ان مذاکرات میں یہ بھی ہے کہ طالبان کی طرف سے فوری طور پر سیز فائر ہوجائے اور اس کے روزانہ کے حساب سے امریکی و غیر امریکی غلام فوجی مرنے سے بچ جائیں۔ لیکن طالبان نے ان تمام مطالبات کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے انہیں بیرونی قوتوں کے خروج سے مشروط کیا ہوا ہے۔

ابھی تک دونوں فریقین کسی بھی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے۔ لیکن امریکہ کی التجائیں اور اقتصادی کمزوری کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اگر یہ مذاکرات کسی نتیجے پر نہ بھی پہنچے تو پھر بھی امریکہ اپنا بوری بستر سمیٹنے میں دیر نہیں لگائے گا۔ کیوں کہ ہر وہ دن جو امریکہ کی فوجوں پر افغانستان میں گزرتا ہے اسے اپنے زوال، کمزوری اور ذلت کی طرف کھینچتا ہے۔ مذاکرت کی کامیابی میں اگرچہ دونوں فریقین کا فائدہ ہے لیکن مذاکرات کی ناکامی میں امریکہ کے زوال کی رفتار مزید تیز ہوجائے گی اور طالبان کے لیے شاید صرف جنگ کچھ مزید طویل ہوجائے، جس میں اگرچہ متعدد ایمانی اور دنیاوی فوائد ہیں لیکن پھر بھی جنگ کا جریان اور دوام کئی منفی پہلو اپنے اندر سموئے ہوتا ہے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد سے جلد سرزمین افغانستان دشمن کے ناپاک قدموں سے پاک فرمائیں اور یہاں ایک منظم اسلامی حکومت کا قیام فرمائیں جو کہ قیامِ خلافت کے لیے ایک سنگِ میل ثابت ہو۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆☆☆☆

ان تنصر اللہ ینصر کم ویثبت اقدامکم

مجاہد محمد فاروق

اللہ رب العزت کا ہم سب پر بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ نے ہمیں انسان انسانوں میں مسلمان مسلمانوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا۔ اس پر جتنا بھی ہم شکر ادا کرتے رہیں، یہ پھر بھی کم ہو گا۔ اللہ رب العزت نے قران پاک میں خطاب فرمایا ہے کہ اے مسلمانو! جہاد کرو قتال کرو، اللہ کے دشمنوں کے خلاف، اسلام کے دشمنوں کے خلاف، مسلمانوں کے دشمنوں، خلاف جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔ یعنی جہاد و قتال فی سبیل اللہ میں آپ نا تن من دہن قربان کردو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ خطاب مسلمانوں کو مومنوں کو فرمایا ہے کہ خبر دار ہو جاؤ! جہاد تا قیامت جاری رہے گا۔ کفر و اسلام کی یہ کشمکش حق و باطل کا یہ معرکہ روز آخر تک جاری رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد جو جہادی احکامات اللہ نے نازل فرمائے ہے وہ تاحال اسی طرح فرض ہیں اور ان شاء اللہ تا قیامت اسی طرح فرض رہیں گے۔

موجودہ دور میں اللہ کے دشمنوں نے جو خدائی کا دعویٰ کیا تھا، اللہ رب العزت چند مومنوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ ان ظالموں نے جو خدائی کا دعویٰ کیا ہے، جو ظلم و سربریت کا سلسلہ شروع کیا ہے، ان سے مسلمانوں کو اور عام انسانوں کو نجات دلانا ضروری ہے۔ اللہ کے فضل و کرم مجاہدین اسلام نے مہاجرین و انصار نے افغانستان خراسان کی سرزمین پہ روس جیسی ظالم و جابر قوت کو اللہ کی مدد سے شکست دی۔ روس نے بے شمار مسلمانوں کا خون بہایا تھا۔ برطانیہ کو بھی یہاں شکست ہوئی اور اب امریکہ چیخ رہا ہے، رو رہا ہے، منتیں کر رہا ہے۔ ان بے بس مجاہدین کے سامنے جو مروجہ دنیاوی پیمانوں کے مطابق انتہائی کمزور ہیں۔ جن کے پاس نہ اسلحے کی فیکٹریاں ہیں، نہ بنک ہیں، نہ کوئی بہتر ہسپتال اور علاج کے ذرائع ہیں۔ اللہ کے علاوہ ان کا کوئی بھی سہارا اور آسرا نہیں ہے۔ لیکن آخروہ بات کیا ہے جس کی وجہ سے بڑی بڑی قوتوں، طاقت وروں کو، ظالموں کو، جابروں کو 'اللہ یہاں لا کر توڑ تا ہے؟ یہاں انہیں نیست و نابود کر دیتا ہے، یہاں انہیں ایسا سبق سکھاتا ہے کہ پھر وہ زندگی بھر نہیں بھولتے۔

اس حقیقت کو شہید شیخ عبد اللہ عزام رحمہ اللہ اور شہید شیخ اسامہ رحمہ اللہ جان گئے تھے۔ افغانستان خراسان کی سرزمین میں اور یہاں کے لوگوں میں اللہ رب العزت نے بہت زیادہ خاصیتں پیدا کی ہیں۔ اگر دنیا بھر کے باقی مجاہدین مسلمان اور مومنین بھی ان خصائص کو آپ نا لیں تو ہر اسلامی خطہ ہی دنیا بھر کے ظالموں اور جابروں کے لیے افغانستان اور خراسان کی مانند بن جائے گا اور ان کے لیے موت کا قبرستان ثابت ہو گا۔

روس کے بعد امریکہ نے جب سپر پاور بننے کا اعلان کیا اور پوری دنیا پر خدائی کا جو دعویٰ کیا تو ہر جگہ مسلمانوں کا خون بہانہ شروع کر دیا، مسلمانوں کے وسایل لوٹنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قائدین جہاد شیخ عبد اللہ عزام رحمہ اللہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ اور باقی امرائے جہاد کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ اس امریکہ سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خون کا بدلہ لیناضروری ہے کیونکہ یہی امریکہ ہے جو ہر جگہ مسلمان کا خون بہارہا ہے مسلمانوں کی زمینوں پر قبضہ کر رہا ہے مسلمانوں کے سارے قدرتی ومعدنی وسائل لوٹ رہا ہے۔ اس سے انتقام لینا ہے، ان سے مسلمانوں کو نجات دلانا ہے۔ انہوں نے امریکہ کی خدائی کو خاک میں ملانے کا منصوبہ بنایا۔ عبد اللہ عزامؒ اور شیخ اسامہؒ نہیں رہے لیکن اللہ کے فضل سے ان کا منصوبہ کامیاب ہو چکا ہے! امریکہ الحمد للہ 'اللہ کے فضل سے آخری سانسیں لے رہا ہے۔ جس طرح روس اور برطانیہ پارہ پارہ ہو گئے، اسی طرح امریکی اتحاد بھی اللہ کے فضل سے ختم ہونیوالا ہونے والا ہے جس طرح روس آپ نی فوج کو تنخواہ اور کھانا نہیں دے سکتا تھا، یہی حال امریکی اتحاد کا ہو ہونے والا ہے ان شاء اللہ۔

افغانستان کی سرزمین کو تقریباً چار بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے شمالی زون، جنوبی زون مشرقی زون اور مغربی زون۔ ۲۰ کے قریب چھوٹی بڑی قومیں یہاں بستی ہیں۔ خطے کے لحاظ سے ہر خطہ دوسرے سے مختلف ہے اور قومی حساب سے ہر قوم دوسری قوم سے مختلف ہے۔ ان کا رہن سہن، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، رسم رواج الگ الگ ہیں اور یہی جغرافیہ اور قومی رہن سہن اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی ایمانی غیرت اور شوقِ شہادت برطانیہ روس اور ان شاء اللہ اب امریکی اتحاد پارہ پارہ ہونے کی وجہ ہے۔

جنگی ماہرین نے ایک بڑی طاقت کو مارنے کے لیے جنگ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ جب آپ کمزور ہوں اور آپ کا دشمن طاقتور ہو، تب یہ پالیسی آپ نائی جاتی ہے مسلمان چونکہ کمزور تھے، مسلم ممالک کے اوپر بھی اسلام دشمنوں نے آپ نے ایجنٹ اور غلام بٹھا رکھے تھے، اسی لیے مجاہدین نے گوریلہ اور غیر نظامی جنگ کا انتخاب کیا۔ غزوہ خندق کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے پہ عمل کر کے فارسیوں کا طریقہ اختیار کر کے جنگ میں خندق کھدوائی تھی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم بھی جنگ میں کفار کے خلاف جیسی بھی چالیں ہوں وہ چل سکتے ہیں۔

جنگ کے پہلے حصے میں ایک طاقتور دشمن کو مجبور کر کے اس کی طاقت کو تقسیم کرنے کے لیے اسے آپ نے میدان میں لایا جاتا ہے۔ اور پھر دشمن کو مار مار کر دشمن وآپ سی پر مجبور ہو جاتا ہے تا کہ وہ وآپ س آپ نے علاقے میں چلا جائے۔ وآپ سی کے مرحلے کو جنگ کا دوسرا مرحلہ یا حصہ کہا جاتا ہے۔ جنگ کے ان سب حصوں یا مرحلوں میں عسکری دعوتی فلاحی اور تعلیم و تربیت کے شعبے ساتھ ساتھ چلانا پڑتے ہے۔ جب دشمن رسوا ہو کر آپ نی پرانی جگہ پر پہنچ جاتا ہے جہاں سے وہ نکلا تھا، تب جنگ کا تیسرا مرحلہ ہوتا ہے۔ دشمن کمزور ہو جاتا ہے، اردگرد کا علاقہ دشمن کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اس موقع پر پوری قوت کے ساتھ دشمن کو جڑ سے نکال کر ختم کر دیا جاتا ہے۔

یہی طریقہ شیخ اسامہؒ اور دیگر امرائے جہاد نے آپنایا اور سوچے سمجھے منصوبے کے تحت امریکیوں اور ان کے اتحادیوں پر مختلف حملے کر کے انہیں مجبور کر کے افغانستان، یمن، عراق، شام، صومالیہ، الجزایر، مالی وغیرہ کے ممالک میں آنے پر مجبور کر دیا۔ شیخ اسامہؒ نے پہلے سے ساتھیوں کی تشکیلات کر رکھی تھیں۔ جب ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ ہوا امریکہ اور اس کے اتحادی مجبور ہو گئے، افغانستان اور باری باری عراق یمن شام اور دیگر ایشیائی اور افریقی ممالک آنے پر مجبور ہو گئے۔ مجاہدین نے ان کی اللہ کے فضل سے پٹائی شروع کی اور پوری امت کا جو غصہ تھا وہ نکالتے رہے اور امریکی اور اس کے اتحادی پہلے عراق افریقی ممالک سے بھاگ گئے اور ان شاء اللہ اب افغانستان سے بھاگنے کی راہ ڈھونڈ رہے ہیں۔

افغانستان کے دلدل میں امریکہ اور اس کے جو اتحادی پھنس چکے ہے اور جو مار اُنہوں نے کھائی ہے، افغانستان کے عوام اور مجاہدین نے ایک دوسرے سے جیسا مثالی اور لازوال تعاون کیا ہے، اللہ کی جو نصرت مجاہدین کو پہنچی ہے مختلف علاقوں مین اور مختلف موقعوں پر اسے ہم انشا اللہ یہاں کچھ نہ کچھ بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان سے پوری دنیا کے مجاہدین اور عام مسلمانوں کو بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔ اور وہ جان پائیں گے کہ آخر افغانستان اور افغانوں میں وہ کیا خصوصیات تھیں کہ شیخ اسامہؒ نے افغانستان کو چنا اور افغانستان کو جہادی مرکز بنالیا۔

افغانستان کی سرزمین ایک بہت ہی زرخیز اور سخت سرزمین ۔ ہے محل وقوع بھی بہت اچھا ہے۔ ایک طرف پاکستان، دوسری طرف ایران ، تیسری طرف چین ، چوتھی طرف تاجکستان ازبکستان ترکمانستان کے ممالک ہے۔

افغانستان کے لوگوں میں سخت جفاکشی موجود ہے تھکتے نہیں بالکل بھی ، آپ نے بڑوں، بزرگوں، دوستوں، عزیز و اقارب کا بہت زیادہ قدر و احترام کرتے ہے۔ انتہائی مہمان نواز بھی ہیں۔ غیرت وجرأت ان کی گھٹی میں ہے۔ میں عوام اور افغان مجاہدین کا ایک قصہ عرض کرتا ہوں کہ کس طریقے سے انہوں نے ایک دوسرے کا خیال رکھ کر آپ نے جہاد کو آگے بڑھایا۔

وہ بہت زیادہ سخت گرمی کا موسم تھا، کنڑ کا پہاڑی علاقہ تھا، ساتھیوں نے امریکیوں کے خلاف کارروائی کا منصوبہ بنایا۔ ترصد (ریکی) کرنے والے مجاہدین رپورٹ دی کہ اگلی صبح امریکیوں کا فوجی قافلہ آنے والا ہے۔ منصوبہ کچھ اس طرح بنا کہ کارروائی کے لیے ایسی جگہ کا انتخاب ہو جہاں امریکیوں کو سخت نقصان پہنچے اور ہمارے ساتھیوں کا نقصان کم سے کم ہو۔ کیونکہ اس وقت امریکیوں کے پاس جیٹ جہاز بھی ہوتے تھے، ہیلی کاپٹر بھی ، ڈرون یعنی دنیا بھر کی ٹیکنالوجی ان کے ساتھ ہوتی تھی۔ ایسے میں اُن سے جنگ کرنا آپ نی موت کو خود دعوت دینا تھا۔ مجاہدین نے کارروائی کا خُطہ کچھ اس طرح بنایا کہ نیچے سڑک تھی، سڑک پر دفاعی چوکیاں قائم تھیں، ہم نے رات کو سفر شروع کر دیا۔ ۴ مجموعات میں ہم تقسیم ہو گئے۔ پہلے گروپ میں ہم چار ساتھی تھے، باقی دفاعی گروپس میں تقریباً دس دس ساتھی تھے۔ ساری رات سفر کر کے ہم صبح اذان سے پہلے آپ نی مطلوبہ جگہ پر پہنچ گئے۔

صبح نماز ہم نے آپ نے آپ نے جگہ پر پڑھ لی اور دشمن کا انتظار کر رہے تھے ۔ سورج کی کرنیں طلوع ہوئیں اور دھیرے دھوپ تیز ہونے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ایک بکریاں چرانے والا نمودار ہوا جس کے پاس بہت ساری بکریاں تھیں، ہم بکروال کی نظروں سے چھپ گئے لیکن اُس نے ہمیں دیکھ لیا اور ہمارے پاس آگیا۔ ہمیں کہنے لگا کیا کر رہے ہو یہاں ؟ وہ ایک سیدھا سادھا دیہاتی بکروال تھا، بات بھی بہت سخت لہجے میں کر رہا تھا۔ ہمارے ایک ساتھی نے اسے کہا کہ امریکی آرہے ہیں، ہم انتظار میں ہیں کہ وہ آجائیں اور ہم ان پر حملہ کریں۔ بکروال نے جواب میں یہ کہا کہ آپ لوگ یہاں سے ہرگز کوئی گولی نہیں چلاؤ گے ! ہم نے کہا کیوں کیا وجہ ہے ؟

اس نے کہا آپ لوگ امریکیوں کو مارو گے، پھر وہ توپ کے گولے پھینکتے ہیں۔ جیٹ بمبار کرتا ہے، ہیلی کاپٹر شیلنگ کرتا ہے میری بکریوں کو نقصان پہنچ جائے گا۔ مجھے تو بہت ہنسی آئی کہ دنیا کے اوپر کیا گزر رہا ہے اور اس بے چارے کو آپ نی بکریوں کی بہت پرواہ ہے۔ کچھ ساتھی بکروال پہ غصہ ہوئے کہ جہاد فرض عین ہو چکا ہے اور تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ بکروال خاموش ہو گیا اور ڈر گیا بے چارہ۔ کیونکہ ہمارے پاس اسلحہ بھی دکھ چکا تھا۔ ساتھیوں نے مجھے کہا اس کو گرمی بہت زیادہ لگی ہے شاید، جب امریکی آجائیں گے تو ہم آپ نے منصوبے کے مطابق حملہ کریں گے۔ بکروال بے چارہ میری طرف دیکھتا رہا، میں نے ساتھیوں کو کہا کہ نہیں ہم اس بکروال کی بات مانتے ہیں، اسی میں ان شاء اللہ ہماری خیر ہو گی ۔ بکروال بہت زیادہ خوش ہو گیا۔

میں نے بکروال کو کہا کہ ہم کیا کریں؟ واپس چلے جائیں؟ اس نے کہا نہیں واپس آپ لوگ مت جائیں، جب میری بکریاں واپس ہو جائیں گی تو اس وقت آپ لوگ چوکیوں پر گوریلہ حملہ کر دو۔ پوسٹوں کے اوپر راکٹوں سے فائر کر کے بھاگ جاؤ۔ امریکی بہت زیادہ توپ چلاتے ہے ، جیٹ بہت بمباری بھی کرتا ہے ، ہیلی کاٹر بھی آتا ہے ، آپ لوگ فائر کر کے جلدی بھاگ جاؤ۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے آپ کی بکریاں کب واپس جائیں گی۔ اس نے کہا عصر کے بعد جب سورج غروب ہونے لگے۔

میرے ساتھ جو باقی ساتھی تھے وہ بہت زیادہ ہنسے۔ میں نے کہا ہنسو مت ہم یہی کریں گے، جو بکروال نے کہا ہے۔ ساتھیوں نے کہا ہم شام تک اس دھوپ میں نہیں بیٹھ سکتے ، ہمارے پاس کھانے کا بھی کچھ انتظام نہیں ہے، گرمی بھی بہت زیادہ ہے۔ ایک ساتھی نے ضلع کا جو مسئول ہوتا ہے افغانستان میں اسے لوگ ولسوال کہتے ہے ، اس کے ساتھ

رابطہ کیا اور اسے سارا قصہ سنایا۔ ولسوال بہت ہنسا اس نے بھی میری والی بات کہی کہ بکروال کی بات مان لو۔

ساتھیوں نے کہا ٹھیک ہے ہم بیٹھ گئے اور انتظار کرتے رہے۔ امریکی گاڑیاں سامنے سے گزرتی رہی، ہم تماشہ دیکھتے رہے سارے ساتھی بکروال کو دیکھتے رہے وہ اپنی بکریاں چراتا رہا۔ دن گزر گیا عصر کی نماز کے بکروال بکریاں ساتھلے کر چلا گیا اور ہمیں کہا آپ لوگ اپنا کام شروع کر دو، جب دشمن پر حملہ ہوا تو امریکیوں نے بہت زیادہ گولے بھی پھینکے، جیٹ جہازوں نے بمباری بھی کی، ہیلی کاپٹروں نے بہت زیادہ شیلنگ بھی کی لیکن اللہ کے فضل سے سارے ساتھی محفوظ رہے کسی کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا۔ جب ہم واپس ہوگئے بکر وال کا گھر راستے میں تھا، اس کا سارہ قبیلہ ہماری مدد اور استقبال کو نکلا ہوا تھا، میرے پاس راکٹ لانچر تھا، بکروال نے راستے ہی میں مجھ سے میرا راکٹ لے لیا تاکہ مجھے بوجھ نہ اٹھانا پڑے۔

اس نے سارا قصہ اپنے قبیلے کو بتایا تھا وہ بہت زیادہ ہم سے خوش تھے۔ انہوں نے ہمیں کھانا کھلایا، ہماری بہت زیادہ خدمت کی، اس کے بعد ان کے سارے قبیلے نے ہمیں کہا کہ ہم سب آپ لوگوں کا ساتھ دیں گے اور ہم لوگ آپ لوگوں کی ہر قسم خدمت مدد کریں گے، جنگوں میں بھی آپ لوگوں کا ساتھ دیں گے۔ اس کے بعد یہ سارا قبیلہ مجاہدین کا انصار بن گیا۔

اس میں نصیحت یہ ہے کہ افغانستان کے مجاہدین نے ہر قسم تکلیف اور درشت وسخت باتیں برداشت کیں ہیں، تب وہ کامیاب ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک بکروال کی وجہ سے ہم نے سخت گرمی کے موسم میں پورا دن دھوپ میں گزارا، امریکی گاڑیاں بھی سامنے سے گزرتی رہیں، لوگوں کا اور عوام کا خیال رکھنے کے لیے بہت کچھ سہنا پڑتا ہے تب انقلاب آگے چلتا ہے۔

ہر جگہ پہ من مانی نہیں کرنی چاہیے، شریعت میں اگر کوئی کام جائز بھی ہو لیکن عسکری اعتبار سے لوگوں کا دل رکھنے کے لیے بہت زیادہ صبر سے کام لینا چاہیے۔ باقی دنیا کے مجاہدین کے لیے اس میں بہت بڑی نصیحت موجود ہے۔ اللہ ہماری عبادت قبول فرمائے، اللہ ہمیں تکبر، ریا اور حسد سے بچائے۔ یہ باتیں میں نے صرف اس لیے کہیں کہ باقی دنیا کے مجاہدین یہی پالیسی اپنائیں۔

یہ تو ایک چھوٹا سا قصہ تھا، مجاہدین کا آپ نے عوام کا خیال رکھنے کا۔ جنگ اگر لڑی اور جیتی جاتی ہے تو اللہ کی نصرت ساتھ ہو اور قوم اور عوام کا ساتھ ہو تب جیتی جاتی ہے۔ مجاہد کے لیے عوام کی مثال پانی کا ہے۔ عوام پانی ہے اور مجاہد مچھلی۔ پانی جتنا صاف ہو گا جتنا زیادہ ہو گا، مچھلی کا فائدہ ہو گا، وہ اُس میں پھلے پھولے گی بھی، اور افزائش نسل بھی کرے گی۔ افغانستان میں جنگ جو لڑی جا رہی ہے اللہ کی مدد ہے اور مجاہدین اور عوام کا ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور تعاون ہے۔ امارت اسلامیہ کی اندرونی ملک اور بیرون ملک پالیسیاں بہت اچھی ہیں، افغانوں کے ساتھ بہت زیادتیاں ہوئی لیکن نہ تو انہوں نے اپنے لیے نیا محاذ کھولا اور نہ ہی ناکام ہوئے۔ صرف اپنے ملک میں مصروف رہے اور آج پوری دنیا چیخ رہی ہے، چلاّ رہی ہے کہ ہماری مدد کرو ہمیں افغانستان سے نکالو، پورا کفر منتیں کر رہا ہے۔ الحمد اللہ! یہ اللہ کا فضل و کرم ہے۔

ہم نے جنگ کے حصوں کی بات کی تھی کہ تین حصے ہوتے ہیں، ایک دشمن کو مجبور کر کے اس کی طاقت کو تقسیم کر کے اپنے چنیدہ میدان میں لانا اور اسے مار مار کر واپسی پر مجبور کرنا، واپس اپنی نکلی ہوئی جگہ پر پہنچا کر اسے جڑ سے نکال کر مکمل ختم کرنا۔ افغانستان میں امریکہ کے خلاف جنگ کے دو حصے پورے ہو چکے ہے اور تیسرا مرحلہ شروع ہونے والا ہے۔ ان شا اللہ وہ دن دور نہیں جب مجاہدین کافروں کے ملکوں میں جا کر انہیں اپنے اپنے ملکوں میں چُن چُن کر ماریں گے۔ پوری امت کے سینوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گے۔ فلسطین، برما، شام، عراق، کشمیر سمیت پوری دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں، جو خون بہا ہے، جو آنسو بہے ہیں، اُن کا حساب لیا جائے گا۔ ایک ایک آنسو، ایک ایک خون کے قطرے کا حساب لیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

یہ تو دفاعی دور ہے اقدامی دور شروع ہونے والا ہے ان شاء اللہ۔ اللہ فرماتا ہے: ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم شیخ اسامہؒ نے اللہ بھروسہ کر کے امریکہ کے اوپر حملے کیے۔ اللہ کی مدد دیکھیں، پورے افغانستان، امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور دیگر طالبان اور مجاہدین نے شیخ اسامہؒ کا ساتھ دیا، آپ نے بچے شہید کرائے، اپنی بیویاں بیوہ کی اپنے گھر بار کی قربانیاں دی، اپنی حکومت کو داؤ پر لگا دیا لیکن شیخ اسامہؒ اور القاعدہ کا ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قبر کو انوار سے بھر دے اور اللہ اُنہیں جنت الفردوس دے۔

ملا عمر رحمہ اللہ کے بعد شہید امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ اور اب شیخ القران والحدیث ملاہبت اللہ کی قیادت میں امارتِ اسلامی افغانستان اور دیگر مہاجرین و انصار مجاہدین کے حوصلوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تجربہ بڑھ رہا ہے، مسلمانوں کی حمایت الحمد للہ بڑھ رہی ہے، اسلام کا غلبہ آ رہا ہے، کفر کی کمر ٹوٹ چکی ہے، پوری دنیا کے اوپر حق چھا رہا ہے، اسلامی سرزمینیں آزاد ہونے والی ہیں، ان شاء اللہ۔

مجاہدین سے میری التجا ہے کہ اس موجودہ دور میں افغانوں خراسانیوں نے جو منہجی عسکری سیاسی دعوتی فلاحی طریقے اپنائے ہیں، انہی پر عمل کر کے باقی دنیا میں بھی یہی طریقہ اپنا کر اسلام اور اہل اسلام کے لیے کام کریں اور اپنے جہاد کو آگے بڑھائیں۔

☆☆☆☆☆

احمد جواد

اس قبرستان سے متصل آٹھ، دس مکانات پر مشتمل ایک چھوٹی سی بستی ہے ۔ جہاں رمضان ۲۰۰۹ء میں امریکی ہیلی کاپٹر اُترے تھے ۔ جب بستی کے لوگ روزے کے لیے سحری بنانے میں مصرف تھے۔ ہیلی کاپٹروں میں آنے والے امریکی ان گھروں میں گھس گئے اور وہاں موجود مردوں، عورتوں اور کمسن بچوں کو اِکٹھا کر کے، اللہ کے سامنے جھکنے والے سروں سے اپنی نفرت اور بغض و عناد کے اظہار کے لیے ان سب کو عین پیشانیوں پر گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ کیا عمریں ہیں بچوں کی؟ ۷ماہ، ۳سال، ۵سال، ۱۳سال، ۱۵سال، یہ خاتون ۸۰سالہ، یہ بابا جی ۷۵سالہ۔ امریکی جاتے ہوئے تین مردوں کے سر بھی کاٹ کر لے گئے کہ مسلمانوں کے کٹے سروں کے ساتھ یادگار فوٹو سیشن کا اہتمام ہو سکے۔ مگر پاکستان کی سرحدوں کے رکھوالے اپنے مورچوں میں چاق و چوبند ان ہیلی کاپٹروں کی رکھوالی کرتے رہے کہ مبادا مجاہدین اس طرف آ جائیں اور صلیبیوں کے کام میں خلل ڈالیں۔ دفاع پاکستان کے ٹھیکے داروں کی اینٹی ائیر کرافٹ گنیں اور 'پاک' فضائیہ کا مضبوط دفاعی نظام اپنی ہی سرحدوں میں بسنے والے پاکستانیوں کو فنا کرنے میں مصروف رہا۔ آزاد صحافت اور ہر خبر پر نظر کا دعوے دار میڈیا، انسانی حقوق اور آزادی کے علمبردار ہلاکو و چنگیز کی اولاد کے اس وحشیانہ فعل پر اپنی غلامی کے ثبوت میں آنکھیں بند کیے رہا۔

ہاں! یہ کوئی امریکی تو قتل نہ ہوئے تھے کہ عالمی میڈیا شور مچاتا یا اخباروں کے صفحات کالے کیے جاتے۔ یہ تو مسلمان عورتیں اور بچے تھے کہ آج اُمت کے خون کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، پانی سے بھی سستا کہ پانی بھی آج کل پیسوں میں ملتا ہے۔

دبلے پتلے جسم، درمیانے قد، سبز آنکھوں، روشن چہرے اور چہرے پر خوبصورت داڑھی والے یہ نوجوان عبد اللہ (شبیر بھائی) ہیں۔ پہاڑ سے نیچے اترتے ہوئے سر جھکائے آگے آگے چلے جا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اس جگہ کا نام تو انگور اڈا ہے۔ مگر انگور ہیں کہ سارا بازار چھان مارا ہے ملتے ہی نہیں۔ یہ کیسا انگور اڈا ہے؟؟ عبد اللہ بھائی بڑی تیزی سے اتر رہے تھے اور میں احتیاط سے قدم رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ اتر رہا تھا۔ جس کی وجہ سے ہمارے درمیان فاصلہ بڑھ گیا۔ میں نے اپنے پیچھے آنے والے ساتھی سے کہا عبد اللہ بھائی تو بڑے پھرتیلے ہیں۔ وہ ساتھی انھیں پہلے ہی سے جانتے تھے، کہنے لگے بھائی ابھی تو آپ نے ان کی پھرتیاں دیکھی نہیں ہیں۔ یہ اپنی یونی ورسٹی میں تھنڈر سکواڈ کے رکن تھے۔ میں نے کہا کہ ارے پھر تو جب بھی ایم کیو ایم والوں سے لڑائی ہوتی ہو گی تو سب سے زیادہ مار عبد اللہ بھائی ہی کو پڑتی ہو گی۔ کہنے لگے نہیں بھائی ایم کیو ایم والوں سے ان کو کیا مار پڑتی ہو گی... جن جن ایم کیو ایم والوں کو ان سے مار پڑی ہے، شاید ابھی تک ٹیڑھے ہو کر ہی چلتے ہوں گے۔ اور اپنے جسم پر جگہ جگہ پڑنے والے نشان دیکھ کر ان کو یاد کرتے ہوں گے کہ بھائی کس سے پالا پڑا تھا۔ اصل میں یہی تو جان تھے تھنڈر سکواڈ کی۔ میں نے کہا کیوں بھائی کوئی پہلوان ہو تو کہو، یہ تو بے چارے خود سنگل پسلی ہیں۔ تو دوسرے ساتھی پھر کہنے لگے بھائی اصل میں عبد اللہ بھائی کراٹوں میں بلیک بیلٹ بھی ہیں۔ میں نے کہا: اوہو!! اچھا میں ان کی شخصیت کے اس پہلو سے متعارف نہیں تھا۔ چلو اچھا ہوا ان کی شخصیت کا یہ پہلو بھی میرے سامنے آ گیا۔ موقع ملا تو میں بھی ان سے کراٹے سیکھوں گا۔

عبد اللہ بھائی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد میڈیا کے شعبے سے منسلک ہو گئے۔ مگر ساتھ ساتھ یہ بھی جانتے تھے کہ سب سے بڑا میڈیا آدمی کا اپنا "کردار" ہے۔ چنانچہ فرض عین کی پکار پر اپنے بہترین کردار کے میڈیا کو لیے سرزمینِ خراسان میں آ بسے۔

ایک دفعہ ہم کچھ ساتھی بیمار تھے اور آرام کے لیے دور کے ایک مرکز میں رہ رہے تھے۔ عبد اللہ بھائی لمبا سفر طے کر کے ہماری عیادت کے لیے آئے۔ کمرے میں بیٹھے ہوئے چند لمحے ہی گذرے تھے کہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کیا بات ہے کہ آپ اپنے کمرے کو صاف نہیں رکھتے۔ دیکھیں بستر کیسے اُلٹ پلٹ پڑے ہوئے ہیں۔ کمرے کی جھاڑ پونجھ بھی نہیں کی ہوئی۔ بھائی کچھ خیال کیا کریں۔ اسی طرح کے کئی جملے کہتے رہے کہ شاید کوئی اٹھ کر بستروں کو لپیٹ دے مگر کوئی کیا اُٹھتا یہ تو کمرہ ہی بیمار ساتھیوں کا تھا۔ کسی کے گھٹنے پر چوٹ ہے تو کسی کو کمر درد کی شکایت، کسی کو ہاتھ پر زخم ہے تو کسی کو بخار ہے۔ پہلے ہم نے خیال کیا کہ شاید ویسے ہی مذاق کر رہے ہیں۔ ہم نے بھی سستی کا مظاہرہ کیا کہ بیماری میں ویسے ہی آدمی کا کوئی کام کرنے کا دل نہیں چاہتا۔ عبد اللہ بھائی اٹھے اور اپنے پاس پڑے ہوئے بستر کو لپیٹنے لگے ایک، پھر دوسرا، پھر تیسرا۔ خیال تھا کہ ایک دو لپیٹ کر بیٹھ جائیں گے مگر نہیں انہوں نے ایک ایک کر کے سارے بستر ے تہہ کر کے ان کو ان کی مخصوص جگہ پر رکھ دیا۔ ایک دو ساتھی جن میں تھوڑی ہمت تھی اٹھے مگر ان کے اٹھنے تک وہ سارے بستر تہہ کر کے ان کی جگہ پر رکھ چکے تھے۔ پھر پوچھنے لگے بھائی جھاڑو کہاں ہے؟ لو جی یہ ان کو جھاڑو ملا اور کمرے کی صفائی شروع۔ ہم حیران تھے کہ یہ ان کو کیا ہو گیا ہے ہمارے مہمان ہیں اور مستزاد یہ کہ ہمارے عسکری استاد بھی ہیں۔ مگر جھٹ پٹ کمرے کی صفائی کر کے بیٹھ گئے اور کہنے لگے ہاں جی! اب کچھ کمرے کی شکل نکلی ہے اور صحیح سے سانس آنے لگا ہے۔

عبد اللہ بھائی اسلحے کے بہت ماہر استاد تھے۔ ساتھیوں کی عسکری تربیت کے دوران اسلحے کی تمام چھوٹی بڑی باریکیوں کو بیان کرتے اور اس گہرائی اور تفصیل سے پڑھاتے تھے کہ جو ساتھی ان سے کسی اسلحے کی کلاس پڑھتا اس کے بعد وہ خود بھی اس اسلحے کا مکمل استاد بن جاتا۔

ایک دفعہ ہم مورچہ کھودنے میں مصروف تھے۔ ایک ساتھی کہنے لگے کہ لگتا ہے کہ آج میں شہید ہو جاؤں گا۔ اسی دوران دشمن کی طرف سے بمباری بھی شروع ہو گئی۔ گولے

بہت قریب گر کر پھٹ رہے تھے۔اس لیے ساتھی فوراً منتشر ہو گئے۔پھر جیسے ہی بمباری کا زور تھما اور ہم سب ساتھی دوبارہ اکٹھے ہوئے۔ تو ہم ان ساتھی سے کہنے لگے کہ ہاں بھائی وہ آپ تو شہید ہونے والے تھے۔ عبد اللہ بھائی حسرت سے کہنے لگے کہ یار لگتا ہے کہ امریکہ کو شکست سے دوچار کرنے کے بعد ہمیں چین کے خلاف جہاد میں بھی شریک ہونا پڑے گا۔اس وقت تک ہم اتنے بوڑھے ہو جائیں گے کہ دس نمبر کی عینک لگی ہو گی اور جب اپنے پوتوں کو چینی مشرکوں کے خلاف مارٹر نصب کرتا دیکھیں گے تو اپنے تجربے کی بنیاد پر ان سے کہیں گے (یہاں پر عبد اللہ بھائی بوڑھے بزرگوں کی طرح کمر جھکا کر ہاتھ سے لاٹھی پکڑنے کا اشارہ کرتے ہوئے بوڑھوں کی آواز میں کہنے لگے)"بیٹا اس طرح سے نشانہ اتنا خطا ہو جائے گا اس لیے ۲ چوڑیاں نیچے کر دو اور اتنے زاویے پر فائر کرو۔اور دوربین اور جدول کی ضرورت تو شاید ہمیں پیش ہی نہیں آئے گی"۔اس کے ساتھ ہی سب ساتھی ان کی اس بات پر ہنسنے لگے۔

کچھ ہی دن پہلے بمباری ہوئی تھی جس میں ہمارے دو ساتھی (عبد السلام بھائی اور عبد الرحمن بھائی) شہید ہو گئے تھے۔مرکز کی جگہ دشمن کی نظر میں آجانے کی وجہ سے نئی جگہ منتقلی کا مرحلہ درپیش تھا۔ محاذ پر رہتے ہوئے عبد اللہ بھائی مختلف ذرائع سے اپنے ایک دوست کو مسلسل جہاد کی دعوت دیتے رہے۔ آخر محاذ سے مسلسل ایک ڈیڑھ سال تک دعوت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے عبد اللہ کے اخلاص اور راستے کی سچائی کی بدولت ان کے اس دوست کے لیے محاذوں کی طرف نکلنا آسان فرما دیا۔

کئی دنوں سے امیر صاحب سے اصرار کر رہے تھے کہ میرے ایک دوست آرہے ہیں ان کے استقبال کو جانا ہے۔مگر امیر صاحب کچھ عسکری ضروریات کے لیے ان کو روکے ہوئے تھے۔ آخر جیسے ہی مرکز کی نئی جگہ منتقلی کا کام مکمل ہوا اور تمام انتظامی امور سرانجام دے دیئے گئے تو آپ امیر صاحب کے ساتھ دوسرے مرکز کی طرف جانے کے لیے روانہ ہوئے۔ میں نے نئے مرکز سے دوسرے مرکز کی طرف جانے کا راستہ دیکھا ہوا تھا۔ چنانچہ تین گھنٹے کے فاصلے تک میں ان کو چھوڑنے گیا۔ خوشی سے سب سے آگے آگے چلے جا رہے تھے۔ یہ راستہ ایک طویل اور دشوار گزار چڑھائی کے بعد آگے دو پہاڑوں کی چوٹیوں کے درمیان بنے چھوٹے سے درے پر پہنچ کر نیچے کی طرف اتر تا تھا۔ دھیمے دھیمے چلتی ہوئی ٹھنڈی ہوا کے وقفے سے آتے جھونکے شام کے ڈھلتے ہوئے سائیوں کی خبر دے رہے تھے۔ رنگ برنگ خوبصورت خود رو پہاڑی پھول درے کے درمیانی راستے سے لے کر دُور پہاڑ کے چوٹی تک پھیلے ہوئے تھے۔ آنکھوں کو بے اختیار اپنی طرف کھینچ لینے والے، ہلکی ہلکی ہوا میں لہلہاتے ہوئے ان پھولوں کے درمیان سے بل کھاتی پگڈنڈی پر مجاہدین اپنے کندھوں پر کلاشن کوفیں لٹکائے آہستہ آہستہ پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اترنے والے رستے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ عجیب دلکش منظر تھا۔ امیر صاحب نے مجھے کہا کہ بس یہاں سے آپ واپس چلے جائیں۔ میں کچھ دیر کھڑا ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس خوبصورت منظر و ماحول نے بے اختیار میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دی اور میں اس میں کھو سا گیا کہ دل چاہتا تھا کہ یہ منظر کبھی آنکھوں کے سامنے سے اوجھل نہ ہو۔ کافی دیر اسی منظر میں کھویا رہا ہوش تب آیا جب ساتھ والے ساتھی نے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا بھائی جلدی چلیں شام ہو رہی ہے اور آپ کا تو جانے کا کوئی ارادہ نظر نہیں آتا۔ اسی دوران امیر صاحب اور عبد اللہ بھائی بھی پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اتر کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں دوسرے ساتھی کو لیے جلدی جلدی اپنے مرکز کی طرف چل پڑا۔ شام ہو رہی تھی اور سردی بھی بڑھتی جا رہی تھی اور ہمیں رات کا اندھیرا پھیلنے سے پہلے اپنے مرکز میں پہنچنا تھا کیونکہ رات کے وقت پہاڑوں پر راستہ ڈھونڈنا بڑا مشکل کام ہوتا ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ عبد اللہ بھائی سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔

عبد اللہ بھائی کے دوست جن سے وہ ملنے جا رہے تھے ان کا نام حسین (زُہیر قدوائی) تھا۔ حسین بھائی پیشے کے اعتبار سے جیالوجسٹ تھے۔ محاذ پر آنے سے پہلے کویت میں تیل کی ایک بڑی معروف کمپنی میں نوکری کر رہے تھے۔ایک محفل میں ساتھیوں نے ان سے پوچھا کہ بھائی وہاں آپ کی کتنی تنخواہ تھی؟ انہوں نے بتایا کہ دو لاکھ روپے ماہانہ۔ مجاہد ساتھی کہنے لگے !! بھائی دو لاکھ روپے ماہانہ تو پھر آپ کو یہاں کیا چیز لے آئی؟ انہوں نے برجستہ جواب دیا وہ جو مجاہدین کو ماہانہ سو ڈالر ملتے ہیں نا وہ !!! مجاہدین کے خلاف "بے روزگار، زندگی سے تنگ، عملی زندگی میں ناکام اور ماہانہ سو ڈالر لے کر لڑنے والے لوگ "جیسا جھوٹا اور بے سروپا پروپیگنڈا کرنے والے اینکر پرسنز پر حسین بھائی کے اس طنزیہ جملے کے ساتھ ہی اردگرد بیٹھے ساتھی بے ساختہ ہنسنے لگے اور دیر تک ساتھیوں کے لبوں پر ان کا یہ جملہ مسکراہٹ بکھیرتا رہا۔

عبد اللہ بھائی ۲۸ / اگست کو ایک بمباری میں شہید ہو گئے۔ تقریباً ایک ہفتے بعد امیر صاحب واپس آئے تو بڑے افسردہ اور غمگین تھے۔ کہنے لگے شفیق بھائی، عثمان بھائی اور حیدر بھائی شہید ہو گئے ہیں اور شیخ عاصم زخمی ہیں۔اور اس کے علاوہ عبد اللہ بھائی بھی شہید ہو گئے ہیں۔ مگر حسین بھائی کی عبد اللہ بھائی سے ملاقات نہیں ہو سکی کہ جس دن وہ محاذ پر پہنچے، اسی دن عبد اللہ بھائی بمباری میں شہید ہو گئے۔

میں ذرا وہاں چلا ہوں، کبھی یاد کرتے رہنا
میرے بعد میرے بھائیو! یہ جہاد کرتے رہنا

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ مارچ ۲۰۱۹ء میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.alemarahurdu.net پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم مارچ:

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں جنگجوؤں کی چوکی پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات کمانڈر قادر سمیت 3 جنگجو گرفتار جب کہ 3 ہلاک اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ سے انٹیلی جنس سروس افسر رفیع اللہ شدید زخمی اور اس کی گاڑی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں واقع چوکی میں تعینات 2 رابط مجاہدین نے پولیس پر اندھادھند فائرنگ کی، جس سے 6 اہلکار موقع پر ہلاک ہوئے۔ رابط مجاہدین نے 7 کلاشنکوف اور ایک راکٹ لانچر سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں نرئی ماندہ اور ماکئی کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے لیزر گن حملہ کیا، جس سے ٹینک تباہ اور 16 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں آپریشن کرنے والے فوجیوں، پولیس اہلکاروں اور جنگجوؤں جن کی ساتھ امریکی طیارے بھی ہمراہ تھے' حملہ ہوا، جس 4 ٹینک تباہ، 49 اہلکار ہلاک وزخمی، جبکہ 12 گرفتار ہوئے۔ ایک ہیوی مشن گن، ایک بم آفگن اور 13 کارمولی بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں شرافت کے علاقے میں امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں نے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے چھاپہ مارا، جن پر حکمت عملی کے تحت یکے بعد دیگرے بم دھماکے ہوئے، جس سے دشمن کو شدید جانی ومالی نقصانات کا سامنا ہوا۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع سنگچارک میں فوجی کانوائے پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 8 ٹینک تباہ اور 13 اہلکار مجاہدین نے گرفتار کرلیے۔

2 مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکرگاہ شہر میں حلقہ نمبر چار کے باباجی اور حاجی ظریف گلی کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 8 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے پوپلزوں، حیدر آباد، ڈاکٹر پٹرول پمپ، ترابہ ہوٹل اور سیدان کے علاقوں میں چوکیوں، پولیس اہلکاروں اور جنگجوؤں پر حملے ودھماکے ہوئے، جس سے ٹینک تباہ، 24 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں ارکلیک کے علاقے میں واقع اہم یونٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے یونٹ فتح، 20 اہلکار ہلاک، جبکہ 21 اہلکار زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے صدر مقام قلعہ نو میں لامان کے علاقے میں واقع فوجی مراکز اور چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 4 اہلکار ہلاک، جبکہ 13 مزید زخمی ہوئے۔

3 مارچ:

☆صوبہ سرپل کے ضلع سنگچارک میں فرار ہونے والا فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس سے 33 اہلکار موقع پر ہلاک، 44 زخمی، جبکہ 4 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے پانچ ٹینک وریجنر گاڑیاں، ایک ایمبولنس کار، سات موٹرسائکل، 2 کلاشنکوف، 16 بندوق اور ایک راکٹ لانچر سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

4 مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے ضلعی مرکز اور آس پاس چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 11 فوجی وپولیس اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 15 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع دولت میں واقع فوجی مرکز اور چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 9 اہلکار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے تازہ دم اہلکاروں کو بھی نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں مزید 5 فوجی مارے گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں خوشحال گاؤں کے علاقے میں دشمن پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 10 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندھار شہر میں مقناطیسی بم دھماکہ سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار صوبائی کونسل کا امیدوار (اسد اللہ ماشور) ہلاک ہوا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب میں قرغان تپہ کے علاقے میں واقع فوجی بیس اور 2 چوکیوں پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں تمام مراکز فتح ہونے کے علاوہ 20 سیکورٹی اہلکار ہلاک جب کہ 6 گرفتار اور مجاہدین نے ایک ٹینک، ایک رینجر گاڑی، چار موٹرسائیکلیں، ایک مارٹر توپ، ایک اینٹی ایئرکرافٹ گن، ایک ہیوی مشین گن، 6 راکٹ، 20 کلاشنکوفیں، 3 ہینڈ گرنیڈ، دو گاڑیاں بارود وغیرہ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

5 مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے کے وزیروں ماندہ کے مقام پر واقع اہم یونٹ پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں اور لیزر گن حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مرکز فتح، 3 ٹینک تباہ اور 21 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ تخار کے صدر مقام طالقان شہر میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی رینجر گاڑیاں اور 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ کمانڈر شمس اللہ سمیت 9 ہلاک جب کہ 15 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غور کے ضلع ساغر میں بوتئی کے علاقے میں اہم اور معروف کمانڈر (عبدالاحد) نے 300 خاندانوں کے ہمراہ مجاہدین سے بیعت کا اعلان کیا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں دشمن نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جسے شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں ظالم کمانڈر (حکمت اللہ) سمیت 10 اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

7 مارچ:

☆صوبہ سمنگان کے ضلع حضرت سلطان میں جنگجوؤں کی چوکی پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے لیس مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور کمانڈر سمیت 6 جنگجو ہلاک جب کہ ڈسٹرکٹ پولیس چیف سمیت 5 زخمی اور ایک ٹینک اور ایک گاڑی تباہ ہوئی۔
☆صوبہ قندوز کے ضلع قلعہ ذال میں مرکز کی 2 دفاعی چوکیوں پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں ایک چوکی فتح ہوئی اور کمانڈر خیر مالی، اعلیٰ عہدیدار امان تاجک اور فوجی افسر سمیت 33 اہلکار ہلاک جب کہ کمانڈر یعقوب کور سمیت 9 زخمی۔
☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد کے خوجہ پیسی کے علاقے میں چوکی پر مجاہدین کے حملے میں کمانڈر خوستی سمیت 6 فوجی ہلاک جب کہ 3 زخمی اور دو ٹینک بھی تباہ ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں لوئی ماندہ اور بیلرئی کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 7 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

8 مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں یخچال اور سپین مسجد کے مقامات پر دشمن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 6 اہلکار موقع پر ہلاک، جبکہ 2 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ فراہ کے ضلع گلستان کے توت کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح، اور 5 اہلکار ہلاک ہوئے۔ یاد رہے کہ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن اور 4 بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 5 اہلکاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔
☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد میں رابط مجاہد نے جنگجو کمانڈر سید آغا اور ان کے محافظ سیف الدین کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور رابط اہلکار 3 کلاشنکوفوں، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان کے ہمراہ مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

9 مارچ:

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں واقع چوکیوں و گشتی پارٹی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ، 8 اہلکار ہلاک، جبکہ ایک زخمی ہوا۔
☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 7 اہلکار ہلاک جبکہ 6 فوجی گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے 3 ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر، پانچ کارمولی اور ایک مارٹر توپ سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں واقع پولیس اہلکاروں اور مقامی جنگجوؤں کی دو چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دونوں چوکیاں فتح اور فرار ہونے والے اہلکاروں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8 اہلکار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر کے ذاخیل کے علاقے میں مجاہدین نے جنگجو کمانڈر جاپان کو محافظ سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کے اسلحہ کو غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ ننگرہار کے ضلع رودات کے قطرغی کے علاقے میں بم دھماکہ سے سفاک جنگجو کمانڈر ضیاء الحق اور نائب کمانڈر سلطان ولی موقع پر ہلاک جب کہ 3 شرپسند زخمی ہوئے۔

10 مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں بیلرئی کے علاقے اور ضلعی مرکز کے قریب گشتی پارٹی پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 5 اہلکار موقع پر ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں چوکیوں پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں 2 اہم چوکیاں فتح، 2 ٹینک تباہ، 14 اہلکار ہلاک ہونے کے علاوہ مجاہدین نے 2 ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر، ایک کارمولی بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں ٹانگان گودر کے علاقے میں واقع سنگور جنگجوؤں کی 2 چوکیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 14 اہلکار ہلاک ہوئے۔

11 مارچ:

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں ائیر بیس میں تعینات امریکیوں کی رہائش گاہ پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر گر کر دشمن کے لیے نقصانات کا سبب بنے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں کیمپ کے علاقے میں واقع پولیس چوکی پر وسیع حملہ ہوا، جس سے 8 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں ہزار گان اور ژڑپل کے علاقوں میں واقع فوجی چوکیوں پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 6 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں مربوطہ ظریف گلی کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار 6 اہلکار ہلاک ہوئے
☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں لودینان کے علاقے میں واقع فوجی چوکیوں ومراکز پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں فوجی یونٹ اور 3 چوکیاں فتح، 20 اہلکار ہلاک، 28 گرفتار، جبکہ مجاہدین نے 10 ہیوی مشن گن، 6 عدد راکٹ لانچر، 18 کارمولی بندوق اور 2 بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی سازوامان غنیمت کر لیا۔

12 مارچ:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مقر کے مرکز کے دفاعی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 3 چوکیاں فتح، 2 کمانڈروں سمیت 14 اہلکار ہلاک، جبکہ 11 مزید زخمی ہوئے۔ ایک ہیوی مشن گن، سات کلاشنکوف اور ایک موٹر سائکل سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ فراہ کے ضلع گلستان میں واقع فوجی مراکز پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں اہم یونٹ اور 2 چوکیاں فتح، 2 ٹینک تباہ اور مجاہدین نے مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بغلان کے صدر مقام بغلان شہر کے چار شنبہ تپہ کے علاقے میں واقع 2 پولیس چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دونوں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہلکاروں میں سے 10 ہلاک جب کہ 6 گرفتار اور مجاہدین نے کافی مقدار میں اسلحہ وغیرہ غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں دشمن کے کاروان پر اسی نوعیت کا حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 8 آئل بھرے ٹینکر، 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 4 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ سمنگان کے ضلع درہ صوف میں پولیس چوکی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 5 اہلکار ہلاک جب کہ ایک زخمی اور 2 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، سات عدد کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں جو گرم کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 8 اہلکار موقع پر ہلاک ہوئے۔

13 مارچ:

☆صوبہ قندہار کے ضلع خاکریز میں سیاہ سنگ کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 4 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں زقوم چار راہی کے علاقے میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 4 اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک کے سیدان کے علاقے میں پولیس اہلکاروں پر حملہ ہوا، جس سے 5 اہلکار ہلاک ہوئے، ان کی گاڑی مجاہدین نے غنیمت کر لی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں سرخدوز کے علاقے میں واقع سنگور جنگجوؤں کی چوکیوں پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 6 شر پسند اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع نیش کے پولیس ہیڈ کوارٹر اور انٹیلی جنس ہیڈ آفس پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 3 اہلکار ہلاک ہوئے۔

14 مارچ:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں دفاعی چوکیوں پر حملہ کیا گیا، جس سے اہم چوکی فتح اور اس میں تعینات 7 اہلکار ہلاک، جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، 2 ہیوی مشن گن اور 3 کار مولی بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں باباخو شقارتپہ میں مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دشمن نے چوکی کو چھوڑ کر فرار کی راہ اپنائی اور اب مکمل علاقے پر مجاہدین کا کنٹرول ہے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع دولت آباد میں چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس میں 4 اہلکار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے اور ساتھ ہی تازہ دم اہلکاروں کو بھی نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ اور اس میں سوار کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے صدر مقام بغلان شہر میں پولیس چوکی پر مجاہدین حملہ کر کے اس قابض ہوئے اور وہاں تعینات اہلکاروں میں سے 10 ہلاک جب کہ 6 گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں جہ خوجئی اور مورچاق کے علاقوں میں واقع فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 چوکیاں فتح، 12 اہلکار ہلاک ہوئے، جبکہ ایک زخمی اور 2 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے 2 اینٹی ائیر گرافٹ گن، 4 ہیوی مشن گن، ایک مارٹر توپ، 4 کلاشنکوف، 4 کار مولی اور 2 بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

15 مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں لوئی باغ کے علاقے میں واقع چوکی میں تعینات 3 رابط مجاہدین نے وہاں تعینات اہلکاروں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 5 اہلکار ہلاک ہوئے۔ رابط مجاہدین 2 کلاشنکوفوں سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع شولگرہ میں مجاہدین نے جنگجو کمانڈر یوسف قریدادر کو قتل کر دیا۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں شہر کے علاقے میں مجاہدین نے اعلیٰ فوجی افسر اسماعیل کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع قلعہ ذال میں مرکزے قریب فوجی بیس اور دو چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں بیس اور چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہلکاروں میں سے 10 ہلاک جب کہ 12 زخمی اور دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس میں 2 فوجی ٹینک اور 2 رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

صوبہ بغلان کے صدر مقام بغلان شہر میں جرخشک کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس اور فوجی کاروان پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 اہلکار ہلاک ہونے کے علاوہ ایک فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں سروبی بند کے مقام پر کٹھ پتلی فوجوں پر ہونے والے حملے میں 4 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں دہ افغانان کے علاقے میں واقع زیکویک نامی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 6 اہلکار ہلاک، جبکہ 2 مزید زخمی ہوئے۔

16 مارچ:

☆صوبہ سرپل کے ضلع صیاد میں ضلعی مرکز کے قریب واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، اور 6 اہلکار ہلاک ہوئے جبکہ 4 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن ایک اس پی جی 9 اور ایک کلاشنکوف غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں سپین نامی پولیس اسٹیشن، سنگین دوراہی، نہر سراج کے یخچال اور حاجی عبد القیوم پٹرول پمپ کے علاقوں میں واقع دشمن کی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 12 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں مجید چورنگی کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 3 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غور کے صدر مقام چیغچران لوٹ مار کی خاطر دشمن داخل ہوا۔ جسے عوام کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ، 4 اہلکار ہلاک، 6 زخمی، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ کابل کے کابل شہر میں دھماکہ سے وزارت داخلہ کے اعلیٰ عہدیدار کرنل میاں غریب ایک محافظ سمیت ہلاک ہوا اور اس کی گاڑی بھی تباہ ہوئی۔
☆صوبہ بغلان کے ضلع برکہ میں زنگی کے علاقے میں مجاہدین کے حملے میں دو جنگجو کمانڈر سید اکبر اور شیر محمد قتل ہوئے۔
☆صوبہ قندہار کے ضلع شاولیکوٹ میں بادغسرہ، چنار اور تورکوتل کے علاقوں میں دشمن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے رینجر گاڑی تباہ اور 15 اہلکار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں سپیشل فورس کے اہم کمانڈر کی گاڑی پر حکمت عملی کے تحت بم دھماکہ ہوا، جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار اہم کمانڈر (حاجی کاکا) موقع پر ہلاک، جبکہ 3 محافظ زخمی ہوئے۔
☆صوبہ قندہار کے ضلع ارغنداب میں سنجلانوں کے علاقے میں اسی نوعیت بم دھماکہ سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار اہم اور ظالم کمانڈر (زمری) 5 محافظوں سمیت ہلاک ہوا۔

17 مارچ:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں فوجی یونٹ وچوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا جس سے یونٹ وچوکی فتح، 21 اہلکار ہلاک ہوئے جب کہ 15 زخمی، جبکہ 4 مزید گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ٹینک، ایک اینٹی ائیر کرافٹ گن، 2 ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، پانچ کلاشنکوف، 16 ایم 16 اومختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب کابل اڈہ کے مقام پر امر اللہ ولد محمد عالم نے سپیشل فورس اہلکار کو قتل کر دیا۔
☆صوبہ قندوز کے ضلع چاردرہ میں خلازئی کے علاقے پر جارح امریکی وکٹھ پتلی فوجوں نے چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 2 جارح امریکی اور ایک سپیشل فورس اہلکار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔
☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں ترکمن کے علاقے میں مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اہلکار عبدالحنان کو مار ڈالا۔

18 مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں فوجی چوکی اور دشمن پر حملہ ودھماکہ ہوا، جس سے ایک چوکی فتح، 2 ٹینک، رینجر وکاماز گاڑی تباہ اور 10 اہلکار ہلاک، جبکہ ایک گرفتار ہوا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں موبائل کیمپ کے علاقے میں پولیس پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 4 اہلکار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں قلف کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے گاڑی تباہ اور 5 اہلکار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ قندہار کے ضلع شاولیکوٹ میں تناوچینیٔ اور تورکوتل کے علاقوں میں واقع فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے لیزر گن حملہ کیا، جس سے 5 اہلکار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں سرخدوز کے علاقے میں گشتی پارٹی پر حملہ ہوا، جس سے 3 اہلکار ہلاک، جبکہ ایک زخمی ہوا۔

19 مارچ:

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں بگرام ایئربیس کے قریب مجاہدین نے جارح امریکی فوجوں کے ڈرون طیارے کو مار گرایا۔
صوبہ کاپیسا کے ضلع نجراب میں دشمن کے مراکز پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں غین درہ اور پچغان درہ کے وسیع علاقے اور سات گاؤں مکمل طور پر فتح ہوئے اور وہاں تعینات اہلکاروں میں سے 7 ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ قندوز کے ضلع چاردرہ مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کے قافلے پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 کمانڈو اور 3 پولیس اہلکار ہلاک جب کہ 9 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک میں شروازہ کے علاقے میں بم دھماکہ سے ڈسٹرکٹ پولیس چیف اور جنگجو کمانڈر صابر خان محافظوں سمیت مارا گیا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں مجید چورنگی کے علاقے میں واقع فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں اور لیزر گن سے حملہ کیا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 18 اہلکار موقع پر ہلاک، جبکہ 5 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں پولیس چوکیوں اور فوجیوں پر حملہ ودھماکہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 3 ٹینک، 2 گاڑیاں تباہ اور 9 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں قلف کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور 11 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔
☆صوبہ بغلان کے ضلع تالہ وبرفک کے سابق جہادی کمانڈر زمان کنڈک، سالم اور فوجی کمانڈر نصرت اللہ 'حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین سے آملے، انہوں نے 50 عدد ہلکے وبھاری ہتھیار بھی مجاہدین کے حوالے کر دیے۔
☆صوبہ بغلان کے صدر مقام بغلان شہر میں جرخشک کے علاقے میں فوجی کاروان پر ہونے والے حملے میں 2 گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہلکار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے 58 اہلکاروں کو رہا کر دیے۔ مجاہدین نے مورچاق کے علاقے میں دشمن کے خلاف وسیع آپریشن کا آغاز کیا تھا، جس کے نتیجے میں متعدد یونٹ، فوجی مراکز اور سیکڑوں دفاعی چوکیاں فتح، 90 سے زائد اہلکار ہلاک، جبکہ 106 گرفتار ہونے کے علاوہ مجاہدین نے مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں ضلعی مرکز کے قریب دشمن پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 2 کمانڈوز ہلاک، جبکہ 12 فوجی زخمی ہوئے۔
☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں کرکوٹہ گرد کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس اسٹیشن انسداد دہشت گردی افسر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے کے یخچار اور کووک کے علاقے میں دشمن پر حملہ ودھماکہ ہوا، جس سے 2 ٹینک تباہ اور ان میں سوار اہلکار ہلاک ہوئے۔

20 مارچ:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں بورئی کے علاقے میں 4 جنگجوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔
☆صوبہ خوست کے ضلع صبری میں سیکورٹی اہلکاروں کی رینجر گاڑی پر دھماکہ ہوا، جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار 6 فوجی لقمہ اجل بن گئے۔

21مارچ:

☆صوبہ تخار کے ضلع درقد میں لب جریک کے علاقے میں واقع پولیس چوکی پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات اہلکاروں میں سے 3 ہلاک جب کہ 3 زخمی اور 2 گرفتار ہونے کے علاوہ مجاہدین نے دو کلاشنکوفیں، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر کے بحفاظت اپنے مراکز کو لوٹ گئے۔

22مارچ:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں بورئی کے علاقے میں جنگجوؤں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے دشمن نے نقصانات اٹھاتے ہی فرار کی راہ اپنائی۔ دشمن کے فرار سے 1000 خاندانوں پر مشتمل علاقے پر مجاہدین کا کنٹرول ہوا۔
☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں بورئی، ارکلیک، زیارتگاہ اور چیچکتوں کے علاقوں میں 7 اہلکاروں نے مجاہدین کی مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔
☆صوبہ فراہ کے ضلع انار درہ میں پل کے علاقے میں گشتی پارٹی پر بم دھماکہ ہوا، اس کے بعد کاریز شیخان سے لے کر باغ پل کے علاقے تک دشمن پر یکے بعد دیگرے بم دھماکے ہوئے، جس سے 4 ٹینک تباہ، 4 اہلکار ہلاک، جبکہ 9 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر کے تیلاوکی کے مقام پر چھاپہ مارا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس میں 3 امریکی اور 9 کمانڈو ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔
☆صوبہ قندہار کے ضلع شاولیکوٹ میں تورکوتل کے علاقے میں فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 8 اہلکار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ قندہار کے ضلع شاولیکوٹ میں سورسخر کے علاقے میں بھی فوجی قافلے پر اسی نوعیت کا حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور 5 اہلکار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں تیلاکی کے جارح امریکی فوجوں اور کٹھ پتلی کمانڈو نے مقام پر چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 5 امریکی اور 13 کمانڈو ہلاک جب کہ 7 امریکی اور 11 کمانڈوز زخمی ہوئے ہیں۔
☆صوبہ ہلمند کے گرشک میں سیدان اور پوپلزوں کے علاقوں میں پارٹی پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 6 اہلکار ہلاک ہوئے۔

23مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں موبائل کیمپ اور مجید چورنگی کے علاقوں میں واقع فوجی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، ٹینک تباہ، 52 فوجی و پولیس اہلکار ہلاک، جبکہ 11 مزید زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 18 کارمولی بندوق، 3 ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر، ایک رائفل گن اور پانچ کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ کے شارک کے علاقے میں غاصب امریکیوں اور نام نہاد کمانڈوز نے چھاپہ مارا، جن پر مجاہدین کارروائی کی، جس کے نتیجے میں 1 امریکی اور 5 کٹھ پتلی کمانڈوز ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں سپین نامی پولیس اسٹیشن اور تورئی شاہ کے علاقوں میں واقع پولیس چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 11 اہلکار ہلاک ہوئے
☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں ٹانگان گودر اور سرخدوز کے علاقوں میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے گاڑی تباہ، کمانڈر (گلالی) سمیت 6 اہلکار زخمی، جبکہ 4 مزید ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب میں ضلعی مرکز میں مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں مشہور جنگجو اور پولیس چیف (میر حمزہ) محافظ سمیت مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں زخمی ہوا۔

24مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے گرشک وسنگین اضلاع کی درمیانی علاقے کے کمپرک کے مقام پر واقع فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے اہم چوکی فتح، 2 ٹینک تباہ اور اس میں تعینات 9 اہلکار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک اینٹی ایئر گرافٹ گن، 2 ہیوی مشن گن، 2 کارمولی بندوق اور ایک مارٹر توپ غنیمت کر لیا۔
صوبہ کاپیسا کے ضلع نجرآب میں غین، افغانیہ اور پچغان دروں میں دشمن کے خلاف وسیع کارروائی کا آغاز کیا گیا، جس کے نتیجے میں تمام علاقے اور 45 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 18 سیکورٹی اہلکار ہلاک جب کہ 13 زخمی اور دیگر فرار ہوگئے۔ مجاہدین نے ایک فوجی ٹینک، 2 گاڑیاں اور کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے وبھاری ہتھیار غنیمت کر لیے۔ واضح رہے کہ پچغان درہ 70، افغانیہ درہ 40 اور غین درہ 17 بڑے گاؤں پر مشتمل ہے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں اہم فوجی مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مرکز فتح، 3 ٹینک، 3 گاڑیاں تباہ، 25 ہلاک اور 8 مزید زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 2 راکٹ لانچر اور 2 کلاشنکوفوں سمیت متختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں دشمن پر حملہ ودھماکہ ہوا، جس سے 3 ٹینک اور ایک کاماز گاڑی تباہ، اور 5 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں قلف کے علاقے میں واقع چوکیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 6 اہلکاروں ہلاک ہوئے
☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں ٹانگان گودر کے علاقے میں سنگور جنگجوؤں پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 6 اہلکار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں مانکئی، پارچاؤں اور بیلر کے علاقوں میں واقع پولیس چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے رینجر گاڑی تباہ اور 9 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

25مارچ:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں بم دھماکہ سے فوجی بکتر بند ٹینک تباہ اور اس میں سوار 5 اہلکار لقمہ اجل بن گئے۔

26مارچ:

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں پولیس چیف کمانڈر مطیع اللہ عبد الرحیم زئی کچھ عرصہ قبل بم دھماکہ میں زخمی ہوا تھا، جو شدید زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔
☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں باغ شمال کے علاقے ابراہیم خیل روڈ کے قریب مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر وقفہ وقفہ سے حملہ کیا، جس میں 2 ٹینک اور 2 گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔
☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے شہباز کے علاقے کابل-قندہار ہائی وے پر مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 9 سیکورٹی اہلکار ہلاک جب کہ 4 زخمی اور 2 بکتر بند ٹینک بھی تباہ ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک کے شورکئی کے علاقے میں فوجی گاڑیوں اور بکتر بند ٹینکوں کے ذریعے چھاپہ مارا، جن پر مجاہدین نے جوابی کاروائی کی، جس کے نتیجے میں امریکی ٹینک تباہ اس میں سوار امریکی ہلاک وزخمی ہونے کے علاوہ 3 کمانڈوز بھی ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں نے چاروان قلعہ کے علاقے کے کلینک کے مقام پر ہیلی کاپٹروں کے ذریعے چھاپہ مارا جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، لڑائی اور بم دھماکوں کے نتیجے میں 7 اہلکار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ قندہار کے ضلع شاولیکوٹ میں سور سخر کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے رینجر گاڑی تباہ اور 11 اہلکار موقع پر ہلاک ہوئے۔

27مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں دشت کے علاقے میں ہوانے بم دھماکہ سے امریکی ٹینک تباہ اور اس میں سوار غاصبین ہلاک وزخمی ہوئے۔
☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں تیمورک کے علاقے میں واقع فوجی چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہلکار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں چوکی پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، گاڑی تباہ، 5 پولیس اہل کار ہلاک، جبکہ 2 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں واقع پولیس چوکی میں تعینات 2 رابط مجاہدین نے دشمن پر فائرنگ کا سلسلہ کھولا، جس سے 7 اہلکار ہلاک اور رابط مجاہدین ایک ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر اور 4 کلاشنکوفوں سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

28مارچ:

☆صوبہ کابل میں کابل شہر کے حلقہ نمبر 5 کے قریب مجاہدین نے جنوبی صوبوں کے کمانڈو آپریشن کمانڈر جنرل امین اللہ الکوزئی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔
☆صوبہ سمنگان کے صدر مقام ایبک شہر میں تیجونک کے علاقے میں مجاہدین نے جنگجوؤں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 8 شر پسند ہلاک جب کہ 10 زخمی اور مجاہدین نے ایک راکٹ، دو کلاشنکوفیں، ایک گاڑی اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ زابل کے ضلع سیوری میں ضلعی مرکز پر مجاہدین نے حکمت عملی کے تحت حملہ کیا، اس کے ساتھ حکمت عملی کے تحت مرکز کے داخل میں پہلے سے نصب شدہ بارودی سرنگوں کے دھماکے ہوئے، جس سے ضلعی مرکز کے عمارت منہدم، 2 ٹینک، 4 گاڑیاں تباہ، اور ضلعی مرکز میں تعینات اہلکار ملبے تلے دب گئے، جس میں 12 اہلکار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے کے لشکر گاہ دوراہی کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح اور 8 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں پولیس اسٹیشن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2 ٹینک، ایک رینجر گاڑی تباہ اور 7 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

29مارچ:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں فوجی اہلکاروں پر حملہ ہوا، جس میں 3 بکتر بند ٹینک تباہ،ہ پولیس اسٹیشن نمبر 3 کے انچارج سمیت 12 اہلکار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں پولیس چوکی پر چھاپہ مار کارروائی کی گئی، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور کمانڈر سمیت 6 اہل کار ہلاک جب کہ ایک گرفتار اور 6 عدد کلاشنکوفیں، ایک ہیوی مشین گن، راکٹ لانچر اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں فوجی کاروان کو مجاہدین کی مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہلکار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ بدخشان کے ضلع ارغنج خواہ میں سرکاری عمارتوں پر حملہ کیا گیا، جس میں ضلعی مرکز، انٹیلی جنس آفس، 5 چوکیوں اور دیگر سرکاری تنصیبات پر مجاہدین قابض ہوئے۔ 2 اعلیٰ افسروں عبدالحفیظ اور ذبیح اللہ سمیت 11 اہلکار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔

30مارچ:

☆صوبہ قندھار کے ضلع خاکریز میں منڈگک کے علاقے میں واقع فوجی چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 7 اہلکار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں بند تیمور کے علاقے میں واقع چوکی پر اسی نوعیت کا حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 7 اہلکار ہلاک اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، 4 کلاشنکوف، ایک بم آفگن اور ایک پستول سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا میں چوکی میں تعینات امارت اسلامیہ کے 7 رابط مجاہدین نے وہاں تعینات اہلکاروں پر فائرنگ کا سلسلہ کھولا، جس سے 8 اہلکار موقع پر ہلاک، جبکہ ایک گرفتار ہوا۔ رابط مجاہدین 19 عدد ہلکے وبھاری ہتھیار سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

31مارچ:

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں مربوطہ علاقے میں مجاہدین نے بدنام زمانہ ظالم سفاک جنگجو کمانڈر جنرل دوستم کے کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دوستم کے دست راست وحشی کمانڈر اسد اللہ سمیت 4 اہلکار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں کووک کے علاقے میں واقع پولیس چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 8 اہلکار ہلاک، جبکہ ایک گرفتار ہوا۔

☆☆☆☆☆

اک نظر ادھر بھی!

زاہد مصطفیٰ

چین ایغور مسلمان قیدیوں کے اعضا فروخت کرنے لگا:

آن لائن جریدے "ایکسٹرا نیوز فیڈ" کے رپورٹر سی جے ویر لیمین نے اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ چینی حکومت جبری طور پر اعضا کی منتقلی و پیوند کاری کے بڑے منصوبوں پر کافی عرصے سے کام کر رہی ہے۔ جلاوطن ایغور سرجن انور طوحتی نے اپنے انٹرویو میں انہیں بتایا کہ "مجھے ارمقی میں سزائے موت دیے جانے والے ایک کمرے میں بلایا گیا جہاں مجھے سزائے موت پانے والے ایک ایغور قیدی کے جسم سے گردے اور جگر نکالنا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی جان باقی تھی۔ فائرنگ سکواڈ نے اس کے سینے کے دائیں جانب اس مقصد کے تحت گولی ماری تھی تاکہ اس کی جان نہ نکلے اور مجھے موقع مل سکے کہ میں اس کے گردے اور جگر نکال سکوں۔ چیف سرجن کی جانب سے یہ بھی احکامات ملے کہ میں اسے بے ہوش کیے بغیر اعضا نکالوں۔ یہ ۱۹۹۵ء کا واقعہ تھا جب وہ ایک ایغور مسلمان کے اعضاء نکالے جانے کے عمل کا حصہ بنا۔ طوحتی نے ۲۰۱۳ء میں برطانوی جریدے کو دیے جانے والے انٹرویو میں بھی یہ انکشاف کیا تھا کہ چین اعضا کی جبری منتقلی اور پیوند کاری کا مکروہ کاروبار بہت بڑے پیمانے پر کر رہا ہے اور اس میں نشانہ بننے والی سب سے بڑی کمیونٹی ایغور مسلمان قیدی ہیں۔ ۱۹۹۸ء میں طوحتی کی مدد سے ہی ایک برطانوی کمپنی نے دستاویزی فلم تیار کی تھی کہ چین کے سنکیانگ مشرقی ترکستان میں ایٹمی پروگرام کے سبب ایغور مسلمان آبادی میں بہت تیزی کے ساتھ کینسر پھیلا۔

ایک ماہ قبل ریڈیو فری ایشیا کو دیے جانے والے انٹرویو میں طوحتی نے یہ بھی انکشاف کیا کہ چین میں انسانی اعضا کے سب سے بڑے خریدار سعودی شہری ہیں جن کو چینی حکومت "حلال اعضاء" کے طور پر مارکیٹ کر رہی ہے۔ چینی حکومت کی جانب سے live organ match database کے لیے خون کے سیمپلز کلیکشن لازمی ہے۔

سعودی سینٹر برائے پیوند کاری اعضا کے ڈائریکٹر فیصل شاہین نے ایک جریدے کو بتایا کہ سال ۱۴-۲۰۱۲ء کے درمیان ۴۱۰ سعودی شہریوں نے چین، مصر اور پاکستان کی بلیک مارکٹ یعنی غیر قانونی اور خفیہ طریقے سے اعضاء خریدے۔ جبکہ ۷۰۰۰ سعودی شہریوں کو ابھی بھی اعضا ٹرانسپلانٹیشن کی ضرورت ہے۔ حال ہی میں یورپین پارلیمنٹ کی انسانی حقوق اور صحت کی ذیلی کمیٹی نے رپورٹ میں کہا تھا گردوں کی پیوند کاری پر ۱۵۰،۰۰۰ یورو خرچہ آتا ہے۔ برطانوی قانون سازوں کا کہنا ہے کہ یہ صورت حال ان کیمونسٹ ممالک میں اس ظلم کے فروغ کا سبب بنے گی جہاں قیدیوں کے اعضا جبری طور پر نکالے جا رہے ہیں۔

۲۰۱۶ء میں بھی ایک برطانوی پارلیمنٹیرین نے کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا تھا کہ چین نے جیل کے قیدیوں سے اعضا نکال کر کی جانے والی پیوند کاری کو صنعت کا درجہ دے رکھا ہے۔ چین کے اس مکروہ پروگرام کے خلاف امریکی این جی او docors against forced organ harvesting بھی برسرپیکار ہے۔ ایغور ٹائمز کو دیے جانے والے ایک انٹرویو میں طوحتی نے ارمقی ائیر پورٹ کی ایک تصویر بھی دکھائی جہاں اعضا کی تیز شیپمنٹ کے لیے الگ لائن ہے جسے Special passenger، human organ exportation lane کہا جاتا ہے۔ China southern airline کے مطابق وہ ۵۰۰/اعضا بیرون ملک بھیج چکے ہیں۔ چین کے سرکاری اخبار China Daily کی جانب سے بھی اعلان کیا گیا تھا کہ انہوں نے اعضا کی شپمنٹ کے لیے Green passage کی سہولت لانچ کی ہے۔ یہ بھی یاد دلاتے چلیں کہ اعضا کی جبری منتقلی کے ساتھ ساتھ ایغور مسلمان خواتین کے ساتھ جیلوں میں گینگ ریپ، ہُن غیر مسلم چینی باشندوں کے ساتھ ایغور مسلمان خواتین کی جبری شادیاں، خنزیر، شراب کا جبراً استعمال، نماز، روزہ، اسلامی نام ولباس پر پابندی، مساجد کا شہید کیا جانا.... یہ ایسے حالات ہیں جس نے تاریخ کے بدترین المیے کو جنم دیا ہے اور اس بدترین المیے کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ ان مظالم پر غیر مسلم دنیا امریکہ اور یورپ میں تو واویلا ہے لیکن مسلمان آبادی والے ممالک میں میڈیا حتیٰ کہ مذہبی سیاسی جماعتیں مکمل سکوت اختیار کیے ہوئے ہیں۔

روہنگیا مسلمانوں کی غیر آباد اور غیر محفوظ جزیرے میں منتقلی کا منصوبہ:

بنگلہ دیش کی حکومت خلیج بنگال کے ایک غیر آباد جزیرے کو ایسی جگہ کی شکل دینے کی کوشش کر رہی ہے جہاں لگ بھگ اُن ایک لاکھ روہنگیا پناہ گزینوں کو رکھا جا سکے، جنہوں نے میانمار میں اپنے خلاف فوجی کارروائیوں کے بعد فرار ہو کر اس ملک میں پناہ لی ہے۔ لیکن یہ سوال ابھی تک جواب طلب ہے کہ آیا "بھاشن چار جزیرہ" اتنے زیادہ لوگوں کے رہنے کے لیے موزوں جگہ ہو گی۔ بین الاقوامی برادری کی معاونت سے، بنگلہ دیش کی حکومت دور افتادہ جزیرے "بھاشن چار" میں ایک رہائشی بستی تعمیر کر رہی ہے۔ ۲۰۰۶ء میں سمندر سے ابھرنے والا یہ جزیرہ مرکزی بنگلہ دیش سے کشتی کے ذریعے لگ بھگ ایک گھنٹے کے فاصلے پر ہے اور اسے شدید موسمی خطرات کا سامنا رہتا ہے۔ بین الاقوامی برادری کے ارکان زور دے رہے ہیں کہ روہنگیا پناہ گزینوں کو وہاں منتقل کرنے سے قبل اس جزیرے کو محفوظ بنانے کے لیے تمام تکنیکی تقاضے پورے کیے جانے چاہئیں۔ جنوبی اور وسطی ایشیا کے لیے امریکی ڈپٹی معاون وزیر خارجہ ایلیس جی ویلز کا کہنا ہے کہ ہم توقع کرتے ہیں کہ اقوام متحدہ جزیرے کا ایک مکمل تکنیکی جائزہ لے گا۔ میرا خیال ہے کہ جب تک روہنگیا نسل کے ان باشندوں کو بھاشن چار منتقلی کے اس پروگرام میں اپنی مرضی سے شامل ہونے کا حق حاصل ہو، اور یہ کہ تکنیکی تقاضے پورے ہوں، بین الاقوامی برادری ان کی مدد کرے گی۔ لیکن یہ ایک ایسا عمل ہے جو ابھی تک زیر غور ہے۔ یہ تعمیر جو اپنے طے

شدہ وقت سے کئی ماہ پیچھے ہے' تکمیل کے آخری مرحلے میں ہے۔ لیکن بیشتر پناہ گزین از سر نو منتقلی کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہیں۔ ماحولیات کے کچھ ماہرین انتباہ کرتے ہیں کہ اس جزیرے کو کوئی طوفان یا کوئی دوسرا قدرتی سانحہ سخت نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگرچہ کہ بنگلہ دیشی حکومت دعویٰ کر رہی ہے کہ منصوبے میں سیکورٹی کے حوالے سے بھرپور خیال رکھا جائے گا لیکن جس طرح کا رویہ بنگلہ دیشی حکومت روہنگیا مہاجرین کے لیے گزشتہ سالوں سے اپنائے ہوئے تھی اور ہر ممکن کوشش کر رہی تھی کہ روہنگیا مہاجرین کو زبردستی بنگلہ دیش سے نکال باہر کیا جائے ایسے میں یہ خام خیالی ہو گی کہ بنگلہ دیشی حکومت کی جانب سے روہنگیا مسلمانوں کے لیے کسی خیر کی امید کی جائے۔ واضح رہے کہ بنگلہ دیش دنیا کا ایک انتہائی نشیبی علاقے کا ایک ملک ہے۔ گزشتہ ۵۰ برسوں میں سیکڑوں لوگ بنگلہ دیش میں قدرتی آفات میں ہلاک ہو چکے ہیں خاص طور پر بھاشن چار جزیرے کے قریب ساحلی علاقوں میں۔

صومالیہ میں امریکی جنگی جرائم کے متعلق ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ:

ایمنسٹی انٹرنیشنل کا کہنا ہے کہ صومالیہ میں فضائی کارروائی میں بڑی تعداد میں عام لوگوں کی ہلاکت پر امریکہ کو جنگی جرائم کا مرتکب ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ انسانی حقوق کے گروپ کا کہنا تھا کہ اس نے صومالیہ میں امریکہ کی صرف ۵ فضائی حملوں کی تحقیقات کی ہے جس میں یہ سامنے آیا ہے کہ اس میں مارے جانے والے افراد میں ۱۴ عام شہری بھی شامل ہیں۔ خیال رہے کہ امریکہ نے صومالیہ میں جون ۲۰۱۷ء کے بعد سے لے کر اب تک ایک سو دس مرتبہ فضائی کارروائی کی ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کا اپنی رپورٹ میں کہنا تھا کہ امریکی فورسز کے وہ افراد جنہوں نے ان حملوں کی منصوبہ بندی کی ہے وہ درحقیقت انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور جنگی جرائم کے مرتکب ہیں۔ شمال مشرقی افریقی ملک صومالیہ دنیا کے غریب ترین ممالک میں سے ایک ہے جو گزشتہ ۲۸ سال سے خانہ جنگی اور سیکورٹی کی غیر یقینی صورت حال سے دوچار ہے۔ گزشتہ چند سالوں کے دوران امریکی فورسز صومالیہ میں اقوام متحدہ کی فورسز کے ساتھ مل کر الشباب سے مقابلہ کر رہی ہیں۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے مارچ ۲۰۱۷ء میں فورسز کو صومالیہ میں فضائی حملوں کی اجازت دے دی تھی۔

چین کے دفاعی بجٹ میں ۷.۵ فیصد اضافہ:

چین نے ۲۰۱۹ء میں اپنی فوج پر کیے جانے والے اخراجات میں ۷.۵ فیصد کا اضافہ کر دیا ہے جس سے چین کے حریف اور پڑوسی ایشیئن ممالک میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ چین کی جانب سے کیے گئے اس اضافے کے بعد حاصل ہونے والی رقم ۲۰ لاکھ پیپلز لبریشن آرمی کے لیے جدید اسلحے، جنگی جہازوں، اسلحہ بارود اور مشینری کی خرید و فروخت پر خرچ کی جائے گی۔ رواں سال کے آغاز میں نیشنل پیپلز کانگریس کے سالانہ اجلاس میں پیش رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۹ء میں چینی حکومت اپنے دفاع پر ۱۷۷.۶/ ارب ڈالر خرچ کرے گی۔ چین کے پاس دنیا کی سب سے بڑی فوج ہے اور وہ امریکہ کے بعد اپنی فوج پر سب سے زیادہ رقم خرچ کرتا ہے جہاں امریکہ ۲۰۱۹ء میں اپنے دفاع پر ۷۱۶/ ارب ڈالر خرچ کرے گا۔ فرانسیسی خبر رساں ایجنسی کے مطابق چین کے وزیر اعظم لی کے کیانگ نے تقریباً تین ہزار اراکین پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ چین کی خود مختاری، سیکورٹی اور اور ترقیاتی مفادات کے لیے حکومت فوجی ٹریننگ کو مضبوط اور جدید خطوط پر استوار کرے گی۔ چین کے فوجی امور کے ماہر جیمز چار نے کہا کہ فوج پر حد سے زیادہ اخراجات سے بڑھ کر چین کی دیگر قومی ترجیحات بھی ہیں کیونکہ فوج پر حد سے زیادہ اخراجات سے حکومت دیگر اہم وسائل سے محروم ہو جائے گی اور یہی کچھ گزشتہ صدی کے آخر میں روس کی تباہی کی وجہ بنا تھا۔ چین کے تائیوان، ویتنام، فلپائن، برونائی، ملائیشیا کے ساتھ تنازعات ہیں جبکہ جاپان کے ساتھ بھی اس کے تاریخی سطح پر سرحدی مسائل ہیں اور چین کے بھاری بجٹ پر یہ ممالک ہمیشہ ہی تحفظات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ البتہ نیشنل پیپلز کانگریس کے ترجمان زینگ یسوئی نے کہا کہ چین کی جانب سے فوج پر بھاری اخراجات سے دیگر ملکوں کو کسی بھی قسم کے خطرات لاحق نہیں اور اس کا مقصد اپنی خود مختاری اور سیکورٹی کو یقینی بنانا ہے چین اپنی فوج پر اخراجات میں دنیا میں دوسرے نمبر پر موجود ہے۔ لیکن وہ اب بھی دیگر ممالک کی جانب سے اپنی فوج پر کیے جانے والے اخراجات میں کہیں آگے ہے اور اس نے ۲۰۱۸ میں دنیا کے متعدد ملکوں کو کافی پیچھے چھوڑ دیا۔ فوج پر اخراجات کی فہرست میں تیسرے نمبر پر سب سے بڑا ملک سعودی عرب ہے اور اس نے اپنی فوج پر ۸۲.۹/ ارب ڈالر خرچ کیے جبکہ روس نے لگ بھگ ۶۳/ ارب ڈالر اور بھارت نے ۵۷.۹/ ارب ڈالر کی خطیر رقم خرچ کی۔

چاہ بہار بندگاہ کی تجارتی اور عسکری اہمیت:

روزنامہ جنگ کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستانی فوج کے سابق افسران اور بین الاقوامی تعلقات کے تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ چاہ بہار کے فعال ہونے کے بعد گوادر کی اہمیت ختم ہو گئی ہے۔ افغان تاجر اب چاہ بہار بندگاہ کے ذریعے تجارت کو ترجیح دے رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ پاک افغان تجارت کا حجم پانچ ارب ڈالر سے کم ہو کر ڈیڑھ ارب ڈالر رہ گیا ہے۔ چاہ بہار کی بندرگاہ بحیرہ عرب میں واقع ہونے کے علاوہ انتہائی اسٹریٹجک نوعیت کی خلیج عمان کے دہانے پر بھی ہے۔ ایران کی بحر ہند تک رسائی کا ذریعہ بھی یہی بندرگاہ ہے۔ اس بندرگاہ کی توسیع میں ایران کو بھارت کا بھی خصوصی تعاون حاصل رہا۔ اور بعض حلقوں کی جانب سے یہ کہا جاتا رہا ہے کہ بھارت پاکستان کی گوادر بندگاہ کو ناکام کرنے کے لیے ایران کو چاہ بہار بندگاہ فعال کرنے میں مدد دیتا رہا۔ چاہ بہار اور گوادر بندرگاہ ایک دوسرے سے صرف ایک سو ستر کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہیں۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ بھارت نے چاہ بہار بندگاہ کے حوالے سے تجارت کے فروغ کا جو پروپیگنڈہ کیا ہے اس کے پیچھے اصل حقیقت

کچھ اور ہے۔ کیونکہ چاہ بہار بندگاہ اتنی زیادہ گہری نہیں کہ یہاں بڑے بحری جہاز آکر لنگر انداز ہو سکیں۔ بھارت کا اصل مقصد اپنی فوج اور فوج کی سپلائی لائن کے لیے محفوظ راستہ بنانا ہے جس کے لیے چاہ بہار بندرگاہ سے بہتر کوئی آپشن نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن اس طرف سوچنے کے لیے پاکستانی خود ساختہ دفاعی تجزیہ نگاروں کو شاید وقت میسر نہیں اور وہ چاہ بہار بندگاہ کی فعالیت صرف اور صرف تجارتی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔

سعودی شاہ کی یادداشت بگڑنے کا دعویٰ:

سعودی عرب کے بادشاہ سلمان بن عبدالعزیز اور ان کے بیٹے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کے درمیان اختلافات شدت اختیار کرنے کی خبروں کے بعد غیر سعودی عرب میڈیا میں بادشاہ کی صحت بگڑنے کے دعوے کیے جا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ شاہ سلمان کی دماغی صحت کے حوالے سے یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ بادشاہ کوئی بات پانچ منٹ سے زیادہ یاد نہیں رکھ پاتا۔ برطانیہ کے اخبار گارجین نے منگل کو شائع کی گئی اپنی ایک رپورٹ میں دعویٰ کیا تھا کہ شاہ سلمان اور ولی عہد کے درمیان اختلافات اتنے شدید ہو گئے ہیں کہ شاہ سلمان نے دورہ مصر کے دوران ہنگامی طور پر اپنے محافظوں کی ٹیم تبدیل کرائی جب کہ واپسی پر شہزادہ محمد بن سلمان اس کا استقبال کرنے بھی نہیں آیا۔ گارجین کا اپنی رپورٹ میں کہنا تھا کہ شاہ کی غیر موجودگی میں ولی عہد شہزادے نے دو بڑے فیصلے کیے۔ ان میں سے ایک امریکہ میں سعودی سفیر کے عہدے پر پہلی مرتبہ ایک خاتون شہزادی ریما بنت بندر بن سلطان کے تقرر کا تھا۔ دوسرا اہم فیصلہ شہزادہ سلمان کے سگے بھائی شہزاد خالد بن سلمان کو نائب وزیر دفاع بنانے کا تھا۔ ان دونوں فیصلوں کی اطلاعات شاہ سلمان کو مصر میں ٹی وی کے ذریعے ملی، اسے اعتماد میں نہیں لیا گیا تھا۔

دونوں تقرریوں کے حکمناموں میں ولی عہد محمد بن سلمان کے نام کے ساتھ ڈپٹی کنگ یعنی نائب بادشاہ کا عہدہ لکھا گیا۔ جو غیر معمولی بات ہے۔ تاہم ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ حکم نامہ شاہ سلمان کے ایما پر جاری کیا گیا۔ گارجین کا کہنا تھا کہ شاہ سلمان جب مصر کے دورے پر تھا تو مشیروں نے اسے بتایا کہ اس کے خلاف کوئی اقدام ہو سکتا ہے، اس پر سعودی عرب سے شاہ کے وفادار ۳۰ محافظ بلوائے گئے جب کہ پہلے سے موجود سعودی محافظوں کو فارغ کر دیا گیا کیونکہ ان میں ولی عہد سلمان بن محمد کے وفادار شامل ہونے کا خدشہ تھا۔ سعودی شاہ نے مصری حکومت کی جانب سے فراہم کردہ محافظ بھی ہٹا دیئے۔ کیونکہ اسے السیسی حکومت پر بھروسہ نہیں تھا۔

شاہ سلمان ۲۳ فروری کو مصر کے مقام الشرم الشیخ میں یورپ عرب سربراہ کانفرنس میں شرکت کے لیے پہنچا تھا جب کہ ۲۵ فروری کو وہ واپس لوٹا۔ برطانوی اخبار کا کہنا تھا کہ سعودی صحافی جمال الخاشقجی کے قتل کے بعد شہزادے اور بادشاہ میں اختلافات بڑھنا شروع ہوئے کیونکہ مشیروں نے شاہ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ معاملات اپنے ہاتھ میں لیں۔

اس کے علاوہ یمن جنگ اور سوڈان میں ہونے والے مظاہروں پر شہزاد محمد بن سلمان کی جانب سے وہاں کی حکومت کی حمایت پر بھی اختلافات ہیں۔ اس کے علاوہ سعودی تیل کمپنی آرامکو کے شیئر بیچنے کے معاملے پر بادشاہ اور ولی عہد میں اختلافات کی خبریں آچکی ہیں۔ گارجین میں منگل کو شائع ہونے والی رپورٹ پر سرکاری طور پر کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

البتہ برطانوی اخبار نے رپورٹ شائع کرنے سے پہلے واشنگٹن میں سعودی سفارتخانے سے موقف مانگا تھا جو رپورٹ کا حصہ ہے۔ سعودی سفارتخانے نے کہا کہ ''سعودی عرب کے بادشاہ جب بھی بیرون ملک جاتے ہیں امور مملکت چلانے کے لیے انتظامی اختیارات اپنے نائب ولی عہد شہزادے کے حوالے کرنے کا حکم جاری کرتے ہیں۔ شاہ سلمان کے حالیہ دورہ مصر کے موقع پر بھی ایسا ہی ہوا۔''

ترجمان نے مزید کہا کہ ولی عہد نے بطور نائب بادشاہ جو احکامات جاری کیے وہ شاہ سلمان کے ایما پر ہی جاری ہوئے۔ اس کے علاوہ کوئی تاثر دینا بے بنیاد ہے۔ گارجین کا کہنا ہے کہ شاہ کے محافظوں میں تبدیلی اور مصری محافظوں کو واپس بھیجنے پر ترجمان نے کوئی بات نہیں کی۔ ادھر لبنان سے شائع ہونے والے آن لائن جریدے ''رای الیوم'' نے لکھا کہ ولی عہد شہزادے کے استقبال کے لیے نہ آنے کی وجہ صرف اور صرف سیکورٹی ہو سکتی ہے، شہزادہ محمد بن سلمان کی طرف سے کیے گئے کریک ڈاؤن میں کئی شہزادوں نے ان کی بیعت نہیں کی اور ان سے خطرہ ہو سکتا ہے۔

رائی الیوم میں شائع ہونے والے اس مضمون میں بار بار زور دیا گیا کہ ولی عہد محمد بن سلمان ہی ملک کا عملی بادشاہ ہے۔ کیونکہ اس کے والد ہی صحت گر چکی ہے، وہ توجہ مرکوز نہیں کر پا، ملکی اور بین الاقوامی امور سے پیچھے ہٹ چکا ہے، وہ بیرون ملک سے آنے والی شخصیات کے ساتھ صرف رسمی ملاقاتیں کرتا ہے اور صرف مختصر وقت کے لیے تصویر بنوانے آتا ہے۔

پارلیمنٹ لاجز میں ارکان اسمبلی کے بچے نشہ کرنے لگے:

اسلام آباد (این این آئی) قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسداد منشیات میں انکشاف ہوا ہے کہ پارلیمنٹ لاجز میں ارکان اسمبلی کے بچے نشہ کرتے ہیں۔ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسداد منشیات کا اجلاس ہوا جس میں چیئرمین کمیٹی صلاح الدین ایوبی نے انکشاف کیا کہ پارلیمنٹ لاجز میں قومی اسمبلی کے ممبران کے بچے نشہ کرتے ہیں، اسلام آباد کے سکولوں، کالجز اور یونیورسٹیوں میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں خاموش دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔ چیئرمین کمیٹی نے کہا کہ ہمیں منشیات کے اڈے ختم کرنا ہوں گے اور جو منشیات فروخت کر رہے ہیں ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

عشق بے حد سعید مقتل میں

عقل ہے نا امید مقتل میں
عشق بے حد سعید مقتل میں

جن پہ الزامِ صِدق ہے، ان کو
دار بھی ہے نوید مقتل میں

سر بکف ہو کے آگیا سُن کر
شورِ "ھَلْ مِنْ مَزِیْد" مقتل میں

بوسۂ تیغ ہی سے ملتی ہے
اک حیاتِ جدید مقتل میں

قتلِ کفار سے بڑھائیں گے
آبروئے حدید مقتل میں

یوں تو شائستہ خُو ہیں سب مؤمن
کافروں پر شدید مقتل میں

اپنی شمشیر اب دکھائے گی
طرزِ ابن الولیدؓ، مقتل میں

!اے فرنگی سکوں کے سوداگر
آکے جنت خرید مقتل میں

کیسے مٹتا ہے دیکھ اے زاہد!
فرقِ قرب و بعید مقتل میں

وہ بھی اک وقت تھا کہ آتے تھے
کتنے پیر و مرید مقتل میں

ہو مبارک تمھیں یہ عیدِ حرم
ہم منائیں گے عید مقتل میں

اے خدا! مجھ کو بھی عنایت ہوں
رتبہ ہائے شہید مقتل میں

سر کٹانے سے قبل دے دینا
حورِ عینا کی دید مقتل میں

حافظ ابن الامام

شیخ خالد محمد فک اللہ اسرہ

میں کبھی بھی تم سے یا تمہاری عدالت سے رحم کی اپیل نہیں کروں گا!

”جب ہم دیکھتے ہیں کہ سابقہ سٹیٹ سیکرٹری میڈیلین البرائٹ نے اے بی سی نیوز پر اقرار کیا کہ دس سالہ امریکی پابندیوں کے نتیجے میں قتل ہونے والے دس لاکھ عراقیوں کی قیمت زیادہ مہنگی نہیں تھی... پھر ہم دیکھتے ہیں کہ دس سال کی پابندیوں کے بعد امریکی فوجیں عراق پر حملہ آور ہوتی ہیں اور ملک کے انفراسٹرکچر کو تباہ کر کے خانہ جنگی، فساد، داخلی جنگ، ملک کی تقسیم اور تباہی والے یورینیم والے ہتھیاروں کے استعمال سے ہمیشہ کی معذوریاں پھیلا رہے ہیں... پھر ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ وہاں سے اس حالت میں نکلتا ہے کہ اپنے پیچھے دنیا کی سب سے بڑی ایمبیسی قائم کرلیتا ہے تاکہ اپنے مقبوضہ تیل کی حفاظت کا انتظام کرسکے...

اگر تمہاری نظر میں اسرائیل کا امریکی جہازوں، بموں اور اسلحے کے ذریعے سے حال ہی میں غزہ پر حملے کے دوران میں 1200 سے زائد نہتے شہریوں کو قتل کرنا، 11700 گھروں کو تباہ کرنا، 342 عورتوں اور 654 بچوں کو قتل کرنا، 36 مساجد کو مسمار کرنا، 141 سکولز کو ملبے کے ڈھیر میں تبدیل کرنا، کئی ایک بازاروں، ہسپتالوں، شفاخانوں، کارخانوں اور غزہ کے واحد بجلی گھر کو تباہ کرنا اپنا دفاع کہلاتا ہے تو تمہارے اسی کلیے کی رُو سے امریکی آخر یہ کیوں کر تسلیم نہیں کر لیتے نائن الیون کا معرکہ بھی امت مسلمہ کا تمہارے نہ رکنے والے جرائم کے سامنے ایک دفاع کی کوشش تھی جس میں ہم نے تمہارے صرف عسکری اور معاشی اہداف کو تمہاری ہی سرزمین پر نشانہ بنایا؟!

تم اور تمہاری عوام پر تو بالکل بھی نہیں جچتا کہ تم دہشت گردوں یا دہشت گردی کے خلاف کھڑے ہونے کی بات کرو جب کہ تم نے خود دس سال تک معاشی و اقتصادی پابندیاں لگا کر عراق میں پانچ لاکھ کے قریب بچوں اور عورتوں کو بغیر ایک گولی فائر کیے قتل کر ڈالا... یہ پابندیاں بھی جنگ ہی ہیں! یہ جنگ کی سب سے بدترین قسم ہیں کیونکہ یہ ایک پوری آبادی کو سزا دیتے ہیں جس میں بچے اور ان کا مستقبل بھی ہدف بن جاتا ہے... پابندیاں لگانا بھی بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے استعمال جیسا ہی جرم ہے! اب وقت آگیا ہے کہ تمہارے سرمایہ دارانہ نظام اور جمہوریت کو تاریخ کے کوڑے دان میں پھینک دیا جائے اور تم تسلیم کرو کہ تم قوموں کو فریب دینے اور انسانی حقوق کی سنگین پامالیاں کرنے میں ماہر ہو!

ہمیں اپنی سرزمینوں پر ہونے والی کسی بھی جارحیت کے خلاف جہاد کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے! ہم فلسطینی، عراقی، افغانی بچوں، عورتوں اور بزرگوں کے خون کا بدلہ لینے اور ان کا خون بہانے والوں کو سزا دینے کا پورا پورا حق رکھتے ہیں... مغربی ظالمانہ جدید استعماریت اور جدیدیت کے خلاف اسلامی جہاد ہی سب سے بہترین علاج ہے... ہم کبھی بھی تمہاری طرف سے اسرائیل کی معاشی، عسکری اور سیاسی مدد کر کے امن کا بودا نعرہ قبول نہ کریں گے! اگر تمہاری حکومت اور عوام نائن الیون کو برداشت نہیں کر سکتی تو امت مسلمہ اپنی سرزمینوں فلسطین، لبنان، جزیرۃ العرب وغیرہ پر تمہارے 60 سال کے جرائم کیسے برداشت کرسکتی ہے؟ میں کبھی بھی تم سے یا تمہاری عدالت سے رحم کی اپیل نہیں کروں گا! تم میرے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتے ہو، کر گزرو!!! میری آزادی، میری قید اور میری موت ہر ایک طاغوت اور ظالم کے لیے ایک تکلیف دہ امر ہوگی!!!

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ
قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ

(التوبۃ: ۵۱، ۵۲)

”کہہ دیجیے کہ ہمیں کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے کہ جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی ہو۔ وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں اللہ ہی کا بھروسہ رکھنا چاہئے۔ کہہ دیجیے کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر ہو اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ (یا تو) اپنے پاس سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے یا ہمارے ہاتھوں سے (عذاب دلوائے) تو تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں“۔

اگر تمہاری عدالت مجھے عمر قید کی سزا دیتی ہے تو مجھے اس پر خوشی ہوگی کہ میں باقی عمر اپنے قید خانے میں اللہ کی عبادت کرتے ہوئے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر گزاروں گا... اگر تمہاری عدالت مجھے سزائے موت دیتی ہے تو مجھے اس سے بڑھ کر خوشی اور کس بات پر ہوسکتی ہے کہ میں اپنے رب، اس کے رسولوں اور اپنے محبوب ساتھیوں سے مل سکوں جن کو تم نے دنیا بھر میں ناانصافی سے قتل کیا اور خاص کر شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ...

لیکن جب صلیبی مجھے سزائے موت دیں گے تو کیا میں مرجاؤں گا؟ میں اس متعلق اپنے وکیلوں کو پہلے ہی سمجھا دیا ہے اور اس خط کی صورت میں بھی اس سوال کا جواب موجود ہے...“

[3 ستمبر 2015 کو امریکی صدر اوباما کے نام لکھے گئے شیخ خالد محمد فک اللہ اسرہ کے خط سے اقتباس]